تصانیفِ احمدیّہ

حصہ اول　　　　　　　　　　　　　　　　جلد هشتم

مشتمل بر کتب و رسایل مذهبی

تفسیر القرآن

جلد ششم

تفسیر سورة بنی اسرائیل

سنہ ۱۳۲۵ نبوی

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چهاپہ هوئی

سنہ ۱۳۱۳ هجری　　　　　　　　سنہ ۱۸۹۵ ع

فہرست مضامین

جلد ششم تفسیر القرآن

سورهٔ بنی إسرائیل

سورهٔ بنی إسرائیل

تفسیرُ القُرأن
وھو
الھُدیٰ والفرقان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحن الذي

(سبحان الذي) معراج کے متعلق حدیثوں اور روایتوں میں جسقدر اختلاف هی غالبا اور کسي امر میں اسقدر اختلاف نہوگا اُن اختلافات کا بیان کرنا اور اُن کي تنقیح کرنا سب سے مقدم امر هی اور اسلیئے هم هر ایک امر کو معہ اُنکے اختلافات کے جدا جدا بیان کرتے هیں *

زمانہ معراج

بخاري میں شریک کي روایت سے ایک حدیث هی جس کے یہہ الفاظ هیں " قبل ان یوحي الیہ " یعني اسراء آنحضرت کو وحي آنے یعني نبي هونے سے پہلے هوئي تھي مگر خود محدثین نے بیان کیا هی کہ وہ الفاظ اسراء سے متعلق نہیں هیں چنانچہ اُس حدیث کي اس بحث کو بھي بیان کرینگے اسوقت اُن اختلافات کو بیان کرتے هیں جو اسراء یا معراج سے متعلق هیں *

اس باب میں کہ معراج کب هوئي مندرجہ ذیل مختلف اقوال هیں *

۱ — هجرت سے ایک برس پہلے ربیع الاول کے مہینہ میں *

۲ — هجرت سے ایک برس پانچ مہینے پہلے شوال کے مہینہ میں ــ بعضوں نے کہا کہ رجب کے مہینہ میں *

۳ — هجرت سے اٹھارہ مہینے پیشتر *

۴ — هجرت سے ایک برس تین مہینے پہلے ذي الحجہ میں *

۵ — هجرت سے تین برس پہلے *

۶ — نبوت سے پانچ برس بعد *

۷ — نبوت سے بارہ برس بعد بعضوں کے نزدیک قبل موت ابي طالب اور بعضوں کے نزدیک بعد موت ابي طالب *

۸ — نبوت سے تیرھویں برس ربیع الاول یا رجب میں *

۹ — هجرت سے سولہ مہینے قبل ذیقعدہ کے مہینہ میں اور بعضوں کے نزدیک ربیع الاول میں *

۱۰ — ستائیسویں تاریخ رجب کے مہینہ میں *

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا هی بڑا مہربان

پاک هی وہ جو

۱۱ — رجب کے پہلے جمعہ کي رات کو *

۱۲ — ستائیسویں تاریخ رمضان کے مہینہ میں هفتہ کي رات کو *

یہہ تمام اختلافات جو هم نے بیان کیئے عیني شرح بخاري میں مندرج هیں اور اُس کي عبارت بلفظہ هم ذیل میں نقل کرتے هیں —

عیني میں لکھا هی که معراج کے وقت میں اختلاف هی بعض کہتے هیں نبوت سے پہلے هوئي یہہ قول شاذ هی لیکن اگر اُس کا واقع هونا خواب میں خیال کیا جائے تو بے وجہہ نہیں هی — بعض هجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول میں مانتے هیں — یہہ قول اکثر لوگوں کا هی یہاں تک که ابن حزم نے اس پر اجماع اُمت هونا بیان کیا هی — اور سدی کے نزدیک هجرة سے ایک برس پانچ مہینے پہلے هوئي اس قول کو طبري اور بیہقي نے بیان کیا هی — اس قول کي بنا پر معراج ماہ شوال میں هوئي — اور ابن عبدالبر نے ماہ رجب میں بیان کیا هی — نووي بھي اسي کو مانتا هی — اور بعض کا قول هی که هجرة سے اٹھارہ مہینے پہلے هوئي — ابن البر نے اس قول کو بھي بیان کیا هی — اور بعض کے نزدیک هجرة سے ایک برس تین مہینے پہلے هوئي — اسکي بنا پر ذي الحجہ کا مہینہ تھا ابن فارس اسي قول کو مانتا هی — اور بعض کے نزدیک هجرة سے تین برس پہلے هوئي — اسکو ابن اثیر نے بیان کیا هی اور قاضي عیاض نے زهري سے حکایت کي هی که معراج نبوت سے

و اختلف في وقت المعراج فقیل انه کان قبل المبعث و هو شاذ الا اذا حمل علی انه وقع في المنام فله وجه و قیل کان قبل الهجرة بسنة في ربیع الاول و هو قول الاکثرین حتی بالغ ابن حزم فنقل الاجماع علی ذلک و قال السدي قبل الهجرة بسنة و خمسة اشهر و اخرجه من طریقه الطبري والبیهقي فعلی هذا کان في شوال و حکی ابن عبدالبر انه کان في رجب و جزم به النووي و قیل بثمانیة عشر شهرا حکاه ابن البر ایضا و قیل کان قبل الهجرة بسنة و ثلاثة اشهر فعلی هذا یکون في ذي الحجة و به جزم ابن فارس و قیل کان قبل الهجرة بثلاث سنین حکاه ابن الاثیر و حکي عیاض عن الزهري انه کان بعد المبعث بخمس سنین وروي ابن ابي شیبة من حدیث جابر و ابن عباس رضي الله تعالی عنهم قالا ولد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یوم الاثنین و فیه بعث و فیه عرج به الی السماء و فیه مات —

(صفحه ۸۰ عیني شرح بخاري جلد ۸)

أَسْرَىٰ

پانچ برس بعد هوئي اور ابن ابي شيبه نے عباس اور جابر سے روايت كي هى كه وه دونوں كهتے تهے كه پيغمبر خدا پهر كے دن پيدا هوئے ــ اور اسي دن نبوت ملي اور اسيٓ دن معراج اور اسي دن وفات هوئي ٭

عيني ميں دوسرے مقام پر لكها هى كه معراج نبوت كے بارهويں سال هوئي ــ بيهقيؔ نے موسى بن عقبه سے اور اُس نے زهري سے روايت كي هى كه معراج مدينه جانے سے ايك برس پهلے هوئي ــ اور سدي كا قول هى كه هجرت سے سوله ماه پهلے ــ پس اس كے قول كے موافق ماه ذيقعده ميں اور زهري كے قول كے موافق ربيع الاول ميں هوئي ــ بعض كهتے هيں ستائيسويں رجب كو هوئي ــ حافظ عبدالغني بن سرور مقدسي نے اپني سيرت ميں اسي قول كو اختيار كيا هى اور بعضؔ كا گمان هى ماه رجب كو جمعه كي اول شب ميں هوئي ــ پهر بعض كا قول هى كه ابوؔ طالب كے مرنے سے پهلے هوئي اور ابن جوزيؔ نے لكها هى كه ان كے مرنے كے بعد نبوت كے بارهويں سال هوئي ــ پهر كوئي كهتا هى كه نبوت كے تيرهويں سال رمضان كي ستره تاريخ كو هفته كي رات كو هوئي ــ اور كوئيؔ كهتا هى كه ربيع الاول ميں كوئي كهتا هى رجب ميں ٭

و كان اي الاسراء في السنة الثانية عشر من النبوة و في رواية البيهقي من طريق موسى بن عقبة عن الزهري انه اسرى به قبل خروجه الى المدينة بسنة و عن السدى قبل مهاجرته بستة عشر شهرا فعلى قوله يكون الاسراء في شهر ذيقعدة و على قول الزهرى يكون في ربيع الاول و قيل كان الاسراء ليلة السابع والعشرين من رجب و قد اختاره الحافظ عبدالغني بن سرور المقدسي في سيرته و منهم من يزعم انه كان في اول ليلة جمعة من شهر رجب ثم قيل كان قبل موت ابي طالب و ذكر ابن الجوزي انه كان بعد موته في سنة اثنتى عشرة للنبوة ثم قيل كان في ليلة السبت لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان في السنة الثالثة عشر للنبوة و قيل كان في ربيع الاول و قيل كان في رجب ــ (صفحه ۱۹۹ جلد ثاني عيني شرح بخاري) ٭

يهه روايتيں اسقدر مختلف هيں كه كوئي علانيه قرينه يا دليل بين اُن ميں سے كسيٓ روايت كو موجح كرنے كي نهيں هى ــ قرآن مجيد سے اسبات پر يقين هوسكتا هى كه اسراء جس كا دوسرا نام معراج هى رات كو واقع هوئي اور احاديث مختلفه سے جو امر مشترك اور نيز قران مجيد سے بطور دلالت النص پايا جاتا هى وه اسقدر هى كه زمانه نبوت ميںؔ معراج هوئي اور يهه بات كه كب هوئي بسبب اختلاف روايات و احاديث محقق ثابت

لے گیا

نہیں ہوسکتا پس ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعض علماء تعدد معراج اور اسراء کے قایل ہوئے اور معراج اور اسراء کو دو جداگانہ واقعہ قرار دیئے چنانچہ عینی شرح بخاري میں لکھا ہی *

واختلفوا في المعراج والاسراء هل كانا في ليلة واحدة اوفي ليلتين و هل كانا جميعا في اليقظة او في المنام او احدهما في اليقظ والآخر في المنام فقيل ان الاسراء كان مرتين مرة بروحه منا ما و مرة بروحه و بدنه يقظة و منهم من يدعي تعدد الاسراء في اليقظة ايضا حتى قال انه اربع اسراآت وزعم بعضهم ان بعضها كان بالمدينة و وفق ابو شامة في روايات حديث الاسراء بالجمع بالتعدد فجعل ثلاث اسراآت مرة من مكة الى بيت المقدس فقط على البراق و مرة من مكة الى السموات على البراق ايضا و مرة من مكة الى بيت المقدس ثم الى السموات و جمهور السلف والخلف على ان الاسراء كان ببدنه وروحه و امامن مكة الى بيت المقدس فبنص القرآن —

(عيني شرح بخاري جلد ۲ صفحه ۱۹۹)

کہ معراج اور اسرا میں اختلاف ہی کہ دونوں ایک رات میں ہوئے یا دو راتوں میں اور دونوں جاگنے میں ہوئیں یا خواب میں یا ایک خواب میں — اور ایک بیداري میں — بعض کا قول ہی کہ اسراء دو مرتبہ ہوئي — ایک دفعہ خواب میں روح کے ساتھہ — اور ایک دفعہ روح اور بدن کے ساتھہ بیداري میں بعض کے نزدیک بیداري میں کئي دفعہ اسراء ہوئي — یہاں تک کہ بعض چار دفعہ اسراء کے قایل ہوئے ہیں — اور بعض نے گمان کیا ہی کہ ان میں سے بعض مدینہ میں ہوئیں — ابو شامہ نے حدیث اسرا کي مختلف روایتوں میں تین مرتبہ اسراء مانکر توفیق کي ہی — ایک دفعہ مکہ سے بیت المقدس تک براق پر دوسري دفعہ مکہ سے آسمانوں تک براق پر — تیسري دفعہ مکہ سے بیت المقدس تک پھر آسمانوں تک — متقدمین اور متاخرین سب متفق ہیں کہ اسراء بدن اور روح کے ساتھہ واقع ہوئي — اور مکہ سے بیت المقدس تک جانا تو نص قرآني سے ثابت ہی *

ان تمام روایتوں پر لحاظ کرنے کے بعد معلوم ہوتاہی کہ علاوہ اُس اختلاف کے جو زمانہ معراج میں ہی نسبت نفس معراج یا اسراء کے حسب تفصیل ذیل علماء میں اختلاف ہوگیا ہی *

۱ — بعضوں کا قول ہی کہ اسراء اور معراج دو جدا گانہ واقعات ہیں *

۲ — بعضوں کا قول ہی کہ ایک دفعہ صرف اسراء ہوئي اور ایک دفعہ اسراء مع معراج *

بعدیۃ

۳ — بعضوں کا قول ہی کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ بغیر اسراء کے اور ایک دفعہ معہ اسراء کے *

۴ — بعض کا قول ہی کہ اسراء معہ معراج کے دو دفعہ ہوئی *

۵ — اکثر علماء کا یہہ قول ہی جو قول مقبول بھی ہی کہ اسراء ومعراج ایک دفعہ ایک ساتھہ ایک ہی رات میں ہوئی *

یہی قول صحیح اور متفق علیہ ہی اور احادیث سے جو امر مشترک پایا جاتا ہی اور جو قرآن مجید کی دلالت النص سے ثابت ہوتا ہی وہ بھی یہی ہی مگر ہم اس مقام پر اُن تمام اقوال کو جن سے یہہ اختلافات ظاہر ہوتے ہیں ذیل میں لکھتے ہیں *

اقوال اُن علماء کے جو اسراء اور معراج کو دو جدا گانہ واقعے کہتے ہیں

جو لوگ کہ الاسراء اور معراج کو علحدہ علحدہ دو واقعے قرار دیتے ہیں اُن کا بیان یہہ ہی *

ابن دحیہ کا یہہ قول ہی کہ خود بخاری کا میلان اسہر ہی کہ لیلۃ الاسراء الگ واقعہ ہی — اور لیلۃ المعراج الگ واقعہ — اور وہ دلیل یہہ لاتا ہی کہ بخاری نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیئے جدا جدا ترجمۃ الباب قرار دیا ہی (اور واضح ہو کہ بخاری کا ترجمۃ الباب بطور استنباط مسائل کے سمجھا جاتا ہی) *

جنح البخاری الی ان لیلۃ الاسرا کانت غیر لیلۃ المعراج لانہ افرد لکل منہما ترجمۃ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰) —

ترجمۃ ابواب البخاری

باب حدیث الاسراء و قول اللہ تعالی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی —
(بخاری صفحہ ۵۴۸) —

کتاب الصلوۃ باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء (بخاری صفحہ ۵۰)

بخاری نے ایک علحدہ باب میں لکھا ہی کہ یہہ باب ہی حدیث اسراء کا اور خدا کے اُس قول کا جہاں اُس نے فرمایا ہی " پاک ہی وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک " *

اور دوسرے علحدہ باب میں لکھا ہی کہ یہہ باب ہی اس بیان میں کہ اسراء میں نماز کیونکر فرض ہوئی *

اپنے بندہ کو

مگر اس دليل کو خود علامہ حجر عسقلاني نے رد کيا هی — اور کہا هی کہ اس سے

ولا دلالة في ذلک علی التغائر عندہ بل کلامہ في اول الصلوة ظاهر في اتحادهما و ذلک انہ ترجم باب کيف فرضت الصلوة ليلة الاسراء والصلوة انما فرضت في المعراج فدل علی اتحادهما عندہ و انما افرد کلا منهما بترجمة لان کلا منهما يشتمل علی قصة مفردة و ان کانا وقعامعا —

(فتح الباري جلد ۷ صفحہ ۱۵۰) —

دونوں کا جدا جدا هونا امام بخاري کے نزديک نہيں نکلتا بلکہ کتاب الصلوة کے عنوان سے دونوں کا ايک هونا ظاهر هی — کيونکہ اس نے لکها هی کہ ليلة الاسرا ميں نماز کيونکر فرض هوئي اور نماز يقينا معراج ميں فرض هوئي هی — اس سے معلوم هوا کہ بخاري کے نزديک دونوں واقعے ايک هيں جدا جدا ترجمة الباب اسليئے قرار ديا هی کہ ان ميں الگ الگ قصے هيں اگرچہ وہ ايک هی ساتهہ واقع هوئے هيں *

اور بعض علماء متاخرين بهي قصہ اسراء اور معراج کو دو واقعے سمجهتے هيں — علامہ

وقال بعض المتاخرين کانت قصة الاسراء في ليلة والمعراج في ليلة متمسکا بما ورد في حديث انس من رواية شريک من ترک ذکر الاسراء وکذا في ظاهر حديث مالک بن صعصعة —

(فتح الباري جلد هفتم صفحہ ۱۵۱) —

حجر عسقلاني نے لکها هی — بعض متاخرين نے کہا هی کہ اسراء ايک رات ميں هوئي اور معراج ايک رات ميں — ان کي حجت يهہ هی کہ انس کي حديث ميں جو شريک سے مروي هی اسراء کا ذکر نہيں اور ايسا هي مالک بن صعصعہ کي حديث سے معلوم هوتا هی *

مگر خود علامہ حجر عسقلاني لکهتے هيں کہ متاخرين نے ان روايتوں کي بنا پر اسراء کا ايک رات ميں اور معراج کا دوسري رات ميں هونا خيال کيا هی مگر ان روايتوں سے اسراء

ولکن ذلک لا يستلزم التعدد بل هو محمول علی ان بعض الرواة ذکر مالم يذکرہ الآخر —

(فتح الباري جلد هفتم صفحہ ۱۵۱) —

اور معراج کا علحدہ علحدہ واقعہ هونا لازم نہيں آتا — چنانچہ وہ لکهتے هيں — کہ اس سے تعدد واقعہ لازم نہيں آتا — بلکہ يهہ خيال کيا جاتا هی کہ بعض راويوں نے جو بيان کيا هی اسکو دوسرے راويوں نے ترک کرديا هی *

بعض کے گمان ميں اسراء الگ واقعہ هي — ان کي دليل شداد ابن اوس کي حديث

لیلاً

احتج من زعم ان الاسراء وقع مفردا بما اخرجه البزار والطبراني و صححه البيهقي في الدلائل من حديث شداد بن اوس قال قلنا يا رسول الله كيف اسرى بك قال صليت صلاة العتمة بمكة فاتاني جبريل بداية فذكر الحديث في مجيئه بيت المقدس و ماوقع له فيه قال ثم انصرف لي فمررنا بعير لقريش بمكان كذا فذكره قال ثم اتيت اصحابي قبل الصبح بمكة —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) —

هی جس کو بزار اور طبراني نے بیان کیا اور بیہقي نے دلائل میں اس کي تصحیح کي هی — اُس نے کہا کہ هم نے کہا یا رسول‌الله آپ کو کیونکر اسراء هوئي — فرمایا که میں نے عشا کي نماز مکه میں پڑهي پهر جبریل میرے پاس سواري (براق) لایا — پهر بیت‌المقدس جانا اور وهاں جو کچهه گذرا سب بیان کیا — پهر فرمایا که واپسي میں همارا قریش کے اونٹوں پر فلاں جگهه گذر هوا — پهر اس کا ذکر کیا پهر فرمایا که میں صبح سے پہلے مکه میں اپنے اصحاب کے پاس آ گیا *

اقوال اُن علما کے جو کہتے هیں که ایک دفعه صرف اسراء هوئي اور ایک دفعه اسراء مع معراج کے

وقیل کان الاسراء مرتین في اليقظة فالاولى رجع من بيت المقدس و في صبيحته اخبر قريشا بما وقع والثانية اسرى به الى بيت المقدس ثم عرج به من ليلة الى السماء الى آخر ماوقع ولم يقع لقريش في ذلك اعتراض لان ذلك عندهم من جنس قوله ان الملك ياتيه من السماء في اسرع من طرفة عين و كانوا يعتقدون استحالة ذلك مع قيام الحجة على صدقه بالمعجزات الباهرة لكنهم عاندوا في ذلك واستمروا على تكذيبه فيه بخلاف اخباره انه جاء بيت المقدس في ليلة واحدة و رجع فانهم صرحوا بتكذيبه فيه فطلبوا منه نعت بيت المقدس لمعرفتهم به و علمهم بانه ما كان راه قبل ذلك

بعض نے کہا هی که اسراء بیداري میں دو دفعه هوئي — پهلي دفعه پیغمبر خدا بیت‌المقدس سے لوٹے اور اس کي صبح کو جو کچهه دیکها قریش سے بیان کیا دوسري دفعه بیت‌المقدس تک گئے پهر وهاں سے اُسي رات آسمانوں پر گئے — قریش نے اس واقعه پر اعتراض نهیں کیا کیونکه اُن کے نزدیک یهه ایسا هي تها جیسے اُن کا یهه قول که فرشته آسمان سے پلک جهپکانے سے بهي پهلے آتا هی — اور اُسکو محال سمجهتے تهے حالانکه روشن معجزات کا واقع هونا اُن کے سچے هونے کي دلیل تهي — لیکن اُنهوں نے اس میں مخالفت کي اور برابر پیغمبر خدا کو اس میں جهٹلاتے رهے — برخلاف اِس کے که آپنے

ایک رات

فامکنهم استعلام صدقه في ذلک بخلاف المعراج —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱)

ایک رات میں بیت المقدس جانے اور وہاں سے پھر آنے کی خبر دی اس واقعہ میں اُنھوں نے کھلم کھلا پیغمبر خدا کی تکذیب کی اور بیت المقدس کا حال پوچھا کیونکہ وہ اُس سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ پیغمبر خدا نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا — پس معراج کے برخلاف اس میں اُن کو رسول اللہ کے سچے ہونے کی آزمایش کا موقع ملا *

اور ام ہانی کی حدیث میں ابن اسحق اور ابو یعلی کے نزدیک وہی مضمون ہے

وفي حديث ام هاني عند ابن اسحق وابي يعلى نحو ما في حديث ابي سعيد — فان ثبت ان المعراج كان مناما على ظاهر رواية شريک عن انس فينتظم من ذالک ان الاسراء وقع مرتين — مرة على انفراده — و مرة مضموما اليه المعراج وكلا هما في اليقظة —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱)

جو ابو سعید کی حدیث میں ہے — پس اگر یہہ ثابت ہو جائے کہ معراج خواب میں ہوئی تھی جیسا کہ شریک کی روایت میں انس سے مروی ہے تو اس سے معلوم ہوگا کہ اسراء دو بار ہوئی — ایک بار تنہا اور ایک بار معراج کے ساتھہ اور دونوں دفعہ حالت بیداری میں ہوئی *

اقوال اُن علماء کے جو کہتے ہیں کہ معراج دو دفعہ ہوئی ایک دفعہ بغیر اسراء کے اور ایک دفعہ معہ اسراء کے

والمعراج وقع مرتين — مرة في المنام على انفراده توطئة و تمهيدا — و مرة في اليقظة مضموما الى الاسراء —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) —

فتح الباری میں ہے کہ معراج دو بار ہوئی — ایک بار بطور تمہید کے تنہا خواب میں ہوئی اور ایک بار اسراء کے ساتھہ جاگنے میں *

امام ابو شامہ کا میلان معراج کے کئی بار واقع ہونے کی طرف ہے — اور سند میں

و جنح الامام ابو شامة الى وقوع المعراج مرارا و استند الى ما اخرجه البزار و سعيد بن منصور من طريق ابي عمران الجوني عن انس رفعه قال بينا انا جالس اذجاء جبريل فوكز بين كتفي فقمنا الى شجرة فيها مثل وكري الطائر فقعدت في احدهما وقعد جبريل

اُس حدیث کو بیان کرتے ہیں جو بزار اور سعید بن منصور نے ابو عمران جونی سے اور اُس نے انس سے مرفوعا روایت کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں بیٹھا تھا کہ جبرئیل آئے — اور میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھہ

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

في الاخر فارتفعت حتى سدت الخافقين
الحديث — و فيه ففتح لي باب من السماء
ورأيت النور الاعظم و اذا دونه حجاب رفرف
الدر والياقوت — قال العلامة ابن الحجر و
رجاله لابأس بهم الا ان الدار قطني ذكر له
علة تقتضي ارساله و على كل حال فهي
قصة أخرى الظاهر انها وقعت بالمدينة ولا
بعد في وقوع امثالها و انما المستبعد وقوع
التعدد في قصة المعراج اللتي وقع فيها
سواله عن كل نبي و سوال اهل كل باب
هل بعث اليه و فرض الصلوات الخمس
وغير ذلك فان تعدد ذلك في اليقظة لايتجه
فيتعين رد بعض الروايات المختلفة الى بعض
اوالترجيح الا انه لا بعد في جمع وقوع
ذلك في المنام توطئة ثم وقوعه في اليقظة
على وفقه كما قدمته —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ١٥٢) —

مارا — پھر هم دونوں ایک درخت کے پاس
گئے جس میں پرندوں کے دو گھونسلے سے رکھے
تھے — ایک میں جبرئیل اور ایک میں
میں بیٹھہ گیا — پھر میں بلند ہوا یہانتک کہ
آسمان و زمین سے گذر گیا — اسی حدیث
میں هی کہ میرے لیئے آسمان کا دروازہ کھولا
گیا — اور میں نے نور اعظم کو دیکھا اور اُس
سے ورے ایک پردہ تھا موتیوں اور یاقوت کا —
علامہ ابن حجر نے کہا هی کہ اس حدیث
کے راویوں میں کوئی عیب نہیں هی —
مگر دار قطنی نے ایک ایسی علت بیان کی
هی جس سے اُس کا مرسل ہونا معلوم ہوتا
هی بہر حال یہہ ایک اور قصہ هی اور ظاهرا
وہ مدینہ میں ہوا — اور ایسے واقعوں کے
ہونے میں کوئی تعجب نہیں هی — اور اگر
تعجب انگیز هی تو معراج کے قصہ کا کئی بار ہونا هی جس میں هر نبی کا سوال اور هر
آسمان کے دربان کا سوال کہ کیا ادھر بھیجے گئے هیں — اور پانچ نمازوں کا فرض ہونا
مذکور هی — کیونکہ حالت بیداری میں اس قصہ کے کئی بار واقعہ ہونے کی کوئی وجہہ
نہیں هی پس بعض مختلف روایتوں کو بعض کی طرف پھیرنا یا ان میں سے ایک کو
ترجیح دینی ضرور هی — مگر اس میں کوئی تعجب نہیں هی کہ یہہ سب خواب میں
تمہید کے طور پر ہوا ہو پھر اُس کے موافق بیداری میں جیساکہ هم پہلے ذکر کرچکے هیں*

اور ابن عبدالسلام کا قول اس حدیث کی تفسیر میں اور بھی عجیب هی کہ

و من المستغرب قول ابن عبدالسلام في
تفسيره كان الاسراء في النوم واليقظة و وقع
بمكة والمدينة فان كان يريد تخصيص المدينة
بالنوم و يكون كلامه على طريق اللف والنشر

اسراء خواب و بیداری اور مکہ اور مدینہ میں
ہوئی اگر اُس کی مراد یہہ هی کہ مدینہ
میں خواب میں ہوئی اور اُس کا کلام بطور
لف و نشر غیر مرتب کے ہو تو احتمال

غير المرتب فيحتمل و يكون الاسراء الذي اتصل به المعراج و فرضت فيه الصلوات في اليقظة بمكة والاخر في المنام بالمدينة و ينبغي ان يزاد فيه ان الاسراء في المنام تكرر بالمدينة النبوية —
(فتح الباري جلد سابع صفحه ۱۵۲)

هی كه ايسا هي هو اور اسراء جس كے ساتهه معراج هوئي جس ميں نمازيں فرض هوئيں حالت بيداري ميں مكه ميں هوئي هو اور دوسري خواب ميں مدينه ميں — اور اتني بات اور بڑهاني چاهيئے كه اسرا خواب ميں كئي بار مدينه ميں هوئي *

اقوال اُن علماء كے جو اسراء كا مع معراج كے دو دفعه هونا بيان كرتے هيں

هاں بعض حديثوں ميں وہ باتيں هيں جو بعض كے مخالف هيں — اسي ليئے بعض

نعم جاء في بعض الاخبار ما يخالف بعض ذلک فجنح لاجل ذلک بعض اهل العلم منهم الى ان ذلک كله وقع مرتين مرة في المنام توطئة و تمهيدا و مرة ثانية في اليقظة كما وقع نظير ذلک في ابتداء مجئي الملک بالوحي فقد قدمت في اول الكتاب ما ذكره ابن ميسرة التابعي الكبير وغيره ان ذلک وقع في المنام (فتح الباري شرح صحيح بخاري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

اهل علم كا ميلان اس طرف هی كه يهه سب كچهه دو مرتبه هوا ايک مرتبه نيند ميں بطور تمهيد اور پيش بندي كے اور دوسري مرتبه جاگنے ميں — جيساكه فرشته كے اول اول وحي لانے ميں هوا — اور ميں اس كتاب كے شروع ميں ابن ميسرہ تابعي كبير وغيرہ كا يهه قول ذكر كرچكا هوں كه يهه نيند كي حالت ميں هوا *

اور مهلب شارح بخاري نے اس قول كو ايک گروہ كي جانب سے بيان كيا هی اور

وحكاه (اي مهلب) عن طائفة و ابو نصر بن القشيري و ابو سعيد في شرف المصطفى قال كان للنبي صلى الله عليه وسلم معاريج منها ما كان في اليقظة و منها ما كان في المنام —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

ابو نصر قشيري نے اور ابو سعيد نے شرف المصطفى ميں كها هی كه پيغمبر كو كئي بار معراج هوئي — بعض دفعه خواب ميں اور بعض دفعه بيداري ميں *

اب هم اُن حديثوں اور روايتوں كو نقل كرتے هيں جن ميں بيان هی كه اسراء اور معراج ايک هي دفعه اور ايک رات ميں هوئي تهيں اور انهيں روايتوں كو هم تسليم كرتے هيں *

إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا

اقوال اُن علما کے جو اسراء اور معراج دونوں کا ایک رات میں هونا تسلیم کرتے هیں

جمہور علما اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہہ مذهب هی کہ اسراء اور معراج دونوں ایک هی رات میں واقع هوئیں — ظاهرا وہ لوگ مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا نام اسراء رکھتے هیں اور بیت المقدس سے سدرة المنتهی تک جانے کا معراج — جیساکہ تفسیر بیضاوي میں لکھا هی — اور اکثر علما اسپر متفق هیں کہ بیت المقدس تک آنحضرت بجسدہ گئے پھر آسمانوں کي طرف بلند کئے گئے یہاں تک کہ سدرة المنتهی تک جا پہونچے *

والاکثر علی انہ اسری بجسدہ الی بیت المقدس ثم عرج بہ الی السموات حتی انتهی الی سدرة المنتهی (تفسیر بیضاوي جلد اول صفحہ ۴۵۷) —

اور فتح الباري شرح صحیح بخاري میں لکھا هی کہ علماے متقدمین نے احادیث کے مختلف هونے کے سبب سے اختلاف کیا هی بعض کہتے هیں کہ اسراء اور معراج دونوں ایک رات میں حالت بیداري میں جسم اور روح کے ساتھہ بعثت کے بعد واقع هوئیں — تمام علماء محدثین — فقہا اور متکلمین اسي کے قایل هیں — اور تمام احادیث صحیحہ سے بھي ایسا هي معلوم هوتا هی اور اس سے انکار کرنے کي گنجایش نہیں کیونکہ یہہ عقل کے نزدیک محال نہیں هی تاکہ تاویل کي ضرورت هو *

وقد اختلف السلف بحسب اختلاف الاخبار الواردة فمنهم من ذهب الی ان الاسراء والمعراج وقعا في لیلة واحدة فی الیقظة بجسد النبي صلی الله علیہ وسلم و روحہ بعد المبعث والی هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثین والفقهاء والمتکلمین وتواردت علیہ ظواهر الاخبار الصحیحة ولاینبغي العدول عن ذلک اذ لیس فی العقل مایحیلہ حتی یحتاج الی تاویل — (فتح الباري جلد هفتم صفحہ ۱۵۰)

علامہ حجر عسقلاني نے دوسرے مقام پر یہہ لکھا هی — کہ اسراء کے بعد معراج کے ایک هي رات میں واقع هونے کي تائید مسلم کي اُس روایت سے هوتي هی جو ثابت نے انس سے روایت کي هی — اس کے اول میں هی کہ براق لایا گیا — پھر میں اُسپر سوار هوا یہاں تک کہ بیت المقدس پہونچا — پھر وهاں کا

ویؤید وقوع المعراج عقب الاسراء في لیلة واحدة روایة ثابت عن انس عند مسلم ففي اولہ اوتیت بالبراق فرکبت حتی اتیت بیت المقدس فذکر القصة الی ان قال ثم عرج بنا الی السماء الدنیا و في حدیث ابي

مسجد اقصی کو

سعيدالخدري عند ابن اسحق فلما فرغت مما كان في بيت المقدس اتي بالمعراج فذكر الحديث — و وقع فی اول حديث مالك بن صعصعة ان النبي صلی الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسري به فذكر الحديث فهو و ان لم يذكر فيه الاسراء الی بيت المقدس فقد اشار اليه وصرح به في روايته فهو المعتمد (فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) —

حال بیان کرکے کہا کہ پھر ہم آسمان دنیا کي طرف بلند ہوئے اور ابن اسحق نے ابوسعید خدري کي حدیث میں بیان کیا ہی کہ جب میں بیت‌المقدس کي سیر سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھي لائي گئي — پھر پوري حدیث بیان کي اور مالک بن صعصعہ کي حدیث کے شروع میں ہی کہ پیغمبر خدا نے اُن سے لیلۃ الاسراء کا ذکر کیا — پھر پوري حدیث بیان کي — پھر اگرچہ اُس نے اس حدیث میں بیت‌المقدس تک جانے کا ذکر نہیں کیا — مگر اشارہ کرگیا ہی اور اپني روایت میں اس کي تصریح کردي ہی — اور یہي معتبر ہی *

جن روایتوں میں اسراء کو علحدہ اور معراج کو علحدہ دو چیزیں قرار دیا ہی — اُن کو هم تسلیم نہیں کرسکتے — بلکہ اسراء اور معراج کو ایک دوسرے کا متحدالمعني یا مرادف تصور کرتے ہیں — اس لیئے کہ قرآن مجید میں صرف لفظ اسری واقع ہوا ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی " سبحٰن‌الذي اسری بعبدہ لیلا من‌المسجد‌الحرام الی‌المسجد الاقصی‌الذي بارکنا حولہ " مگر اسکے بعد فرمایا ہی " لنریہ من آیاتنا انہ ھوالسمیع البصیر " یہہ آخر فقرہ ایک قسم کے عروج پر دلالت کرتا ہی جس کے سبب لفظ معراج مستعمل ہوگیا ہی پس معراج اور اسراء کا مفہوم متحد ہی — اور یہہ ایک ہي واقعہ ایک ہي رات میں واقع ہوا تھا — اسواسطے ہم اُن علما اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کي راے سے اتفاق کرتے ہیں جو یہہ کہتے ہیں کہ یہہ کل واقعہ ایک ہي رات میں اور ایک ہي دفعہ واقع ہوا *

جن علماء نے اسراء اور معراج کا ہونا متعدد دفعہ تسلیم کیا ہی اس کا اصلي سبب یہہ ہی کہ اسراء اور معراج کے متعلق جو حدیثیں اور روایتیں وارد ہیں وہ آپس میں بے انتہا مختلف ہیں — علما نے ان تمام حدیثوں کي تطبیق کرنے کے خیال سے وہ تمام شقوق اختیار کرلي ہیں جو اُن حدیثوں اور روایتوں سے پیدا ہوتي تہیں *

ہم اس طریق کو صحیح نہیں سمجھتے — مختلف حدیثوں میں وجہ تطبیق پیدا کرني نہایت عمدہ طریقہ ہی — بشرطیکہ اُن میں تطبیق ہوسکے — جو حدیثیں اس قسم

الَّذِي بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

کي هیں که جن میں ایسے اُمور کا بیان هی جو عادتاً یا امکاناً واقع هوتے رهتے هیں اور جن میں کوئي استبعاد عقلي نهیں هی اگر ایسے اُمور میں مختلف حدیثیں هوں تو کہا جا سکتا هی — کبھي ایسا هوا هوگا اور کبھي ویسا مگر ایسي حدیثوں میں جن میں ایسے اُمور کا بیان هو جن کا واقع هونا عادةً یا عقلاً ممکن نه هو تو صرف اُن حدیثوں کے اختلاف کے سبب اُن کے تعدد وقوع کا قایم کرنا صحیح نهیں هی — کیونکه جب تک اور کسي طرح پر یهه امر ثابت نهوگیا هو که اُن حدیثوں میں جو واقعه مذکور هی — وہ متعدد دفعه واقع هوا هی — اُس وقت تک صرف اختلاف احادیث سے جن کي صحت بسبب اختلاف کے خود معرض بحث میں هی اُس کا تعدد وقوع تسلیم نهیں هوسکتا یهه تو مصادرہ علی المطلوب هی *

شاہ ولي الله صاحب بھي حجة الله البالغه میں باب القضاء فی الاحادیث المختلفه میں لکھتے هیں که اصل یهه هی که هر حدیث پر عمل کیا جائے جب تک که تناقض کے هونے سے سب پر عمل کرنا نا ممکن هو — اور یهه حقیقت میں اختلاف نهیں هی بلکه فقط هماري نظر میں اختلاف هی — پس اگر دو مختلف حدیثیں هوں — اور دونوں میں پیغمبر خدا کا کوئي فعل مذکور هو — اس طرح که ایک صحابي بیان کرے که آنحضرت نے یهه فعل کیا اور دوسرا صحابي کوئي اور فعل بیان کرے تو اُن میں کوئي تعارض نهوگا اور دونوں مباح هونگے اگر وہ عادت کے متعلق هوں نه عبادت کے *

الاصل ان یعمل بکل حدیث الا ان یمتنع العمل بالجمیع للتناقض وانه لیس فی الحقیقة اختلاف ولاکن في نظرنا فقط فاذا ظهر حدیثان مختلفان فان کانا من باب حکایة الفعل فحکی صحابي انه صلی الله علیه وسلم فعل شیئًا و حکی آخر انه فعل شیئًا آخر فلا تعارض و یکونان مباحین ان کانا من باب العادة دون العبادة —
(حجة الله البالغة صفحه ۱۴۳)

جو لوگ اسراء اور معراج کو متحد مانتے هیں اور ایک هي ساتھه اُس کا واقع هونا قبول کرتے هیں اُن کے بھي باهم دوسري طرح پر اختلاف هی ایک گروہ اعظم کي یهه راے هی که معراج ابتدا سے اخیر تک بجسدہ اور جاگنے کي حالت میں هوئي تھي — ایک گروہ کي یهه راے هی که معراج ابتدا سے آخر تک سونے کي حالت میں یعني بالروح بطور خواب کے هوئي تھي — ایک گروہ کي یهه راے هی که مکه معظمه سے بیت المقدس تک

جس کے گردا گرد هم نے برکت دي تهي

بجسدہ جاگنے کي حالت میں اور وهاں سے آسمانوں تک بالروح هوئي تهي شاہ ولي الله صاحب نے ایک چوتهي راے قایم کي هی که معراج بجسدہ هوئي تهي اور جاگنے میں مگر بجسد برزخي بين المثال والشهادة چنانچه ان سب رایوں کو هم ذیل میں نقل کرتے هیں *

قاضي عیاض نے اپني کتاب شفا میں لکها هی — پهر اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء

ثم اختلف السلف والعلماء هل کان اسراء بروحه اوجسدہ علی ثلث مقالات فذهبت طائفة الی انه اسراء بالروح و انه رویا منام مع اتفاقهم ان رؤیا الانبیاء وحي و حق و الی هذا ذهب معاویة و حکي عن الحسن والمشهور عنه خلافه و الیه اشار محمد ابن اسحاق و حجتهم قوله تعالی و ما جعلنا الرؤیا اللتي اریناک الا فتنة للناس و ما حکوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلی الله علیه وسلم و قوله بینا انا نائم و قول انس و هو نائم في المسجد الحرام و ذکرالقصة ثم قال في آخرها فاستیقظت و انا بالمسجدالحرام — و ذهب معظم السلف والمسلمین الی انه اسراء بالجسد في الیقظة و هوالحق و هذا قول ابن عباس و جابر و انس و حذیفة و عمر و ابي هریرة و مالک ابن صعصعة و ابي حبة البدري و ابن مسعود و ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادة و ابن المسیب و ابن شهاب و ابن زید والحسن و ابراهیم و مسروق و مجاهد و عکرمه و ابن جریج و هو دلیل قول عائشة و هو قول الطبري و ابن حنبل و جماعة عظیمة من المسلمین و هو قول اکثرالمتاخرین من الفقهاءوالمحدثین والمتکلمین والمفسرین — و قالت طائفة کان الاسراء بالجسد یقظة

کے روحاني یا جسماني هونے میں تین مختلف قول هیں — ایک گروہ اسراء کي روح کے ساتهه اور خواب میں هونے کا قایل هی — اور اس پر بهي متفق هیں که پیغمبروں کا خواب وحي اور حق هوتا هی — معاویہ کا مذهب بهي یهي هی — حسن بصري کو بهي اسي کا قایل بتاتے هیں — لیکن اُن کا مشهور قول اس کے برخلاف هی — اور محمد ابن اسحاق نے اسطرف اشارہ کیا هی — اُن کي دلیل هی خدا کا یهه فرمانا که نهیں کیا هم نے وہ خواب جو دکهایا تجهکو مگر آزمایش واسطے لوگوں کے اور حضرت عائشه کا یهه قول که نهیں کهویا میں نے رسول الله کے جسم کو یعني آپ کا جسم مبارک معراج میں نهیں گیا تها اور آنحضرت کا یهه فرمانا که اس حالت میں که میں سوتا تها اور انس کا یهه قول که آنحضرت اُسوقت مسجد حرام میں سوتے تهے — پهر معراج کا قصه بیان کرکے آخر میں کها که میں جاگا اور اُسوقت مسجد حرام میں تها بهت سے اگلے لوگ اور مسلمان اسبات کے قایل هیں که اسراء جسم کے ساتهه

لَنُرِيَهٗ

الی بیت المقدس و الی السماء بالروح و احتجوا بقوله سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی فجعل المسجد الاقصی غایة الاسراء فوقع التعجب بعظیم القدرۃ والتمدح بتشریف النبی محمد بہ و اظہار الکرامة لہ بالاسراء الیہ و لو کان الاسراء بجسدہ الی زائد علی المسجد الاقصی لذکرہ فیکون ابلغ فی المدح (قاضي عیاض شفا صفحہ ۸۵ و ۸۶) —

اور جاگنے کي حالت میں ہوئي اور یہي بات حق هی — ابن عباس — جابر — انس — حذیفہ — عمر — ابي هریرہ — مالک بن صعصعہ — ابو حبۃ البدري — ابن مسعود — ضحاک — سعید بن جبیر — قتادہ — ابن المسیب — ابن شہاب — ابن زید — حسن — ابراهیم — مسروق — مجاهد — عکرمہ — اور ابن جریج سب کا یہي مذهب هی — اور حضرت عائشہ کے قول کي یهي دلیل هی — اور طبري — ابن حنبل اور مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کا یهي قول هی — متاخرین میں سے بهت سے فقیہ — محدث — متکلم اور مفسر اسي مذهب پر هیں — ایک گروہ بیت المقدس تک جسم کے ساتهہ بیداري میں جانے اور آسمانوں پر روح کے ساتهہ جانے کا قایل هی — اُن کي دلیل خدا کا یهہ قول هی جهاں فرمایا پاک هی وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک — یهاں اسراء کي انتها مسجد اقصی بیان کي هی — پهر ایسي بڑي قدرت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگي دینے اور اپنے پاس بلانے سے اُن کي بزرگي ظاهر کرنے پر تعریف کي اور تعجب کیا هی اور اگر مسجد اقصی سے اوپر بهي جسم کے ساتهہ جاتے تو اس کا ذکر کرنا تعریف کے موقع پر زیادہ مناسب تها *

اور یهي عبارت جو شفاء قاضي عیاض میں هی — عیني شرح بخاري میں نقل کي گئي هی مگر شفاء قاضي عیاض میں حضرت عائشہ کي روایت میں جهاں لفظ مافقدت کا هی — وهاں صرف لفظ ما فقد هی بغیر (ت) کے (عیني شرح بخاري جلد هفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۹) *

اور مولوي احمد حسن مرادآبادي کي تصحیح اور تحشي سے جو شفاء قاضي عیاض چهاپي گئي هی اُس میں لکها هی — و روي عنها (عن عائشة) ما فقد بصیغة المجهول و هو اظهر فی الاحتجاج یعني فقد مجهول کے صیغہ سے بغیر (ت) کے هی اور صاحب معالم التنزیل نے بهي روایت عائشہ میں لفظ فقد بغیر تاء کے بیان کیا هی *

اور شاہ ولي اللہ صاحب نے حجة اللہ البالغہ میں یهہ لکها هی — کہ پیغمبر خدا کو

تاکہ دکھاویں ہم اُس کو

و اسرىٰ به الى المسجد الاقصى ثم الى السدرة المنتهى و الى ماشاءالله و كل ذلك بجسده في اليقظة ولكن ذلك في موطن هو برزخ بين المثال والشهادة جامع لاحكامهما فظهر على الجسد احكام الروح و تمثل الروح والمعاني الروحية اجسادا و لذلك بان لكل واقعة من تلك الوقائع تعبير و قد ظهر لحزقيل و موسى وغيرهم نحو من تلك الوقائع و كذلك لاولياءالامة ليكون علو درجاتهم عندالله كحالهم في الرؤيا والله اعلم —
(حجةالله البالغة صفحه ۳۸۷) —

مسجد اقصى تک پهر سدرة المنتهى تک اور جهاں تک خدا نے چاها معراج هوئي — اور يهه سب واقعه جسم کے ساتهه بيداري ميں هوا — ليکن ايسي حالت ميں که وہ حالت عالم مثال اور عالم شهادت کے برزخ ميں اُن دونوں کے احکام کي جامع تهي — روح کے آثار جسم پر طاري هوئے اور روح اور روح کي کيفيتيں جسم کي شکل ميں آگئيں — اسي ليئے ان ميں سے هر ايک واقعه کي ايک جدا تعبير هی — حزقيل اور موسي وغيرہ انبياء پر بهي ايسے هي حالات گذر چکے هيں - اسي طرح کے واقعات اولياے اُمت کو پيش آتے هيں تاکه اُنکے مرتبے خدا کے نزديک بلند هوں جيسے که اُنکا حال خواب ميں هوتا هی *

ان چار صورتوں کے سوا اور کوئي صورت معراج کي نهيں هوسکتي — اور اس لیئے همکو ضرور هی که ان چاروں صورتوں ميں سے کوئي صورت معراج کي اختيار کريں — اور جس صورت کو اختيار کريں اُس کي دليليں بيان کريں- اور جو اعتراض اُس پر وارد هوتے هوں اُنکے جواب ديں— مگر قبل اس کے که اس امر کو اختيار کريں - مناسب معلوم هوتا هی که اول صحاح سبعه کي اُن حديثوں کو نقل کريں جو معراج سے متعلق هيں- اور اُن کے اختلافات کو بتائيں — اور تنقيح کريں که اُن مختلف حديثوں سے کيا امر ظاهر هوتا هی اور اگر کسي حديث کو ترجيح ديں - تو وجهه ترجيح کو بيان کريں واضح هو که موطا امام مالک اور ابو داؤد ميں کوئي حديث متعلق معراج کے نهيں هی بخاري - مسلم - ترمذي - نسائي اور ابن ماجه ميں هيں جن کو هم بعينه اس مقام پر نقل کرتے هيں *

احاديث بخاري

حدثنا يحيى ابن بكير قال حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابوذر يحدث ان رسول الله

حديث کي هم سے يحيى بن بکير نے اُسنے کها حديث کي هم سے ليث نے يونس سے اور اُس نے ابن شهاب سے اور اُس نے انس بن مالک

من ایٰتنا

صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عن سقف
بیتی و انا بمکۃ فنزل جبرئیل ففرج صدری
ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب
ممتلیء حکمۃ و ایمانا فافرغہ فی صدری ثم
اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء
فلما جئت الی السماء الدنیا قال جبریل
علیہ السلام لخازن السماء افتح قال من هذا
قال هذا جبرئیل قال هل معک احد قال
نعم معی محمد فقال أأرسل الیہ قال نعم
فلما فتح علونا السماء الدنیا فاذا رجل قاعد
علی یمینہ اسودۃ و علی یسارہ اسودۃ اذا
نظر قبل یمینہ ضحک و اذا نظر قبل
شمالہ بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قلت لجبریل من هذا قال
هذا آدم و هذہ الاسودۃ عن یمینہ و شمالہ
نسم بنیہ فاهل الیمین منهم اهل الجنۃ و
الاسودۃ التی عن شمالہ اهل النار فاذا
نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ
بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیۃ فقال
لخازنها افتح فقال لہ خازنها مثل ماقال
الاول ففتح قال انس فذکر انہ وجد فی
السموات آدم و ادریس و موسی و عیسی
و ابراهیم ولم یثبت کیف منازلهم غیر انہ
ذکر انہ وجد آدم فی السماء الدنیا و ابراهیم
فی السماء السادسۃ — قال انس فلما مر
جبریل علیہ السلام بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادریس
ثم مررت بموسی فقال مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسی
ثم مررت بعیسی فقال مرحبا بالنبی الصالح

سے اُنھوں نے کہا ابوذر بیان کرتے تھے کہ پیغمبر
خدا نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق
ہوئی اور میں اُسوقت مکہ میں تھا — پھر جبریل
نازل ہوئے اور اُنھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور
اُس کو آب زمزم سے دھویا پھر حکمت اور
ایمان سے بھرا ہوا ایک سونے کا لگن لائے اور
اس کو میرے سینہ میں انڈیل دیا — پھر
میرے سینہ کو برابر کردیا پھر میرا ہاتھ پکڑا
اور آسمان تک لے گئے - جب میں آسمان دنیا
تک پہونچا — تو جبریل علیہ السلام نے
آسمان کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولدے —
اُس نے کہا کون ہے؟ جبریل نے کہا میں ہوں
اُس نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی ہے ؟ کہا
ہاں میرے ساتھ محمد صلعم ہیں — کہا کیا
بلائے گئے ہیں — کہا ہاں — جب دروازہ کھلا ہم
آسمان اول پر چڑھے دیکھا تو ایک شخص
بیٹھا ہوا ہے جس کے دائیں طرف بہت سی
دھندلی سی صورتیں ہیں اور بائیں طرف
بھی بہت سی دھندلی صورتیں ہیں — دائیں
طرف دیکھکر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھکر
روتا ہے — اُس نے کہا مرحبا اے نبی صالح
اور فرزند صالح — میں نے جبریل سے پوچھا کہ
یہہ کون ہے — جبریل نے کہا یہہ آدم ہے اور
یہہ دھندلی صورتیں جو اس کے دائیں اور
بائیں طرف ہیں — اس کی اولاد کی روحیں
ہیں — ان میں سے دائیں طرف والی جنتی

کچھہ اپني نشانياں

والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى
ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح
والابن الصالح قلت من هذا قال هذا
ابراهيم - قال ابن شهاب فاخبرني ابن حزم
ان ابن عباس و اباحبة الانصاري كانا يقولان
قال النبي صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي
حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف
الاقلام - قال ابن حزم و انس ابن مالک قال
النبي صلى الله عليه وسلم ففرض الله
عزوجل على امتي خمسين صلواة - فرجعت
بذلک حتى مررت على موسى فقال ما
فرض الله لک على امتک قلت فرض
خمسين صلواة - قال فارجع الى ربک فان
امتک لاتطيق - فراجعت فوضع شطرها -
فرجعت الى موسى قلت وضع شطرها - فقال
راجع ربک فان امتک لاتطيق ذالک
فراجعت فوضع شطرها فرجعت اليه فقال
ارجع الى ربک فان امتک لاتطيق ذلک
فراجعته فقال هي خمس و هي خمسون
لا يبدل القول لدي - فرجعت الي موسى
فقال راجع ربک فقلت استحييت من ربي
ثم انطلق بي حتى انتهي بي الى السدرة
المنتهى و غشيها الوان لا ادري ما هي
ثم ادخلت الجنة فاذا فيها حبائل (جنا بذ)
اللؤ لؤ و اذا ترابها المسک -

(صحيح بخاري مطبوعه دهلي صفحات ۵۰ و ۵۱) —

هيں — اور بائيں طرف والي دوزخي اسي
ليئے دائيں طرف ديکهکر هنستا هی اور بائيں
طرف ديکهکر روتا هی — پهر مجهکو دوسرے
آسمان تک لے گئے — اور اُس کے محافظ سے
کہا کهول — اس محافظ نے بهي وهي کہا
جو پہلے محافظ نے کہا تها - پهر دروازه
کهل گيا — انس کہتے هيں که پهر ذکر کيا
که آسمانوں ميں آدم - ادريس — موسى -
عيسى اور ابراهيم سے ملے اور اُن کے مقامات
کي تعيين نہيں کي سوائے اس کے که پہلے
آسمان پر آدم اور چهٹے آسمان پر ابراهيم سے
ملنے کا ذکر کيا هی انس کہتے هيں جب
جبريل عليه السلام پيغمبر خدا کے ساتهه ادريس
عليه السلام کے پاس پہنچے - اُنہوں نے کہا مرحبا
اے نبي صالح اور برادر صالح - ميں نے پوچها
يهه کون هيں جبريل نے کہا يهه ادريس
هيں پهر موسى پر گذر هوا اُنہوں نے کہا مرحبا
اے نبي صالح اور برادر صالح - ميں نے پوچها
يهه کون هيں جبرئيل نے کہا يهه موسى هيں
پهر ميں عيسى کے پاس پہونچا - انہوں نے کہا
مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح - ميں نے
پوچها يهه کون هيں کہا يهه عيسى هيں -
پهر ميں ابراهيم کے پاس پہونچا - اُنہوں نے
کہا مرحبا اے نبيؐ صالح اور فرزند صالح - ميں نے پوچها يهه کون هيں کہا يهه ابراهيم هيں -
ابن شهاب کہتے هيں مجهے ابن حزم نے خبر دي که ابن عباس اور ابوحبه انصاري دونوں
کہتے تهے که پيغمبر خدا نے فرمايا که پهر مجهکو چڑها لے گيا يہاں تک که ميں ايسي جگهه

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱

پہونچا جہاں سے قلموں کے چلنے کي آواز سنتا تھا — ابن حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں — جب میں واپس ہوکر موسی کے پاس آیا تو اُنہوں نے پوچھا کہ خدا نے آپ کي اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا پھر خدا کے پاس جائیئے — آپ کي اُمت سے یہہ فرض ادا نہ ہوسکیگا — میں پھر گیا تو خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کردیا پھر موسی کے پاس آیا اور میں نے کہا ایک حصہ ان میں سے خدا نے کم کردیا — کہا پھر جائیئے — آپ کي اُمت اسکا بھي تحمل نکرسکیگي — میں پھر گیا — خدا نے ایک حصہ اور کم کردیا — پھر جب موسی کے پاس آیا تو کہا پھر جائیئے آپ کي اُمت یہہ بھي ادا نکرسکیگي میں پھر خدا کے پاس گیا — کہا پانچ نمازیں ہیں اور وہي پچاس کي برابر ہیں — میرا قول نہیں بدلتا — میں موسی کے پاس آیا تو کہا پھر جائیئے میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتي ہی — پھر جبریل مجھے لے چلا — یہاں تک کہ میں سدرۃ کے پاس پہونچ گیا اور اُسپر رنگ چھائے ہوئے تھے جنکي حقیقت میں نہیں جانتا پھر میں جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ موتي کے قبے ہیں اور اس کي مٹي مشک خالص ہی *

حدیث بیان کي ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے ہمام نے قتادہ سے اور کہا مجھسے خلیفہ نے حدیث بیان کي ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام عن قتادة و قال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد و هشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالك عن مالك بن صعصعة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان فذكر رجلا بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب ملان حكمة و ايمانا فشق من النحر الى مراق البطن ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئي حكمة و ايمانا و أتيت بدابة ابيض دون البغل و فوق الحمار البراق فانطلقت مع جبريل حتى اتينا السماء الدنيا قيل

حدیث بیان کي ہم سے سعید اور ہشام نے کہا اُنہوں نے حدیث بیان کي ہم سے قتادہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے کہ میں کعبہ کے پاس کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تھا پھر ذکر کیا ایک شخص کا دو شخصوں کے درمیان پھر سونے کا لگن حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا — پھر میرا سینہ پیٹ کي نرم جگہہ تک چیرا گیا — پھر اندر کي چیز (دل) کو آب زمزم سے دھوکر

بیشک وہ سننے والا ہی اور دیکھنے والا ①

من هذا قال جبريل قيل ومن معک قال محمد قيل وقد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتيت على آدم فسلمت عليه فقال مرحبا بک من ابن و نبي فاتينا السماء الثانية قيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قال محمد قيل و ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتيت على عيسى و يحيى فقالا مرحبا بک من اخ و نبي فاتينا السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتيت على يوسف فسلمت عليه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فاتينا السماء الرابعة قيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قيل محمد صلى الله عليه و سلم قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتيت على ادريس فسلمت عليه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فاتيت السماء الخامسة قيل من هذا قيل جبريل قيل و من معک قيل محمد قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتينا على هارون فسلمت عليه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فاتينا على السماء السادسة قيل من هذا قيل جبريل قيل و من معک قيل محمد صلى الله عليه و سلم قيل و قد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئي جاء فاتيت على موسى فسلمت عليه فقال مرحبا بک من اخ و نبي فلما جاوزت بکي فقيل ما ابکاک قال يارب

حکمت اور ایمان سے بھردیا - اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا — یعنی براق - پھر میں جبریل کے ساتھ چلا - یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان تک پہونچے - پوچھا گیا کہ کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ اور کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر میں آدم کے پاس آیا اور اُنکو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبی پھر میں عیسی اور یحیی کے پاس آیا دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم تیسرے آسمان پر پہونچے پوچھا یہہ کون ہی — کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں اسنے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں — کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر میں یوسف کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا - کہا مرحبا تم پر اے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے آسمان پر پہونچے پوچھا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ اور کون ہی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں — کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر میں ادریس کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا تم پر اے بھائی اور نبی پھر میں پانچویں آسمان پر پہونچا - پوچھا کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھ اور کون ہی کہا محمد صلعم

وَ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ

ذلك الغلام الذي بعث بعدي يدخل الجنة من امته افضل مما يدخل من امتي فاتينا السماء السابعة قيل من هذا قيل جبريل قيل و من معك قيل محمد قيل و قد ارسل اليه مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على ابراهيم فسلمت عليه فقال مرحبا بك من ابن و نبي فرفع لي البيت المعمور فسالت جبريل فقال هذا البيت المعمور يصلي فيه كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا لم يعودوا آخر ما عليهم ورفعت لي سدرة المنتهى فاذا نبقها كانه قلال هجر وورقها كانه آذان الفيول في اصلها اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهران فسالت جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة واما الظاهر ان فالفرات والنيل ـ ثم فرضت على خمسون صلوة فاقبلت حتى جئت موسى فقال ما صنعت قلت فرضت على خمسون صلوة قال انا اعلم بالناس منك عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة وان امتك لا تطيق فارجع الى ربك فسله فرجعت فسالته فجعلها اربعين ثم مثله ثم ثلثين ثم مثله فجعل عشرين ثم مثله فجعل عشرا فاتيت موسى فقال مثله فجعلها خمسا فاتيت موسى فقال ما صنعت قلت جعلها خمسا فقال مثله قلت سلمت فنودي اني قد امضيت فريضتي وخففت عن عبادي واجزي الحسنة عشرا و قال همام عن قتادة عن الحسن عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في البيت المعمور —

(صحيح بخاري مطبوعه دهلي صفحات ۴۵۵ و ۴۵۶)

هيں ـ كها كها بلائے گئے هيں كها هاں كها مرحبا كيا خوب آنا هوا ـ پهر هم هارون كے پاس پهونچے ميں نے انكو سلام كيا ـ كها مرحبا تم پر اے نبي اور برادر پهر هم چهٹے آسمان پر پهونچے پوچها كون هے كها جبريل پوچها كه تيرے ساتهه كون هے كها محمد صلى الله عليه وسلم هيں پوچها كه بلائے گئے هيں ـ كها هاں كها مرحبا كيا خوب آنا هوا ـ پهر ميں موسى كے پاس پهونچا — اُن كو ميں نے سلام كيا — كها مرحبا اے برادر اور نبي ـ جب ميں وهاں سے بڑها تو وه روئے پوچها كه تم كيوں روتے هو — كها اے خدا يهه لڑكا جو ميرے بعد مبعوث هوا هے — اس كي امت كے لوگ ميري اُمت والوں سے زياده جنت ميں داخل هونگے — پهر هم ساتويں آسمان پر پهونچے كها كون هے — كها جبريل كها تيرے ساتهه كون هے — كها محمد صلعم هيں ـ پوچها كه بلائے گئے هيں كها هاں كها مرحبا كيا خوب آنا هوا — پهر ميں ابراهيم كے پاس پهونچا ميں نے اُنكو سلام كيا كها مرحبا تم پر اے فرزند اور نبي پهر بيت المعمور ميرے قريب لايا گيا ـ ميں نے جبريل سے پوچها تو كها يهه بيت المعمور هے ـ اس ميں هر روز ستر هزار فرشتے نماز پڑهتے هيں ـ اور جب يهاں سے نكلتے هيں تو پهر كبهي نهيں آتے ـ پهر سدرة المنتهى مجهه سے نزديك هوا ـ

اور هم نے دي موسى كو كتاب

جس كے بير هجو كے مٹكوں كے برابر بڑے تھے اور پتے هاتھيوں كے كان كي برابر تھے —
چار نهريں اس كي جڑ ميں سے نكلتي تھيں دو پوشيدہ اور دو ظاهر تھيں — ميں نے
جبريل سے پوچھا تو كہا دو پوشيدہ نهريں تو جنت ميں هيں — اور دو ظاهر فرات اور
نيل هيں — پھر مجھه پر پچاس نمازيں فرض هوئيں پھر ميں موسى كے پاس آيا —
پوچھا آپ نے كيا كيا — ميں نے كہا مجھه پر پچاس نمازيں فرض هوئي هيں — كہا ميں
لوگوں كے حال سے آپ سے زيادہ واقف هوں — ميں نے بني اسرائيل كي اصلاح ميں سخت
تكليف اُتھائي هى — آپ كي اُمت اس كا تحمل نكرسكيگي آپ خدا كے پاس پھر
جائيئے — اور درخواست كيجيئے ميں پھر گيا اور خدا سے سوال كيا — تو چاليس
نمازوں كا حكم ديا — پھر ايسا هي هوا پھر تيس كا حكم ديا پھر ايسا هي هوا پھر
بيس كا حكم ديا پھر ايسا هي هوا پھر دس نمازوں كا حكم ديا پھر ميں موسى كے پاس آيا
پھر وهي كہا جو پہلے كہا تھا — پھر خدا نے پانچ نمازوں كا حكم ديا ميں پھر موسى كے
پاس آيا — كہا آپ نے كيا كيا ميں نے كہا اب پانچ كا حكم ديا هى موسى نے پھر وهي
كہا جو پہلے كہا تھا — ميں نے كہا اب تو ميں قبول كرچكا — پھر آواز آئي كه هم نے اپنا
فرض جاري كيا — اور اپنے بندوں كو آساني دي اور هم ايک نيكي كے بدلے دس كا ثواب
دينگے — همام نے قتادہ سے اُس نے حسن سے اور اُس نے ابو هريرہ سے اور اُنهوں نے پيغمبر خدا
سے روايت كي هى كه يهه واقعه بيت المعمور ميں هوا *

حديث بيان كي هم سے هدبه بن خالد نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے همام
بن يحيى نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُس نے
مالک بن صعصعه سے كه پيغمبر خدا نے ذكر
كيا اُن سے معراج كي رات كا كه اُس حالت
ميں كه ميں حطيم ميں تھا اور كبھي كہا
ميں حجر ميں كروٹ پر سوتا تھا — كه ايک
آنے والا آيا پھر اُس نے چيرا اور ميں نے سنا
كه فرمايا يہاں سے يہاں تک چاک كيا يعني
گلے كے گڑھے سے بالوں كي جگهه تک اور ميں
نے سنا كه فرمايا سينه كے سرے سے بالوں كي

قال حدثنا هدبة بن خالد قال حدثنا
همام بن يحيى حدثنا قتادہ عن انس بن
مالک عن مالک بن صعصعه ان النبي
صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسرى
به بينما انا في الحطيم و ربما قال في الحجر
مضطجعا اذا اتاني آت فقد قال و سمعته
يقول فشق مابين هذہ الى هذہ يعني
من ثغرة نحرہ الى شعرته و سمعته يقول
من قصته الى شعرته فاستخرج قلبي ثم

وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى

أتيت بطست من ذهب مملوة ايمانا فغسل قلبي ثم حشي ثم أعيد ثم أتيت بدابة دون البغل و فوق الحمار ابيض و هوالبراق يضع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه فانطلق بي جبريل حتى اتي السماء الدنيا فاستفتح فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها آدم فقال هذا ابوك آدم فسلم عليه فسلمت عليه فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبي الصالح ثم صعد حتى اتي السماء الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا يحيى و عيسى و هما ابنا الخالة قال هذا يحيى و عيسى فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم صعد بي الى السماء الثالثة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا يوسف قال هذا يوسف فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم صعد بي حتى اتي السماء الرابعة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا ادريس قال هذا ادريس فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح

جگهه تک پهر ميرا دل نکالا پهر ايمان سے بهرا هوا سونے کا لگن لايا گيا اور ميرا دل دهويا گيا پهر بهرا گيا پهر وهيں رکهديا گيا جهاں پہلے تها — پهرايک جانور سواري کا لايا گيا خچر سے چهوٹا گدهے سے بڑا سفيد رنگ کا اور وه براق تها جو منتهاے نظار پر قدم رکهتا تها — ميں اُس پر سوار هوا اور جبريل ميرے ساتهه چلے يهاں تک که پہلے آسمان پر پهنچا اور اُس نے دروازه کهلوانا چاها — پوچها گيا کون هے کها جبريل پوچها گيا تيرے ساتهه کون هے کها محمد صلعم هيں کها کيا بلائے گئے هيں کها هاں کها مرحبا کيا خوب آنا هوا پهر دروازه کهل گيا جب ميں وهاں پهنچا تو ديکها که وهاں آدم هيں — جبريل نے کها که يهه آپ کے باپ آدم هيں اُن کو سلام کيجيئے ميں نے سلام کيا — آدم نے سلام کا جواب ديا پهر کها اے فرزند صالح اور نبي صالح مرحبا ! پهر چڑها يهاں تک که دوسرے آسمان پر پهنچا — اور دروازه کهلوانا چاها کها گيا کون هے کها جبريل کها تيرے ساتهه کون هے کها محمد صلعم هيں کها بلائے گئے هيں کها هاں کها مرحبا کيا خوب آنا هوا پهر دروازه کهل گيا — جب ميں وهاں پهنچا تو ديکها که يحيى و عيسى هيں — اور وه دونوں خاله زاد بهائي هيں — جبريل نے کها يهه عيسى اور يحيى هيں اُن کو سلام کيجيئے — ميں نے سلام کيا — دونوں نے جواب

اور هم نے اُس کو کیا هدایت

والنبي الصالح ثم صعد بي حتى اتى السماء
الخامسة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معك قال محمد قيل و قد
أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم
المجئي جاء فلما خلصت فاذا هارون قال
هذا هارون فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم
قال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم
صعد بي حتى اتى السماء السادسة فاستفتح
قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك
قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم
قيل مرحبا به فنعم المجئي جاء فلما
خلصت فاذا موسى قال هذا موسى فسلم
عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبي الصالح فلما تجاوزت بكي
فقيل له ما يبكيك قال ابكي لان غلاما
بعث بعدي يدخل الجنة من أمته اكثر ممن
يدخلها من أمتي ثم صعد بي الى السماء
السابعة فاستفتح جبريل قيل من هذا قال
جبريل قيل و من معك قال محمد قيل
و قد بعث اليه قال نعم قال مرحبا به فنعم
المجئي جاء فلما خلصت فاذا ابراهيم قال
هذا ابوك فسلم عليه قال فسلمت عليه فرد
السلام فقال مرحبا بالابن الصالح والنبي
الصالح ثم رفعت بي سدرة المنتهى فاذا
نبقها مثل قلال هجر و اذا ورقها مثل آذان
الفيلة قال هذه سدرة المنتهى و اذا اربعة
انهار نهران باطنان و نهران ظاهران فقلت
ماهذان يا جبريل قال اما الباطنان فنهران
فى الجنة و اما الظاهران فا النيل والفرات
ثم رفع لي البيت المعمور ثم أتيت باناء
من خمر و اناء من لبن و اناء من عسل
فاخذت اللبن فقال هي الفطرة انت عليها

دیا — پھر کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي
صالح — پھر مجھکو تیسرے آسمان پر چڑھا لے
گیا — پھر اُس نے دروازہ کھلوانا چاہا —
پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل — کہا تیرے ساتھہ
کون ہی کہا محمد صلعم ہیں — کہا بلائے گئے
ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا —
پھر دروازہ کھل گیا اور میں پہنچا تو دیکھا کہ
وہاں یوسف ہیں — جبریل نے کہا کہ یہہ
یوسف ہیں — انکو سلام کیجیئے — میں نے سلام
کیا — یوسف نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے
برادر صالح اور نبي صالح پھر مجھکو چوتھے
آسمان پر چڑھا لے گیا وہاں بھي دروازہ کھلوانا
چاہا تو پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل کہا تیرے
ساتھہ کون ہی — کہا محمد صلعم ہیں — کہا
بلائے گئے ہیں — کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا
ہوا پھر دروازہ کھل گیا — جب میں وہاں
پہنچا تو دیکھا وہاں ادریس ہیں — جبریل
نے کہا یہہ ادریس ہیں ان کو سلام کیجیئے —
میں نے سلام کیا ادریس نے جواب دیا اور کہا
مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح پھر مجھکو
پانچویں آسمان پر چڑھا لے گیا اور وہاں بھي
دروازہ کھلوانا چاہا — پوچھا گیا کون ہی کہا
جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم
ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا
کیا خوب آنا ہوا جب میں پہنچا تو دیکھا
وہاں ہارون ہیں — جبریل نے کہا یہہ ہارون

لبنی اسرائیل

و أمتک ثم فرضت علی الصلوات خمسون
صلوات کل یوم فرجعت فمررت علی موسی
فقال بم أمرت قال أمرت بخمسین صلوات
کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین
صلوۃ کل یوم و انی واللہ قد جربت الناس
قبلک و عالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ
فارجع الی ربک فسلہ التخفیف لامتک
فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی
موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی
عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت
فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی فقال
مثلہ فرجعت فامرت بعشر صلوات کل یوم
فرجعت فقال مثلہ فرجعت فامرت بخمس
صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال بم
أمرت قلت امرت بخمس صلوات کل یوم
قال ان امتک لاتستطیع خمس صلوات
کل یوم و انی قد جربت الناس قبلک و
عالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع
الی ربک فسلہ التخفیف لامتک قال
سالت ربی حتی استحییت و لکنی ارضی
و أسلم قال فلما جاوزت نادی مناد امضیت
فریضتی و خففت عن عبادی —
(صفحات ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ صحیح
بخاری مطبوعہ دہلی) —

ہیں ان کو سلام کیجیئے میں نے سلام کیا ہارون
نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر
صالح اور نبی صالح پھر مجھکو چھٹے آسمان
پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کہ
کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ہی
کہا محمد صلعم ہیں — کہا کیاوہ بلائے گئے ہیں —
کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا پھر میں
پہنچا تو دیکھا وہاں موسی ہیں جبریل نے
کہا یہہ موسی ہیں ان کو سلام کیجیئے — میں
نے سلام کیا — موسی نے جواب دیا پھر کہا
مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح — جب
میں وہاں سے آگے بڑھا موسی روئے — اُن سے
پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں کہا میں
اس لیئے روتا ہوں کہ اس لڑکے کی اُمت کے
لوگ جو میرے بعد مبعوث ہوا ہی — میری
اُمت والوں سے زیادہ جنت میں جائینگے پھر
مجھکو ساتویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا
چاہا پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل کہا تیرے
ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں — کہا کیا
طلب کیئے گئے ہیں — کہا ہاں — کہا مرحبا
کیا خوب آنا ہوا پھر جب میں پہنچ گیا تو
دیکھا وہاں ابراہیم ہیں — جبریل نے کہا یہہ آپ کے دادا ابراہیم ہیں — ان کو سلام
کیجیئے — میں نے سلام کیا سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا اے فرزند صالح اور نبی صالح
پھر سدرۃالمنتہی مجھہ سے نزدیک ہوا میں نے دیکھا اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کے
برابر اور پتے ہاتھیوں کے کان کی برابر ہیں — جبریل نے کہا یہہ سدرۃالمنتہی ہی — میں
نے دیکھا اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر — میں نے کہا

بنی اسرائیل کے لیئے

اے جبریل یہہ کیا ھیں — کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ھیں اور دو ظاھر نیل اور فرات ھیں — پھر بیت المعمور مجھہ سے نزدیک ہوا — پھر ایک ظرف شراب سے دوسرا دودہ سے اور تیسرا شہد سے بھرا ھوا پیش کیا گیا میں نے دودہ کو پسند کیا — جبریل نے کہا یہی آپ کی فطرت ھی جس پر آپ اور آپ کی اُمت پیدا ھوئی ھی — پھر مجھہ پر ھر روز پچاس نمازیں فرض ھوئیں — پھر میں اُلٹا پھرا اور موسی کے پاس آیا پوچھا کیا حکم ھوا — میں نے کہا ھر روز پچاس نمازوں کا حکم ھوا ھی کہا آپ کی اُمت پچاس نمازیں ھر روز ادا نہیں کرسکیگی — اور خدا کی قسم میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ھوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح میں سخت تکلیف اُٹھا چکا ھوں — خدا کے پاس پھر جائیئے — اور اپنی اُمت کے لیئے تخفیف کی درخواست کیجیئے — میں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں کم کردیں — اور میں پھر موسی کے پاس آیا — موسی نے پھر وھی کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر گیا اور خدا نے دس اور کم کردیں پھر موسی کے پاس آیا موسی نے پھر وھی کہا جو پہلے کہا تھا میں پھر گیا اور خدا نے دس نمازیں اور کم کردیں — پھر موسی کے پاس آیا پھر بھی وھی کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر گیا تو ھر روز دس نمازوں کا حکم ھوا — جب میں موسی کے پاس آیا تو پھر وھی کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر گیا اور اب کی دفعہ ھر روز پانچ نمازوں کا حکم ھوا — لوٹ کر موسی کے پاس آیا تو پوچھا کیا حکم ھوا میں نے کہا ھر روز پانچ نمازوں کا حکم ھوا ھی — کہا آپ کی اُمت ھر روز پانچ نمازیں ادا نہیں کرسکیگی — میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ھوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح میں تکلیف اُٹھا چکا ھوں — آپ پھر جائیئے اور اپنی اُمت کے لیئے کمی کی درخواست کیجیئے — کہا میں نے اپنے رب سے سوال کیا یہاں تک کہ مجھے شرم آئی اب تو میں راضی ھوں اور اسی کو قبول کرتا ھوں — کہا جب میں اُس مقام سے چلا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا فرض جاری کردیا اور اپنے بندوں پر آسانی کی *

حدیث بیان کی ھم سے محمد بن بشار نے کہا اسنے حدیث بیان کی ھم سے غندر نے کہا اُسنے حدیث بیان کی ھم سے شعبہ نے قتادہ سے اور کہا مجھسے خلیفہ نے حدیث بیان کی ھم سے یزید بن زریع نے کہا اُسنے حدیث بیان کی ھم سے سعید نے قتادہ سے اُس نے ابو العالیہ سے

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن قتادة وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد عن قتادة عن ابي العالية حدثنا ابن عم نبيكم صلى الله عليه وسلم

الا تتخذوا

يعني ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رايت ليلة أسرى بي موسى رجلا آدم طوالا جعدا كانه من رجال شنوءة ورايت عيسى رجلا مربوعاً مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس ورايت مالكا خازن النار والدجال في آيات اراهن الله اياه فلاتكن في مرية من لقائه قال انس وابوبكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم تحرس الملائكة المدينة من الدجال —
(صحيح بخاري صفحه ۴۵۹) —

كہا أسنے حديث بيان كي هم سے تمهارے نبيؐ كے چچا كے بيٹے يعني ابن عباس نے پيغمبر خدا سے فرمايا ميں نے ديكها معراج كي شب موسى كو لمبے قد كا اور گهونگريالے بالوں والا گويا كه وه قبيله شنوءة كے مردوں ميں سے هيں — اور ميں نے عيسى كو ديكها ميانه قد ميانه بدن رنگت مائل بسرخي و سفيدي بال چهوٹے هوئے — اور ميں نے ديكها مالك محافظ دوزخ كو اور دجال كو أن نشانيوں ميں جو خدا نے دكهائيں — پس نه شك كر تو اسكے ديكهنے ميں — روايت كي انس نے اور ابوبكره نے پيغمبر خدا سے كه فرشتے مدينه كو دجال سے بچاتے اور اسكي نگهباني كرتے هيں *

حديث بيان كي هم سے عبدان نے كہا أسنے حديث بيان كي هم سے عبدالله نے كہا اسنے

حدثنا عبدان حدثنا عبدالله حدثنا يونس عن الزهرى وحدثنا احمد بن صالح حدثنا عنبسة حدثنا يونس عن ابن شهاب قال قال انس ابن مالك كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلىء حكمة وايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جاء الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال معك احد قال معي محمد قال أرسل اليه قال نعم ففتح فلما علونا السماء الدنيا اذا رجل عن يمينه اسودة وعن يساره اسودة فاذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكي فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت

حديث بيان كي هم سے يونس نے زهري سے اور هم سے حديث بيان كي احمد بن صالح نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے عنبسه نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے يونس نے ابن شهاب سے كہا أسنے كہا انس بن مالك نے ابوذر حديث بيان كرتے تهے كه پيغمبر خدا نے فرمايا — ميرے گهر كي چهت شق كي گئي اور ميں أسوقت مكه ميں تها — پهر جبريل نازل هوا اور ميرا سينه چيركر آب زمزم سے دهويا پهر حكمت وايمان سے بهرا هوا سونے كا لگن لايا اور اسكو ميرے سينه ميں ألٹ ديا — پهر اسكو برابر كرديا اور ميرا هاتهه پكڑكر آسمان پر لے چلا جب پهلے آسمان پر پهنچا جبريل نے آسمان كے محافظ سے كہا كهول كہا كون هے

كه ند پكڑو

من هذا يا جبريل قال هذا آدم و هذه
الاسودة عن يمينه وعن شماله نسم بنيه فاهل
اليمين منهم اهل الجنة والاسودة التي عن
شماله اهل النار فاذا نظر قبل يمينه ضحك
واذا نظر قبل شماله بكي ثم عرج بي جبريل
حتى اتي السماء الثانية فقال لخازنها افتح
فقال له خازنها مثل ماقال الاول ففتح
قال انس فذكر انه وجد في السموات ادريس
و موسى و عيسى و ابراهيم ولم يثبت لي
كيف منازلهم غيرانه قدذكر انه قد وجد آدم
في السماء الدنيا وابراهيم في السادسة وقال
انس فلما مر جبريل بادريس قال مرحبا
بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا
قال هذا ادريس ثم مررت بموسى فقال مرحبا
بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا
قال هذا موسى ثم مررت بعيسى فقال مرحبا
بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا
قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا
بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا
قال هذا ابراهيم - قال ابن شهاب واخبرني
ابن حزم ان ابن عباس واباحبة الانصاري
كانا يقولان قال النبي صلى الله عليه وسلم
ثم عرج بي جبريل حتى ظهرت لمستوى
اسمع صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن
مالك قال النبي صلى الله عليه وسلم ففرض
الله على خمسين صلوة فرجعت بذلك حتى
امر بموسى فقال موسى ماالذي فرض
ربك على امتك قلت فرض عليهم خمسون
صلوة قال فراجع ربك فان امتك لاتطيق
ذلك فرجعت فراجعت ربي فوضع شطرها
فرجعت الى موسى فقال راجع ربك فذكر

كہا جبريل كہا تيرے ساتھہ كوئي هى كہا
ميرے ساتھہ محمد صلعم هيں — كہا بلائے گئے
هيں كہا هاں پھر دروازہ كھل گيا — اور هم
آسمان اول پر جاپہنچے — ميں نے ديكھا
ايك مرد هى جسكے دائيں بائيں بہت سي
صورتيں هيں — دائيں طرف ديكھكر هنستا
هى اور بائيں طرف ديكھكر روتا هى- أسنے كہا
مرحبا اےنبي صالح اور فرزند صالح ميں نے كہا
اے جبريل يہہ كون هى كہا يہہ آدم هيں اور
يہہ صورتيں جو انكے دائيں بائيں هيں - أنكي
اولاد كي روحيں هيں — ان ميں سے دائيں
طرف والے جنتي اور بائيں طرف والے دوزخي
هيں - اسليئے دائيں طرف ديكھكر هنستے اور
بائيں طرف ديكھكر روتے هيں — پھر جبريل
مجھكو دوسرے آسمان پر چڑھا ليگيا — اور
محافظ سے كہا كھول اس محافظ نے بھي وهي
كہا جو پہلے محافظ نے كہا تھا — پھر كھل
گيا انس كہتے هيں كه ابوذر نے آسمانوں پر
ادريس — موسى - عيسى اور ابراهيم كا ملنا
تو بيان كيا مگر أنكے مقامات كي تعيين نهيں
كي سواے اس كے كه آسمان اول پر آدم اور
چھٹی آسمان پر ابراهيم كے ملنے كا ذكر كيا —
انس كہتے هيں جب جبريل كا گذر ادريس
كے پاس هوا — ادريس نے كہا مرحبا اے
نبي صالح اور برادر صالح ميں نے كہا يہہ كون
هيں كہا يہہ ادريس هيں پھر ميں موسى كے

مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلاً ﴿٢﴾

مثله فوضع شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال ذلک ففعلت فوضع شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال راجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک فرجعت فراجعت ربي فقال هي خمس وهي خمسون لايبدل القول لدي فرجعت الى موسى فقال راجع ربک فقلت قد استحييت من ربي ثم انطلق حتى اتي بي السدرة المنتهي فغشيها الوان لاادري ماهي ثم أدخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسک — (صحيح بخاري صفحات ٤٧٠ و ٤٧١) —

پاس پهنچا موسى نے کها مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح — ميں نے پوچها يهه کون هيں — کها موسى هيں — پهر ميں عيسى کے پاس پهونچا عيسى نے کها مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچها يهه کون هيں کها يهه عيسى هيں — پهر ميں ابراهيم کے پاس پهنچا — ابراهيم نے کها مرحبا اے فرزند صالح اور نبي صالح ميں نے پوچها يهه کون هيں کها يهه ابراهيم هيں — کها ابن شهاب نے اور خبر دي مجهکو ابن حزم نے که ابن عباس اور ابو حبة الانصاري دونوں کهتے تهے که رسول خدا نے فرمايا پهر مجهکو جبريل ايسے مقام پر چڑها لےگيا جهاں سے قلموں† کے چلنے کي آواز سنائي ديتي تهي — کها ابن حزم اور انس بن مالک نے فرمايا رسول خدا نے که فرض کيں خدا نے مجهپر پچاس نمازيں — پهر ميں لوٹکر موسى کے پاس آيا موسى نے پوچها که خدا نے آپ کي أمت پر کيا فرض کيا — ميں نے کها که أن پر پچاس نمازيں فرض هوئي هيں — کها خدا کے پاس پهر جائيے آپکي أمت اسکا تحمل نهيں کرسکيگي — ميں پهر خدا کے پاس گيا خدا نے أن ميں سے ايک حصه کم کرديا — پهر ميں موسى کے پاس آيا کها پهر جائيے اور وهي کها جو پهلے کها تها — پهر خدا نے ايک حصه ان ميں سے اور کم کرديا — ميں پهر موسى کے پاس آيا اور انکو خبر دي موسى نے پهر کها خدا کے پاس پهر جائيے — ميں نے ايسا هي کيا — ايک حصه خدا نے اور کم کرديا — ميں پهر موسى کے پاس آيا اور أنکو خبر دي — کها خدا کے پاس پهر جائيے آپکي أمت اسکي طاقت نهيں رکهتي — ميں پهر گيا — اور پهر سوال کيا کها پانچ اور يهي پچاس هيں — اب ميرا قول نهيں بدلتا پهر ميں موسى کے پاس آيا کها خدا کے پاس پهر جائيے ميں نے کها مجهکو خدا سے شرم آتي هے پهر جبريل مجهکو سدرة المنتهى پر لےگيا — کچهه رنگ أسپر چهائے هوئے تهے — أنکي حقيقت سے ميں خبردار نهيں هوں — پهر ميں جنت ميں داخل هوا — وهاں موتي کے قبے اور مشک کي مٹي تهي *

† اي صوت الاقلام حال الکتابة کانت الملائکة تکتب الاقضية

میرے سوا کوئی کار ساز ۲

حدیث کی هم سے عبدالعزیز بن عبدالله نے کہا اس نے حدیث کی مجھہ سے سلیمان نے شریک بن عبدالله سے کہا اُس نے سنا میں نے انس بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے وہ

حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله قال حدثني سلیمان عن شریک بن عبدالله انه قال سمعت انس بن مالک یقول لیلة أسری برسول الله صلی الله علیه وسلم من مسجدالکعبة انه جاءه ثلثة نفر قبل ان یوحي الیه و هو نائم فی المسجد الحرام فقال اولهم ایهم هو فقال اوسطهم هو خیرهم فقال آخرهم خذوا خیرهم فکانت تلک اللیلة فلم یرهم حتی اتوه لیلة أخری فیما یری قلبه و تنام عینه ولا ینام قلبه و کذلک الانبیاء تنام اعینهم ولا تنام قلوبهم فلم یکلموه حتی احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه منهم جبریل فشق جبریل مابین نحره الی لبته حتی فرغ من صدره وجوفه فغسله من ماء زمزم بیده حتی انقی جوفه ثم أتي بطست من ذهب فیه تور من ذهب محشو ایمانا و حکمة فحشا به صدره و لغادیده یعني عروق حلقه ثم اطبقه ثم عرج به الی السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابها فناداه اهل السماء من هذا فقال جبریل قالوا و من معک قال معي محمد قال و قد بعث قال نعم قالوا فمرحبا به واهلا یستبشر به اهل السماء لا یعلم اهل السماء بما یرید الله به فی الارض حتی یعلمهم فوجد فی السماء الدنیا آدم فقال له جبریل هذا ابوک فسلم علیه فسلم علیه و رد علیه آدم و قال مرحبا و اهلا یا بني فنعم الابن انت فاذا هو فی السماء الدنیا بنهرین یطردان فقال ما هذان النهران یا جبریل قال هذا النیل والفرات عنصرهما ثم مضی

اُس رات کا جبکہ رسول خدا کو مسجد کعبہ سے معراج هوئی — کہ تین شخص (فرشتے) وحي آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے — ان میں سے اول نے کہا ان میں سے کون ہیچ والے نے کہا جو ان میں بہتر هی — ان میں سے اخیر شخص نے کہا لو ان میں سے بہتر کو وہ رات تو گذر گئی پھر کسي نے اُن کو نہیں دیکہا — یہاں تک کہ ایک دوسري رات کو آئے ایسي حالت میں جبکہ رسول خدا کا دل دیکھتا تھا — اور آنکھیں سوتي اور دل جاگتا تھا اور اسیطرح پیغمبروں کي آنکھیں سوتي اور اُنکے دل نہیں سوتے هیں — پھر اُنہوں نے رسول خدا سے بات نہیں کي اور اُن کو اُتھاکر چاہ زمزم کے پاس لے گئے — پھر ان میں سے جبریل نے کام کا ذمہ لیا — پھر جبریل نے اُن کے سینہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر ڈالا — یہاں تک کہ سینہ اور جوف کو بالکل خالي کردیا — پھر آب زمزم سے اُس کو دھویا — یہاں تک کہ جوف کو صاف کرڈالا — پھر سونے کا لگن لایا گیا جس میں سونے کا لوٹا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا — جبریل نے اُس سے آنحضرت کے سینہ اور حلق کي رگوں کو پر کردیا — پھر برابر کردیا — پھر اُن

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ

به في السماء فاذا هو بنهر آخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد فضرب يده فاذا هو مسك اذفر فقال ما هذا يا جبريل قال هو هذا الكوثر الذي قد خبالك ربک ثم عرج به الى السماء الثانية فقالت الملائكة له مثل ما قالت له الاولى من هذا قال جبريل قالوا و من معک قال محمد قال و قد بعث اليه قال نعم قالوا مرحبا به و اهلا ثم عرج به الى السماء الثالثة و قالوا له مثل ما قالت اولالى و الثانية ثم عرج به الى السماء الرابعة فقالوا له مثل ذلک ثم عرج به الى السماء الخامسة فقالوا له مثل ذلک ثم عرج به الى السماء السادسة فقالوا له مثل ذلک ثم عرج به الى السماء السابعة فقالوا له مثل ذلک كل سماء فيها انبياء قد سماهم فاوعيت منهم ادريس فى الثانية وهارون فى الرابعة و اخر فى الخامسة لم احفظ اسمه و ابراهيم فى السادسة و موسى فى السابعة بتفضيل كلام الله فقال موسى رب لم اظن ان يرفع على احد ثم علا به فوق ذلک بما لا يعلمه الا الله حتى جاء سدرة المنتهى و دنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه فيما يوحى الله خمسين صلوة على أمتک كل يوم و ليلة ثم اهبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى فقال يا محمد ماذا عهد اليک ربک قال عهد الى خمسين صلوة كل يوم و ليلة قال ان امتک لا تستطيع ذلک فارجع فليخفف عنک ربک و عنهم فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى جبريل كانه يستشيره في ذلک فاشار اليه جبريل نعم ان شئت فعلا به الى الجبار فقال و هو مكانه يا رب خفف عنا فان امتي لا تستطيع هذا فوضع عنه

کو آسمان دنیا پر لے گیا اور اُس کا ایک دروازہ کھٹکھٹایا - آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہی — کہا جبریل کہا اور تیرے ساتھہ کون ہی کہا میرے ساتھہ محمد صلعم ہیں - پوچھا بلائے گئے ہیں — کہا ہاں کہا مرحبا آئیے اہل آسمان اسي بشارت کو طلب کر رہے ہیں - کوئي آسمان کا فرشتہ نہیں جانتا کہ ان سے خدا زمین پر کیا چاہتا ہی جب تک کہ اُن کو معلوم نہ ہو — پھر آسمان اول پر آدم کو دیکھا جبریل نے کہا یہہ آپ کے باپ ہیں - ان کو سلام کیجیئے - رسول خدا نے آدم کو سلام کیا اور آدم نے جواب دیا — اور کہا مرحبا اے بہترین فرزند - پھر یکایک آسمان اول پر دو نہریں بہتي دیکھیں کہا اے جبریل یہہ کیسي نہریں ہیں — کہا یہہ نیل و فرات کي اصل ہیں - پھر اُن کو آسمان میں لے گیا - ایک اور نہر دیکھي جس پر موتي اور زبرجد کے محل بنے تھے — پھر اُس میں ہاتھہ ڈالا تو اس کي مٹي بالکل مشک خالص کے مانند تھي — کہا اے جبریل یہہ کیا ہی اس نے کہا یہہ کوثر ہی جو خدا نے آپ کے لیئے تیار رکھي ہی — پھر دوسرے آسمان پر لے گیا یہاں بھي فرشتوں نے وہي کہا جو پہلوں نے کہا تھا - کہ کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم

(اے) اولاد اُس قوم کي جس کو هم نے چڑها ليا تها نوح کے ساتهہ

عشر صلوات ثم رجع الی موسی فاحتبسه
فلم يزل يردده موسى الی ربه حتى صارت
الی خمس صلوات ثم احتبسه موسی عند
الخمس فقال يا محمد والله لقد راودت
بني اسرائيل قومي علی ادنی من هذا
فضعفوا و تركوه فامتك اضعف اجسادا و قلوبا
و ابدانا و ابصارا و اسماعا فارجع فليخفف
عنك ربك كل ذلك يلتفت النبي صلی الله
عليه وسلم الی جبريل ليشير عليه و كان لا
يكره ذلك جبريل فرفعه عند الخامسة
فقال يا رب ان امتي ضعفاء اجسادهم وقلوبهم
و اسماعهم و ابصارهم و ابدانهم فخفف عنا
فقال الجبار يا محمد قال لبيك و سعديك
قال انه لا يبدل القول لدي كما فرضت
عليك في أم الكتاب فكل حسنة بعشر امثالها
فهي خمسون في أم الكتاب وهي خمس
عليك فرجع الی موسی فقال كيف فعلت
قال خفف عنا اعطانا بكل حسنة عشر امثالها
قال موسی قد والله راودت بني اسرائيل علی
ادنی من ذلك فتركوه فارجع الی ربك
فليخفف عنك ايضا قال رسول الله صلی الله
عليه وسلم يا موسی قد والله استحييت من
ربي مما اختلف اليه قال فاهبط بسم الله
فاستيقظ و هو في المسجد الحرام –
(صحيح بخاري صفحات ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱)

هيں کہا طلب کيئے گئے هيں — کہا هاں
کہا مرحبا پهر تيسرے آسمان پر لے گيا وهاں
بهي فرشتوں نے وهي کہا جو پہلے اور دوسرے
آسمان پر کہا تها — پهر چوتهے آسمان پر
لے گيا — پهر وهي اُنهوں نے کہا جو پہلے
کہہ چکے تهے — پهر پانچويں آسمان پر لے
گيا اور يہاں بهي مثل اول کے فرشتوں نے
کلام کيا – پهر چهٹے آسمان پر لے گيا اور
فرشتوں نے مثل اول کے کلام کيا — پهر
ساتويں آسمان پر لے گيا وهاں کے فرشتوں نے
بهي وهي کہا جو پہلوں نے کہا تها — هر
ايک آسمان ميں پيغمبروں کے جدا جدا نام
بتائے – جن ميں سے ميں نے ياد رکها
ادريس دوسرے آسمان ميں — هارون چوتهے
ميں اور کوئي دوسرے نبي پانچويں ميں
جن کا نام ياد نهيں رها – ابراهيم چهٹے ميں
اور موسی ساتويں ميں اس ليئے که اُن کو
خدا کے ساتهہ کلام کرنے کي فضيلت هے —
پهر موسی نے کہا اے خدا ميرے گمان ميں
بهي نهيں تها که کسي کو مجهپر فضيلت
دي جائيگي — پهر خدا اُن کو اس سے
بهي اُوپر لے گيا جس کا علم سوائے خدا کے کسي کو نهيں هے يہاں تک که سدرة المنتهى
پر پهنچے — پهر خدا نزديک هوا پهر اور بهي نزديک هوا – يہاں تک که دو کمانوں کا
يا اس سے بهي کم فاصله رهگيا – پهر خدا نے اُن کو وحي بهيجي که تهاري اُمت پر پچاس
نمازيں هر روز و شب ميں فرض هوئيں — پهر اُترے يہاں تک که موسی کے پاس پهنچے —
پهر موسی نے اُن کو روک ليا – اور کہا اے محمد صلعم خدا نے آپ کو کيا حکم ديا —

انّه كان

کہا مجھکو ہررات دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ھی — موسی نے کہا آپ کي اُمت
اسکي طاقت نہیں رکھتي پھر جائیے تاکہ خدا اس میں تخفیف کرے — رسول خدا نے
جبریل کي طرف دیکھا گویا کہ اس بارہ میں اُس سے صلاح پوچھتے ھیں — جبریل نے
کہا ھاں اگر آپ چاھیں — پھر خدا کے پاس گئے — اور کہا جبکہ وہ اپنے پہلے مقام پر تھے —
اے خدا کمي کر کیونکہ میري اُمت اسکي طاقت نہیں رکھتي خدا نے دس نمازیں کم
کردیں — پھر موسی کے پاس آئے اور موسی نے اُن کو روک لیا — موسی بار بار اُنکو خدا
کي طرف بھیجتے تھے یہانتک کہ پانچ نمازیں فرض رھگئیں موسی نے پھر روکا اور کہا اے
محمد قسم خدا کي میں نے اپني قوم بني اسرئیل سے اس سے بھي کم محنت چاھي تھي —
اُنھوں نے کمزوري دکھائي اور اُسکو چھوڑ دیا — آپ کي اُمت کا جسم — قلب — بصارت اور
سماعت اور بھي زیادہ ضعیف ھی — پھر جائیے تاکہ خدا اسکو بھي معاف کردے —
رسول خدانے جبریل کي طرف دیکھا تاکہ اس میں مشورہ دے جبریل اسکو برا نہیں
جانتا تھا پھر پانچویں دفعہ بھي رسول خدا کو لیگیا — پھر رسول خدانے کہا اے رب میري
اُمت کے جسم — قلب — بصارت — سماعت اور بدن ضعیف ھیں — پس ھمارے حق میں
کمي کر خدانے کہا اے محمد — کہا لبیک (حاضر ھوں) کہا میرا قول نہیں بدلتا جسطرح
اُم الکتاب میں تجھپر فرض کرچکا ھوں — اور ھرنیکي کا بدلہ دس نیکیوں کي برابر ھوگا —
اسلیئے اب یہہ نمازیں اُم الکتاب میں پچاس کي برابر اور تیرے نزدیک وھي پانچ ھیں —
پھر موسی کے پاس آئے کہا آپ نے کیا کیا — کہا خدانے تخفیف کي اسطرح پر کہ ھرنیکي
کے بدلے ھمکو دس نیکیوں کا ثواب عنایت کیا — موسی نے کہا واللہ میں نے تو بني اسرائیل
سے اس سے بھي کم محنت چاھي تھي — اُنھوں نے اسکو بھي چھوڑ دیا — خدا کے پاس
پھر جائیے — تاکہ خدا ان کو بھي معاف کردے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے موسی قسم ھی خدا کي کہ مجھکو اپنے رب سے شرم آتي ھی کہ بار بار اُس کے پاس جاؤں —
کہا — تو بسم اللہ اُتریئے — پھر جاگے اور اس وقت مسجد حرام میں تھے *

حدیث بیان کي ھم سے ابراھیم بن موسی نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ھم سے
ھشام بن یوسف نے کہا اس نے حدیث بیان
کي ھم سے معمر نے زھري سے اُس نے سعید بن
مسیب سے اُس نے ابو ھریرہ سے کہا اُنھوں نے

حدثنا ابراھیم بن موسی حدثنا ھشام بن
یوسف حدثنا معمر عن الزھري عن سعید
بن المسیب عن ابي ھریرة قال قال النبي

بے شک وہ تھا

صلی الله علیه وسلم لیلة أسری بي رایت
موسی و اذا هو رجل ضرب رجل کانه من
رجال شنوءة و رایت عیسی فاذا هو رجل
ربعة احمر کانما خرج من دیماس و انا اشبه
ولد ابراهیم صلی الله علیه وسلم به ثم أتیت
باناءین في احدهما لبن و في الآخر خمر
فقال اشرب ایهما شئت فاخذت اللبن فشربته
فقیل اخذت الفطرة اما انک لو اخذت
الخمر غوت امتک —
(صحیح بخاري صفحه ۴۸۱) —

فرمایا رسول خدا نے معراج کي رات میں نے
موسی علیہ السلام کو دیکھا اور وہ بدن کے دبلے
تھے اور بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ
کے ایک آدمي هیں — اور میں نے عیسی
علیہ السلام کو دیکھا اور وہ میانہ قد سرخ رنگ
تھے گویا ابھي حمام سے نہا دھوکر نکلے هیں
اور میں ابراهیم علیہ السلام کا فرزند همشکل
هوں پھر دو برتن پیش کیئے گئے — ایک
میں دودھ اور ایک میں شراب تھي — پھر
کہا پي جس کو چاھے — میں نے دودھ لیکر پي لیا مجھسے کہا گیا کہ تو نے فطرت کو
پسند کیا — اگر تو شراب کو پسند کرتا تو تیري أمت گمراہ هوجاتي *

حدیث بیان کي هم سے محمد بن بشار نے کہا اس نے حدیث بیان کي هم سے غندر

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر سمعته
عن قتادة قال سمعت ابا العالیة حدثنا ابن
عم نبیکم یعني ابن عباس عن النبي صلی الله
علیه وسلم قال لا ینبغي لعبد ان یقول
انا خیر من یونس بن متی و نسبه الی
ابیه و ذکر النبي صلی الله علیه وسلم لیلة
أسری به فقال موسی آدم طوال کانه من
رجال شنوءة و قال عیسی جعد مربوع و
ذکر مالکا خازن النار و ذکر الدجال —
(صحیح بخاري صفحه ۴۸۱) —

نے کہا اس نے سنا میں نے قتادہ سے کہا اُس
نے سنا میں نے ابو العالیہ سے کہا اس نے حدیث
بیان کي هم سے تمہارے پیغمبر کے چچا کے
بیٹے یعني ابن عباس نے رسول خدا صلی الله
علیہ وسلم سے فرمایا کسي بندہ خدا کو نہیں
کہنا چاهیئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر
هوں — اور یونس کو اُن کے باپ کي طرف
منسوب کیا اور رسول خدا نے معراج کي رات
کا ذکر کیا اور کہا موسی لمبی قد کے تھے گویا
کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے هوں — اور کہا موسي گھونگریالے بالوں والے اور میانہ قد تھے اور
دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھي ذکر کیا *

حدیث بیان کي هم سے هدبہ بن خالد نے اس نے حدیث بیان کي هم سے همام بن

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام بن
یحیی عن قتادة عن انس بن مالک عن

یحیی نے قتادہ سے اُس نے انس بن مالک
سے اُس نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول الله

عَبْدًا شَكُوْرًا ۳

مالک بن صعصعه ان نبي الله صلی الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسري به ثم صعد حتى اتي السماء الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم فلما خلصت فاذا يحيى و عيسى و هما ابنا خالة قال هذا يحيى و عيسى فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح -

(صحيح بخاري صفحات ۴۸۷ و ۴۸۸)

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شب معراج کا ذکر کیا پھر چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا — اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا کون ہے کہا جبریل کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے ہیں کہا ہاں جب میں پہنچ گیا تو میں نے یحیی اور عیسی کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائي ہیں — جبریل نے کہا یہہ یحیی اور عیسی ہیں ان کو سلام کیجیئے میں نے سلام کیا دونوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح *

حدیث بیان کي ہم سے ابراهیم بن موسی نے کہا اس نے حدیث بیان کي ہم سے ہشام

حدثنا ابراهيم ابن موسى حدثنا هشام عن معمر و حدثني محمود حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهري اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسري بي لقيت موسى قال فنعته فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسى فنعته النبي صلى الله عليه وسلم فقال ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني الحمام و رايت ابراهيم و انا اشبه ولده به قال و أتيت باناءين احدهما لبن والاخر فيه خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقيل لي هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انک لواخذت الخمر غوت امتک -

(صحيح بخاري صفحه ۴۸۹) -

نے معمر سے اور حدیث بیان کي مجھہ سے محمود نے کہا اس نے حدیث بیان کي ہم سے عبدالرزاق نے کہا اُسنے حدیث بیان کي ہم سے معمر نے زہری سے کہا اس نے خبر دي مجھکو سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے کہا اُنہوں نے فرمایا رسول خدا نے کہ معراج کي رات میں موسی سے ملا کہا پھر آنحضرت نے موسی کي صفت بیان کي — کہ میں نے دیکھا وہ ایک مرد ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا بدن کے دبلے سر کے بال چھوٹے ہوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں — کہا اور میں عیسی علیہ السلام سے ملا پھر رسول خدا نے عیسی علیہ السلام کي صفت بیان کي اور فرمایا کہ وہ میانہ قد سرخ رنگ ہیں گویا ابھي حمام سے نکلے ہیں اور میں نے ابراهیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اُن کا ہمشکل فرزند

ایک بندہ شکر کرنے والا ۳

هوں کہا دو پیالے لائے گئے ایک میں دودہ تھا ایک میں شراب مجھہ سے کہا گیا کہ جس کو چاہو پی لو — میں نے دودہ لیکر پی لیا - پھر مجھہ سے کہا گیا کہ آپ فطرت پر هدایت کیئے گئے یا فطرت کو حاصل کرلیا اگر شراب پی لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ هوجاتی *

حدیث بیان کی هم سے محمد بن کثیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے اسرائیلَ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے عثمان بن مغیرہ نے مجاهد سے اُس نے عمر سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے دیکھا میں نے عیسی — موسی اور ابراهیم کو — عیسی علیہ السلام تو سرخ رنگ گھونگریالے بالوں والے اور چوڑے سینہ والے تھے اور موسی علیہ السلام بدن کے فربہ اور سر کے بال چھوٹے هوئے تھے - گویا کہ وہ قوم زط میں سے هیں *

حدثنا محمد بن كثير حدثنا اسرائيل حدثنا عثمان بن المغيرة عن مجاهد عن ابن عمر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم رايت عيسى و موسى و ابراهيم فاما عيسى فاحمر جعد عريض الصدر و اما موسى فادم جسيم سبط كانه من رجال الزط —

(صحيح بخاري صفحه ۴۸۹) —

حدیث بیان کی هم سے عبدان نے کہا اس نے حدیث بیان کی هم سے عبدالله نے کہا اس نے خبر دی هم کو یونس نے اور حدیث بیان کی هم سے احمد بن صالح نے کہا اس نے حدیث بیان کی هم سے عنبسہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی هم سے یونس نے ابن شہاب سے کہا ابن مسیب نے کہا ابو هریرہ نے کہ جس رات رسول الله بیت المقدس گئے - دو پیالہ دودہ اور شراب کے پیش کیئے گئے - رسول الله نے اُن کی طرف دیکھا اور دودہ کو لے لیا جبریل نے کہا خدا کی تعریف هی جس نے آپ کو فطرت پر هدایت کی — اگر شراب لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ هوجاتی *

حدثنا عبدان قال حدثنا عبدالله قال اخبرنا يونس و حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا عنبسة قال حدثنا يونس عن ابن شهاب قال ابن المسيب قال ابو هريرة اتي رسول الله صلى الله عليه و سلم ليلة اسري به بايلياء بقدحين من خمر و لبن فنظر اليهما فاخذ اللبن قال جبريل الحمد لله الذي هداك للفطرة لو اخذت الخمر غوت امتك

(صحيح بخاري صفحه ۶۸۴) -

حدیث بیان کی هم سے احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے ابن وهب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو یونس نے ابن شہاب سے کہا ابو سلمہ نے سنا میں

حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب

و قضينا

قال ابو سلمة سمعت جابر بن عبدالله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت أخبرهم عن آياته وانا انظر اليه —

(صحيح بخاري مطبوعه دهلي سنه ۱۲۶۴ هجري صفحه ۶۸۴) —

نے جابر بن عبدالله سے کہا أس نے سنا میں نے رسول الله سے که فرماتے تھے جب مجھکو قریش نے جھٹلایا — میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میري نظر کے سامنے کردیا — میں اسکي نشانیاں أن کو بتاتا تھا اور أس کي طرف دیکھتا جاتا تھا *

حدیث بیان کي هم سے یحیی بن بکیر نے کہا أس نے حدیث بیان کي هم سے لیث

حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب حدثني ابو سلمة بن عبدالرحمن سمعت جابر بن عبدالله انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته وانا انظر اليه —

(صحيح بخاري صفحه ۵۴۸) —

نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے کہا أس نے حدیث بیان کي مجھه سے ابو سلمه بن عبدالرحمن نے کہا اس نے سنا میں نے جابر بن عبدالله سے سنا أس نے رسول الله صلی الله علیه وسلم سے که فرماتے تھے جب مجھکو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا خدا نے بیت المقدس کو میري نظروں میں جلوه گر کردیا — میں أس کي نشانیاں أن کو بتاتا تھا اور أس کو دیکھتا جاتا تھا *

کہا عبدان نے خبر دي همکو عبدالله نے کہا أس نے خبر دي همکو یونس نے زهري سے

و قال عبدان اخبرنا عبدالله قال اخبرنا يونس عن الزهري قال انس بن مالك كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقفي و انا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئي حكمة و ايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء الدنيا فقال جبريل لخازن السماء الدنيا افتح قال من هذا قال جبريل —

(صفحه ۲۲۱ صحيح بخاري) —

کہا انس بن مالک نے که ابوذر حدیث بیان کرتے تھے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که میري گھر کي چھت شق هوئي اور میں أس وقت مکه میں تھا — پھر جبریل نازل هوا اور أس نے میرے سینه کو چاک کیا پھر آب زمزم سے أس کو دھویا پھر سونے کا لگن حکمت و ایمان سے بھرا هوا لایا — اور اس کو میرے سینه میں ڈالکر سینه کو برابر کردیا — پھر میرا هاتھه پکڑا اور آسمان اول

اور ہم نے حکم بھیجدیا

پر چڑھا لے گیا — جبریل نے آسمان کے محافظ سے کہا کھول کہا کون ہی کہا جبریل *

حدیث بیان کي ہم سے اسمعیل نے کہا اُس نے حدیث بیان کي مجھہ سے میرے بھائي نے سلیمان سے اُس نے شریک بن عبداللہ بن ابو نمر سے کہا اس نے سنا میں نے انس بن مالک سے بیان کرتے تھے ہم سے اُس رات کا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئي — کہ وحي آنے سے پہلے تین شخص آنحضرت کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے — ان میں سے پہلے نے کہا کہ وہ انمیں سے کون ہی — درمیاني شخص نے کہا کہ وہ ان سب میں سے بہتر ہی — اخیر شخص نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لے چلو پھر وہ رات تو گذرگئي — اور اُن کو کسي نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ

حدثنا اسمعیل حدثني اخي عن سلیمان عن شریک بن عبداللہ بن ابي نمر قال سمعت انس بن مالک یحدثنا عن لیلة أسری بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم من مسجد الکعبة جاءہ ثلاثة نفر قبل ان یوحی الیہ و ہو نائم فی المسجدالحرام فقال اولہم ایہم ہو فقال اوسطہم ہو خیرہم وقال آخرہم خذوا خیرہم فکانت تلک فلم یرہم حتی جاؤا لیلة أخری فیما یری قلبہ والنبي صلی اللہ علیہ وسلم نائمة عیناہ ولاینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام قلوبہم فتولاہ جبریل ثم عرج بہ الی السماء —
(صحیح بخاري صفحہ ۵۰۴) —

وہ ایک اور شب کو آنحضرت کے پاس ایسي حالت میں آئے کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور حضرت کي آنکھیں سوتي اور دل جاگتا تھا — اسي طرح پیغمبروں کي آنکھیں سوتي اور دل جاگتا ہی پھر جبریل نے اُن کا کام اپنے ذمہ لیا — پھر اُن کو آسمان پر چڑھا لے گیا *

احادیث مسلم

حدیث بیان کي ہم سے شیبان بن فروخ نے کہا اس نے حدیث بیان کي ہم سے حماد بن سلمہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے ثابت بناني نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ براق لایا گیا اور وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا اپني نظر کي انتہا پر قدم رکھتا تھا — میں اس پر سوار ہوکر بیت المقدس پہنچا — اور براق کو اُسي

حدثنا شیبان بن فروخ قال حدثنا حماد بن سلمة قال حدثنا ثابت البناني عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال أتیت بالبراق و ہو دابة ابیض طویل فوق الحمار و دون البغل یضع حافرة عند منتہی طرفہ قال فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس .

الی بنی اسرائیل

قال فربطته بالحلقة اللتي يربطه بها
الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت
فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل
باناء من خمر و اناء من لبن فاخترت اللبن
فقال جبريل عليه السلام اخترت الفطرة ثم
عرج بنا الى السماء فاستفتح جبريل فقيل
من انت قال جبريل قيل و من معك
قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث
اليه ففتح لنا فاذا انا بادم صلى الله عليه وسلم
فرحب بي و دعالي بخير ثم عرج بنا
الى السماء الثانية فاستفتح جبريل عليه السلام
فقيل من انت قال جبريل قيل و من
معك قال محمد قيل و قد بعث اليه
قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا
بابني الخالة عيسى بن مريم و يحيي
بن ذكريا صلى الله عليهما وسلم فرحبا بي
ودعوا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثالثة
فاستفتح جبريل فقيل من انت قال جبريل
قيل و من معك قال محمد قيل و قد
بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا
انا بيوسف صلى الله عليه وسلم و اذا هو قد
اعطى شطر الحسن قال فرحب بي ودعا لي
بخير ثم عرج بنا الى السماء الرابعة فاستفتح
جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معك قال محمد قيل و قد
بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا
انا بادريس صلى الله عليه وسلم فرحب بي
ودعا لي بخير قال الله عز وجل و رفعناه
مكانا عليا ثم عرج بنا الى السماء الخامسة
فاستفتح جبريل فقيل من هذا قال جبريل
قيل و من معك قال محمد قيل و قد

حلقه سے باندھ دیا جس سے اور نبي باندھتے
تھے — پھر مسجد میں داخل ھوا اور دو
رکعت نماز پڑھي پھر مسجد سے نکلا — جبریل
ایک پیاله شراب کا اور ایک دودھ کا لایا —
میں نے دودھ کو پسند کیا — جبریل علیه السلام
نے کہا که آپ نے فطرت کو پسند کیا — پھر
مجھکو آسمان پر لے گیا جبریل نے آسمان کا
دروازہ کھلوانا چاھا کہا گیا کون ھی کہا
جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ھی کہا محمد
صلعم ھیں — پوچھا کیا طلب کیئے گئے ھیں
کہا ھاں طلب کیئے گئے ھیں پھر ھمارے لیئے
دروازہ کھل گیا — ناگاہ مجھکو آدم نظر پڑے —
آدم نے مجھکو مرحبا کہکر میرے لیئے نیک دعا
کي پھر جبریل ھمکو دوسرے آسمان پر لیگیا
اور دروازہ کھلوانا چاھا پوچھا گیا کون
ھی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ھی
کہا محمد صلعم ھیں پوچھا کیا طلب کیئے
گئے ھیں کہا ھاں طلب کیئے گئے ھیں — پھر
دروازہ کھل گیا ناگاہ مجھکو خالہ زاد بھائي
عیسی بن مریم اور یحیی بن ذکریا نظر آئے
دونوں نے مرحبا کہکر میرے لیئے نیک دعا کي
پھر جبریل ھمکو تیسرے آسمان پر لے گیا اور
دروازہ کھلوانا چاھا پوچھا گیا کون ھی
کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ھی کہا
محمد صلعم ھیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے
ھیں کہا ھاں طلب کیئے گئے ھیں پھر دروازہ

بني اسرائيل کے پاس

بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا
انا بهارون صلى الله عليه وسلم فرحب بي
ودعا لي بالخير ثم عرج بنا الى السماء السادسة
فاستفتح جبريل قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث
اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بموسى
صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعالي بخير
ثم عرج بنا الى السماء السابعة فاستفتح جبريل
قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك
قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث
اليه ففتح لنا فاذا انا بابراهيم صلى الله عليه
وسلم مسندا ظهره الى البيت المعمور و اذا هو
يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون
اليه ثم ذهب بي الى السدرة المنتهى فاذا
ورقها كاذان الفيلة و اذا ثمرها كالقلال قال
فلما غشيها من امر الله ماغشي تغيرت فما
احد من خلق الله يستطيع ان ينعتها من
حسنها فاوحى الى ما اوحى ففرض على
خمسين صلوة في كل يوم و ليلة فنزلت
الى موسى عليه السلام فقال ما فرض ربك
على امتك قلت خمسين صلوة قال ارجع
الى ربك فاساله التخفيف فان امتك
لا يطيقون ذلك فاني قد بلوت بني اسرائيل
و خبرتهم قال فرجعت الى ربي فقلت
يارب خفف على امتي فحط عني خمسا
فرجعت الى موسى فقلت حط عني خمسا
قال ان امتك لا يطيقون ذلك فارجع الى
ربك فسله التخفيف قال فلم ازل ارجع
بين ربي تبارك و تعالى و بين موسى عليه
السلام حتى قال يا محمد انهن خمس
صلوة كل يوم و ليلة لكل صلوة عشر فذلك

کھل گیا اور میں نے یوسف علیہ‌السلام کو دیکھا
اور ان کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا تھا ۔
یوسف علیہ‌السلام نے مرحبا کہکر میرے لیئے
نیک دعا کي پھر جبریل همکو چوتھے آسمان
پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاھا پوچھا گیا
کون ھی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون
ھی ۔ کہا محمد صلعم ھیں ۔ پوچھا کیا بلائے
گئے ھیں کہا ھاں بلائے گئے ھیں دروازہ کھل
گیا اور میں نے ادریس علیہ‌السلام کو دیکھا —
ادریس نے بھي مرحبا کہکر میرے لیئے نیک
دعا کي ۔ خدا نے فرمایا ھی کہ ھم نے اُسکو
اُونچي جگہہ اُتھالیا پھر جبریل همکو پانچویں
آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاھا
پوچھا گیا کون ھی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ
کون ھی کہا محمد صلعم ھیں پوچھا کیا بلائے
گئے ھیں کہا ھاں بلائے گئے ھیں پھر دروازہ کھل
گیا ۔ اور میں نے ھارون کو دیکھا — ھارون نے
بھي میرے لیئے مرحبا کہکر نیک دعا کي پھر
جبریل همکو چھتے آسمان پر لے گیا اور دروازہ
کھلوانا چاھا پوچھا گیا کون ھی کہا جبریل
پوچھا تیرے ساتھہ کون ھی کہا محمد صلعم
ھیں پوچھا کیا بلائے گئے ھیں کہا ھاں بلائے
گئے ھیں دروازہ کھل گیا اور میں نے موسی
علیہ‌السلام کو دیکھا موسی نے بھي مرحبا کہکر
میرے لیئے نیک دعا کي پھر جبریل ھم کو
ساتویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاھا

في الكتب

خمسون صلوة و من هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة فان عملها كتبت له عشرا و من هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب شيئا فان عملها كتبت سيئة واحدة قال فنزلت حتى انتهيت الى موسى عليه السلام فاخبرته فقال ارجع الى ربک فسله التخفيف فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت قد رجعت الى ربي حتى استحييت منه — (صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۱) -

پوچھا گيا کون هی کہا جبريل پوچھا تمهارے ساتھ کون هی کہا محمد صلعم هيں — پوچھا کيا بلائے گئے هيں کہا هاں بلائے گئے هيں دروازہ کهل گيا اور ميں نے ابراهيم عليه السلام کو ديکها بيت المعمور کي طرف پشت کا سہارا ليئے بيٹھے هيں اور بيت المعمور ميں هر روز ستر هزار فرشتے داخل هوتے هيں اور پھر دوبارہ نهيں آتے پھر جبريل مجھکو سدرة المنتهى کي طرف لے گيا اُس کے پتے هاتهي کے کانوں کي برابر اور پھل مٹکوں کي برابر تھے — جب حکم الهي سے اس پر جو چھانا تھا چھا گيا تو اس کي حالت بدل گئي پھر کسي انسان کي طاقت نهيں هی که اس کے حسن کي تعريف کرسکے پھر خدا نے مجھ پر جو وحي بھيجني تھي بھيجي — اور مجھ پر پچاس نمازيں هر روز فرض کيں پھر ميں نيچے اُوترکر موسی عليه السلام کے پاس آيا موسی عليه السلام نے کہا خدا نے آپ کي اُمت پر کيا فرض کيا ميں نے کہا پچاس نمازيں موسی عليه السلام نے کہا خدا کے پاس پھر جائيئے اور کمي کي درخواست کيجيئے آپ کي اُمت ميں اس فرض کے ادا کرنے کي طاقت نهيں هی ميں بني اسرائيل کو خوب آزما چکا هوں ميں دوبارہ خدا کے پاس گيا اور کہا اے خدا ميري اُمت کے ليئے تخفيف کر خدا نے پانچ نمازيں کم کرديں پھر ميں موسی عليه السلام کے پاس آيا اور اُن سے کہا که خدا نے پانچ کم کرديں — کہا آپ کي اُمت اس کي بھي طاقت نهيں رکھتي خدا کے پاس پھر جائيئے اور کمي کي درخواست کيجيئے رسول الله فرماتے هيں که ميں بار بار خدا اور موسی عليه السلام کے درميان آتا جاتا تھا يهاں تک که خدا نے فرمايا اے محمد صلعم رات دن ميں پانچ نمازيں هيں اور هر نماز پر دس کا ثواب اس طرح پچاس نمازيں هوئيں — اور جو شخص نيکي کا ارادہ کرے اور اس کو عمل ميں نه لائے ميں اس کي ايک نيکي لکھونگا اور جو عمل ميں لائے اُسکي دس نيکياں لکھونگا اور جو بدي کا ارادہ کرے اور اسکو عمل ميں نه لائے اس کي بدي نهيں لکھي جائيگي اور اگر عمل ميں لائے تو صرف ايک بدي لکھونگا — پھر ميں نيچے اُوتر کر موسی عليه السلام کے پاس آيا — اور ان کو خبر دي کہا خدا کے پاس پھر جائيئے اور اس

میں کمی کی درخواست کوجیئے — رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم فرماتے هیں که میں نے کہا میں خدا کے پاس اتنی دفعه جا چکا هوں که اب مجھے اُس سے شرم آتی هی *

حدیث بیان کی هم سے هارون بن سعید ایلی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے

حدثنا هارون بن سعيد الايلي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني سليمان وهو ابن بلال قال حدثني شريک بن عبدالله بن ابي نمر قال سمعت انس بن مالک يحدثنا عن ليلة اسرى برسول الله صلى الله عليه و سلم من مسجدالكعبة انه جاءه ثلاثة نفر قبل ان يوحى اليه وهو نائم في المسجدالحرام و ساق الحديث بقصة نحو حديث ثابت البناني و قدم فيه شيئا و اخر و زاد و نقص (صحیح مسلم جلد اول صفحه ۹۲) —

ابن وهب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو سلیمان نے اور وہ بلال کے بیٹے هیں کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھه سے شریک بن عبدالله بن ابو نمر نے کہا اُسنے سنا میں نے انس بن مالک سے که ذکر کرتے تھے هم سے اُس رات کا جبکه رسول خدا کو مسجد حرام سے معراج هوئی — که آنحضرت کے پاس وحی آنے سے پہلے تین شخص آئے — اور آنحضرت مسجد حرام میں سوتے تھے راوی نے ثابت بنانی کی حدیث کی مانند تمام قصه کو بیان کیا اور اس میں کچھه تقدیم و تاخیر کی — کچھه کمی اور زیادتی *

حدیث بیان کی هم سے حرمله بن یحیی تجیبی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے

حدثني حرملة بن يحيى التجيبي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالک قال كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي و انا بمكة فنزل جبريل عليه‌السلام ففرج صدري ثم غسله من ماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلیء حكمة و ايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جئنا السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء الدنيا افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معک احد قال نعم معي محمد قال فارسل اليه قال نعم ففتح قال

سے ابن وهب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو یونس نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُس نے که ابو ذر بیان کرتے تھے که رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا که میرے گھر کی چھت شق هوئی اور میں اُس وقت مکه میں تھا — پھر جبریل نازل هوا اور اُس نے میرے سینه کو چیرا اور اُس کو آبِ زمزم سے دھویا پھر سونے کا لگن لایا جو حکمت و ایمان سے بھرا هوا تھا پھر اُس کو میرے سینه میں اونڈیل دیا اور پھر میرے سینه کو برابر کردیا — پھر

لَتُفْسِدُنَّ

فلما علونا السماء الدنيا فاذا رجل عن يمينه
اسودة و عن يساره اسودة قال فاذا نظر قبل
يمينه ضحک و اذا نظر قبل شماله بکي قال
فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح
قال قلت يا جبريل من هذا قال هذا آدم
صلی الله عليه وسلم و هذه الاسودة عن يمينه
و عن شماله نسم بنيه فاهل اليمين اهل
الجنة والاسودة التي عند شماله اهل النار
فاذا نظر قبل يمينه ضحک و اذا نظر قبل
شماله بکي قال ثم عرج بي جبريل حتی
اتی السماء الثانية فقال لخازنها افتح قال
فقال له خازنها مثل ما قال خازن السماء
الدنيا ففتح فقال انس بن مالک فذکر انه
وجد في السموات آدم و ادريس و عيسی
و موسی و ابراهيم عليهم السلام و لم يثبت
کيف منازلهم غير انه ذکر انه قد وجد آدم
عليه السلام في السماء الدنيا و ابراهيم في السماء
السادسة قال فلما مر جبريل و رسول
الله صلی الله عليه و سلم بادريس قال
مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت
من هذا قال هذا ادريس قال ثم مررت
بموسی عليه السلام فقال مرحبا بالنبي
الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال
هذا موسی قال ثم مررت بعيسی فقال
مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت
من هذا قال هذا عيسی بن مريم قال ثم
مررت بابراهيم عليه السلام فقال مرحبا بالنبي
الصالح والابن الصالح قلت من هذا
قال هذا ابراهيم — قال ابن شهاب واخبرني
ابن حزم ان ابن عباس واباحبة الانصاري
يقولان قال رسول الله صلی الله عليه وسلم

میرا ہاتھ پکڑکر آسمان پر لے گیا جب ہم
پہلے آسمان پر پہونچے جبریل نے محافظ سے
کہا کہول پوچھا کون ہی کہا جبریل پوچھا کہ
تیرے ساتھ کوئي ہی کہا ہاں میرے ساتھ
محمد صلعم ہیں پوچھا بلائے گئے ہیں کہا
ہاں پھر دروازہ کہل گیا جب ہم آسمان اول
پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کي
دائیں اور بائیں طرف کچھہ دھندلي سي صورتیں
ہیں دائیں طرف دیکھکر ہنستا ہی اور بائیں
طرف دیکھکر روتا ہی اُس نے کہا مرحبا اے
نبي صالح اور فرزند صالح میں نے جبریل
سے پوچھا کہ یہہ کون ہی کہا یہہ آدم ہیں اور
صورتیں جو ان کے دائیں اور بائیں طرف ہیں
اُن کي اولاد کي روحیں ہیں — اور دائیں
طرف والي جنتي اور بائیں طرف والي
دوزخي ہیں — اس لیئے دائیں طرف دیکھکر
ہنستے اور بائیں طرف دیکھکر روتے ہیں —
پھر جبریل مجھکو دوسرے آسمان پر لے گیا
اور محافظ سے کہا کہول اس محافظ نے بھي
وھي کہا جو آسمان اول کے محافظ نے کہا تھا
پھر دروازہ کہل گیا انس بن مالک کہتے
ہیں کہ ابوذر نے یہہ تو بیان کیا کہ رسول
خدا نے اسمانوں میں آدم — ادریس — عیسی —
موسی اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا مگر ان
کے مقامات کي تعیین نہیں کي — سواے اس
کے کہ آدم کو پہلے آسمان پر اور ابراہیم کو

که البته تم فساد کروگے

ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوي اسمع فيه صريف الاقلام — قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ففرض الله على أمتي خمسين صلوة قال فرجعت بذلک حتى امر بموسى عليه السلام فقال موسى ماذا فرض ربک على أمتک قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک قال فراجعت ربي فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى عليه السلام فاخبرته قال راجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک قال فراجعت ربى فقال هي خمس و هي خمسون لا يبدل القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال راجع ربک فقلت قد استحييت من ربى قال ثم انطلق بي جبريل حتى ناتي سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال ثم دخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ و اذا ترابها المسک

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۳) —

چھٹے آسمان پر پايا — راوي کہتا هی که جب رسول خدا اور جبريل ادريس کے پاس پھونچے — ادريس نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچھا يهه کون هی جبريل نے کہا يهه ادريس هيں پھر ميں موسى کے پاس پھنچا — موسى نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچھا يهه کون هی کہا يهه موسى هيں پھر ميں عيسى عليه السلام کے پاس پھنچا عيسى عليه السلام نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچھا يهه کون هی کہا يهه مريم کے بيٹے عيسى هيں — پھر ميں ابراهيم کے پاس پھونچا ابراهيم عليه السلام نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور فرزند صالح ميں نے پوچھا يهه کون هی کہا يهه ابراهيم عليه السلام هيں کہا ابن شهاب نے اور خبر دي مجھکو ابن حزم نے که ابن عباس اور ابوحبة الانصاري کہتے تھے که رسول الله نے فرمايا که پھر جبريل مجھکو ايسي جگهه لے گيا جهاں ميں قلموں کے چلنے کي آوازسنتا تھا — کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے که رسول الله نے فرمايا که خدا نے ميري أمت پر پچاس نمازيں فرض کيں — پھر ميں اُلٹا پھرا اور موسى کے پاس آيا — موسىٰ نے پوچھا که خدا نے آپ کي أمت پر کيا فرض کيا ميں نے کہا که ان پر پچاس نمازيں فرض کي هيں موسىٰ نے مجھه سے کہا پھر خدا سے کہئے کيونکه آپ کي أمت هرگز اس کا تحمل نهيں کرسکيگي ميں نے پھر کہا خدا نے ايک حصه اس ميں سے معاف کرديا — پھر ميں موسى کے پاس آيا اور اُن کو خبر دي کہا خدا سے پھر کہئے آپ کي أمت اس کي بھي طاقت نهيں رکھتي — ميں نے پھر کہا — خدا نے فرمايا که پانچ نمازيں فرض هيں اور

فِي الْاَرْضِ

بهي پچاس كي برابر هيں ميرا قول نهيں بدلتا - ميں پهر موسى كے پاس آيا كہا خدا سے پهر كہيئے ميں نے كہا مجهكو خدا سے شرم آتي هى پهر جبريل مجهكو لے چلا تاكه سدرة المنتهى كے پاس جائيں - سدرہ پر كچهه رنگ چهائے هوئے تهے جن كي حقيقت ميں نهيں جانتا پهر ميں جنت ميں گيا اس ميں موتي كے قبے تهے اور اسكي مٹي مشک تهي *

حديث بيان كي هم سے محمد بن مثنى نے كہا اس نے حديث بيان كي هم سے محمد

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن ابي عدي عن سعيد عن قتادة عن انس بن مالک لعله قال عن مالک بن صعصعة رجل من قومه قال قال نبي الله صلى الله عليه وسلم بينما انا عند البيت بين النائم واليقظان اذ سمعت قائلا يقول احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت فانطلق بي فاتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم فشرح صدري الى كذا وكذا قال قتادة فقلت للذي معي ما يعني قال الى اسفل بطنه فاستخرج قلبي فغسل بماء زمزم ثم اعيد مكانه ثم حشي ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة ابيض يقال له البراق فوق الحمار و دون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل و قد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا و قال مرحبا ولنعم المجيء جاء قال فاتينا على آدم عليه السلام و ساق الحديث بقصة و ذكر انه لقي في السماء الثانية عيسى و يحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف عليه السلام و في الرابعة ادريس عليه السلام وفي الخامسة هارون

بن ابو عدي نے سعيد سے اسنے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے شايد راوي نے كہا اس نے مالک بن صعصعه سے جو اسكي قوم كا ايک شخص هى كہا اس نے كه رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه ميں كعبه كے قريب كچهه سوتا كچهه جاگتا تها كه ميں نے سنا كوئي كہتا هى تين ميں كا ايک جو دو كے درميان هى پهر ميرے پاس آيا اور مجهے لے چلا پهر سونے كا لگن جس ميں آب زمزم بهرا تها لايا گيا اور ميرا سينه يہاں سے يہاں تک كهولا گيا - قتادہ كہتے هيں كه ميں نے اپنے ساتهي سے پوچها اس سے كيا مراد هى كہا شكم كے زيرين حصه تک پهر ميرا دل نكالكر آب زمزم سے دهويا گيا اور اسي جگهه ركهديا گيا پهر ايمان اور حكمت سے بهرديا گيا پهر ايک سفيد رنگ كا جانور لايا گيا جس كو براق كہتے هيں گدهے سے بڑا خچر سے چهوٹا انتهاے نظر تک قدم مارتا تها - ميں اسپر سوار كيا گيا پهر هم چلے اور آسمان دنيا پر پہنچے جبريل نے دروازہ كهلوانا چاها اس سے

زمہن میں

عليه السلام قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى
السماء السادسة فاتيت على موسى صلى الله
عليه وسلم فسلمت عليه فقال مرحبا بالاخ
الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكي
فنودي ما يبكيك قال رب هذا غلام بعثته
بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما
يدخل من أمتي قال ثم انطلقنا حتى
انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم
عليه السلام و قال في الحديث وحدث نبي
الله صلى الله عليه وسلم انه رأي اربعة انهار
يخرج من اصلها نهران ظاهران ونهران
باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الانهار قال
اما النهران الباطنان فنهران في الجنة
و اما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع
اى البيت المعمور فقلت يا جبريل ماهذا
قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم
سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا
اليه آخر ما عليهم ثم اتيت باناءين احدهما
خمر والاخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن
فقيل اصبت اصاب الله بك أمتك على
الفطرة ثم فرضت علي كل يوم خمسون
صلوة ثم ذكر قصتها الى آخر الحديث —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۴)

پوچھا گیا کہ کون ھی کہا جبریل پوچھا تیرے
ساتھ کون ھی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ھیں پوچھا کیا بلائے گئے ھیں — کہا ھاں پھر
ھمارے لیئے دروازہ کھل گیا اور کہا مرحبا کیا
خوب آنا ھوا — پھر ھم آدم علیہ السلام کے پاس
پھونچے پھر راوي نے تمام قصہ بیان کیا اور
یہہ ذکر کیا کہ دوسرے آسمان پر عیسی اور
یحیی علیہم السلام سے اور تیسرے آسمان پر
یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے پر ادریس
علیہ السلام سے اور پانچویں پر ھارون علیہ السلام
سے ملے پھر فرمایا کہ ھم چلے اور چھٹے آسمان
پر پھونچے — پھر میں موسی علیہ السلام سے
ملا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے برادر
صالح اور نبي صالح جب میں آگے بڑھا تو
موسی علیہ السلام روئے آواز آئي کہ کیوں
روتے ھو کہا اے خدا یہہ لڑکا جس کو تونے
میرے بعد نبوت دي ھی — اس کي
اُمت کے لوگ میري اُمت والوں سے زیادہ
جنت میں جائینگے — پھر ھم چلے اور ساتویں
آسمان پر پھونچے اور میں ابراھیم علیہ السلام سے

ملا — پھر راوي نے حدیث میں بیان کیا ھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا
کہ چار نہریں دیکھیں جو اس کي جڑ سے نکلتي ھیں دو نہریں ظاھر اور دو پوشیدہ
میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہہ کیا نہریں ھیں — کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں
جاتي ھیں اور دو ظاھر نیل اور فرات ھیں — پھر بیت المعمور مجھہ سے نزدیک ہوا میں
نے پوچھا کہ اے جبریل یہہ کیا ھی — کہا یہہ بیت المعمور ھی جس میں ھر روز ستر
ہزار فرشتے آتے ھیں اور جب جاتے ھیں تو دوبارہ کبھي نہیں آتے پھر دو پیالہ پیش

مرتين

كيئے گئے ايک شراب كا اور ايک دودھ كا — ميں نے دودھ كو پسند كيا مجھہ سے كہا گيا كہ آپ نے فطرت كو حاصل كيا خدا آپ كي أمت كو بهي يهي نصيب كرے — پهر مجھہ پر هر روز پچاس نمازيں فرض هوئيں — پهر راوي نے تمام قصہ آخر حديث تک بيان كيا *

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة قال حدثنا انس بن مالک عن مالک بن صعصعة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فذكر نحوه وزاد فيه فاتيت بطست من ذهب ممتلىء حكمة وايمانا فشق من النحر الى مراق البطن فغسل بماء زمزم ثم ملئ حكمة و ايمانا —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۴) —

حديث بيان كي هم سے محمد بن مثنى نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے معاذ بن هشام نے كہا أس نے حديث بيان كي مجھہ سے ميرے باپ نے قتادہ سے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ سے كہ رسول الله صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا پهر راوي نے اسي كي مانند بيان كيا اور زيادہ كيا أس ميں يهہ بيان كہ سونے كا لگن حكمت و ايمان سے بهرا هوا لايا گيا — پهر گلے سے پيٹ كي نرم جگھہ تک چيرا گيا پهر آب زمزم سے دهويا گيا پهر ايک حكمت و ايمان سے بهر ديا گيا *

حدثني محمد بن المثنى و ابن بشار قال ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت اباالعالية يقول حدثني ابن عم نبيكم صلى الله عليه وسلم يعني ابن عباس قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أسرى به فقال موسى آدم طوال كانه من رجال شنوءة و قال عيسى جعد مربوع و ذكر مالكا خازن جهنم و ذكر الدجال —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۴) —

حديث كي مجھہ سے محمد بن مثنى اور ابن بشار نے كہا ابن مثنى نے حديث بيان كي هم سے محمد بن جعفر نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے شعبہ نے قتادہ سے كہا أس نے سنا ميں نے ابوالعاليہ سے كہتے هوں وہ كہ حديث بيان كي مجھہ سے تمہارے نبي صلعم كے چچا كے بيٹے يعني ابن عباس نے كہا أنہوں نے كہ ذكر كيا رسول الله نے وقت معراج كا اور كہا كہ موسى عليہ السلام لمبي قد كے هيں گويا كہ وہ قبيلہ شنوءہ ميں سے هيں اور كہا كہ عيسى عليہ السلام گهونگريالے بال والے اور ميانہ قد كے هيں — اور دوزخ كے محافظ مالک اور دجال كا بهي ذكر كيا (مگر واضح هو كہ دجال كے قصہ كي اس حديث ميں كچھہ تفصيل نہيں هے) *

دو دفعہ

حديث بيان كي هم سے عبد بن حميد نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے يونس بن محمد نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے شيبان بن عبدالرحمن نے قتادہ سے أس نے ابوالعاليہ سے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے تمہارے نبي صلعم كے چچا كے بيٹے ابن عباس نے كہا أنهوں نے كہ رسول‌الله نے فرمايا كہ ميں معراج كي رات موسى بن عمران كے پاس پهنچا ــ وہ دراز قامت گهونگريالے بالوں والے هيں گويا كہ وہ قبيلہ شنوءہ ميں سے هيں اور ميں نے مريم كے بيٹے عيسى عليہ‌السلام كو ميانہ بدن مائل بسرخي و سپيدي لمبے بالوں والا ديكها اور رسول خدا نے دوزخ كے محافظ مالك اور دجال كو بهي ديكها أن نشانيوں ميں جو خدا نے دكهائيں ـ تم اس كے ديكهنے ميں كچهہ شك نہ لاؤ ــ قتادہ اس كي تفسير ميں كهتے تهے كہ رسول‌الله نے موسى عليہ‌السلام كو ديكها ٭

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا يونس بن محمد قال حدثنا شيبان بن عبدالرحمن عن قتادة عن ابي العالية قال حدثنا ابن عم نبيكم صلى‌الله عليه وسلم ابن عباس قال قال رسول‌الله صلى‌الله عليه وسلم مررت ليلة أسرى بي على موسى بن عمران رجل آدم طوال جعد كانه من رجال شنوءة و رايت عيسى بن مريم مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس و أري مالكا خازن‌النار و الدجال في آيات اراهن الله اياه فلاتكن في مرية من لقائه قال كان قتادة يفسرها ان النبي صلى‌الله عليه وسلم قد لقي موسى عليه‌السلام ــ

(صحيح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) ـ

حديث بيان كي هم سے محمد بن رمح نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے ليث نے ابو زبير سے أس نے جابر سے كہ رسول‌الله نے فرمايا كہ انبيا ميرے سامنے لائے گئے ـ ميں نے ديكها كہ موسى عليہ‌السلام بدن كے دبلے هيں گويا كہ وہ قبيلہ شنوءہ ميں سے هيں اور ميں نے مريم كے بيٹے عيسى عليہ‌السلام كو ديكها كہ وہ ان ميں سے جن كو ميں نے ديكها عروہ بن مسعود سے مشابہ هيں اور ميں نے ابراهيم عليہ السلام كو ديكها كہ وہ ان ميں سے جن كو ميں نے ديكها تمہارے آقا سے ملتے جلتے هيں ــ

حدثنا محمد بن رمح قال حدثنا الليث عن ابي الزبير عن جابر ان رسول‌الله صلى‌الله عليه وسلم قال عرض على الانبياء فاذا موسى ضرب من الرجال كانه من رجال شنوءة و رايت عيسى بن مريم فاذا اقرب من رايت به شبها عروة بن مسعود و رايت ابراهيم فاذا اقرب من رايت به شبها صاحبكم يعني نفسه و رايت جبريل عليه‌السلام فاذا اقرب من رايت به شبها دحية و في رواية ابن رمح دحية بن خليفة ــ

(صحيح مسلم جلد اول صفحہ ۹۵) ـ

وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۴

اور اس سے خود اپني ذات مراد لي — اور ميں نے جبريل عليه‌السلام کو ديکها که وه ان ميں سے جن کو ميں نے ديکها دحيه کے مشابه هيں اور ابن رمح کي روايت ميں هی دحيه بن خليفه *

حديث بيان کي مجهه سے محمد بن رافع اور عبد بن حميد نے اور دونوں کے لفظ قريب قريب هيں کها ابن رافع نے که حديث بيان کي هم سے اور کها عبد نے حديث بيان کي هم سے عبدالرزاق نے کها اس نے حديث بيان کي هم سے معمر نے زهري سے کها اس نے خبر دي مجهکو سعيد بن مسيب نے ابو هريره سے کها اُنهوں نے که رسول الله صلی‌الله عليه وسلم نے فرمايا که ميں نے معراج کي رات موسی عليه السلام کو ديکها پهر آنحضرت نے اُن کا حليه بيان کيا که وه " ميں خيال کرتا هوں که آپ نے فرمايا " بدن سے دبلے هيں اور بال چهوتے هوئے گويا که وه قبيله شنوءه ميں سے هيں اور فرمايا ميں نے عيسی عليه السلام کو ديکها پهر آنحضرت نے اُن کا حليه بيان کيا که وه ميانه قد سرخ رنگ هيں گويا ابهي حمام سے نهاکر

حدثني محمد بن رافع و عبد بن حميد و تقاربا فی اللفظ قال ابن رافع حدثنا و قال عبد حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن الزهري قال اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلی الله عليه وسلم حين أسری بي لقيت موسی عليه السلام فنعته النبي صلی الله عليه وسلم فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسی فنعته النبي صلی الله عليه وسلم فاذا ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني حماما قال و رايت ابراهيم عليه السلام و انا اشبه ولده به قال فاتيت باناٸين في احدهما لبن و فی الآخر خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقال هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انک لو اخذت الخمر غوت أمتک —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۵) *

نکلے هيں اور فرمايا که ميں نے ابراهيم عليه‌السلام کو ديکها اور ميں اُن کا همشکل فرزند هوں پهر فرمايا که ميرے آگے دو پيالے پيش کيئے گئے ايک ميں دوده اور ايک ميں شراب تهي اور مجهه سے کها گيا که ان ميں سے جس کو چاهيئے ليجيئے ميں نے دوده کو ليکر پي ليا کها که آپ فطرت پر هدايت کيئے گئے يا آپ نے فطرت کو پسند کيا اگر آپ شراب کو ليتے تو آپ کي اُمت بهک جاتي (لبن جو ايک قدرتي چيز هی اُس سے مراد فطرت لي هی اور خمر جو مصنوعي چيز هي دنيا کي اُس سے غوايت مراد لي هی) *

اور البتہ تم بڑہ جاوگے بڑہ جانا بہت بڑا ﴿۴﴾

حدثنا ابو بکر بن ابي شیبة قال حدثنا ابو أسامة قال حدثنا مالک بن مغول و حدثنا ابن نمیر و زهیر بن حرب جمیعا عن عبدالله بن نمیر و الفاظهم متقاربة قال ابن نمیر حدثنا ابي قال حدثنا مالک بن مغول عن الزبیر بن عدي عن طلحة بن مصرف عن مرة عن عبدالله قال لما أسری برسول الله صلی الله علیه وسلم أنتهي به الی سدرة المنتهي و هي فی السماء السادسة الیها ینتهی ما یعرج به من الارض فیقبض منها و الیها ینتهي ما یهبط به من فوقها فیقبض منها قال اذ یغشي السدرة ما یغشي قال فراش من ذهب قال فاعطي رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاثا أعطي الصلوة الخمس و اعطي خواتم سورة البقرة و غفر لمن لم یشرک بالله من أمة شیئا المقحمات (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ٩٧) —

حدیث بیان کي هم سے ابو بکر بن ابو شیبہ نے کہا أس نے حدیث بیان کي هم سے ابو اسامہ نے کہا أس نے حدیث بیان کي هم سے مالک بن مغول نے اور حدیث بیان کي هم سے ابن نمیر اور زهیر بن حرب دونوں نے عبدالله بن نمیر سے اور أن کے الفاظ ملتے جلتے هیں — کہا ابن نمیر نے حدیث بیان کي میرے باپ نے کہا اس نے حدیث بیان کي هم سے مالک بن مغول نے زبیر بن عدي سے أس نے طلحہ بن مصرف سے أس نے مرہ سے أس نے عبدالله سے کہا أنہوں نے جب رسول الله صلی الله علیه وسلم کو معراج هوئي سدرة المنتهی تک گئے اور وہ چھٹے آسمان میں هی جو چیز زمین سے أوپر جاتي هی یہیں تک جاکر رک جاتي هی — اور جو چیز اس کے أوپر سے آتي هی وہ بھي یہیں آکر رک جاتي هی — خدا فرماتا هی جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے = روای کہتا هی کہ اس سے مراد سونے کے پروانے هیں — پھر کہا کہ رسول الله کو تین چیزیں عطا هوئیں = پانچ نمازیں اور سورہ بقر کي اخیر آیتیں اور أن کي أمت میں سے جس نے خدا کے ساتھہ شرک نہیں کیا اس کے گناہ کبیرہ معاف کردیئے *

حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا لیث عن عقیل عن الزهري عن ابي سلمة بن عبدالرحمن عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما کذبتني قریش قمت فی الحجر فجلي الله لي بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن آیاته و انا انظر الیه — (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ٩٦) —

حدیث بیان کي هم سے قتیبہ بن سعید نے کہا أس نے حدیث بیان کي هم سے لیث نے عقیل سے أس نے زهري سے أس نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے أس نے جابر بن عبدالله سے کہ رسول الله صلعم نے فرمایا کہ جب مجھکو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا هوا خدا نے بیت المقدس کو میرے سامنے جلوہ گر کردیا میں اسکي نشانیاں أنکو بتاتا تھا اور أسکي طرف دیکھتا جاتا تھا *

فَاِذَا جَآءَ

حديث بيان كي مجهه سے زهير بن حرب نے كها أس نے حديث بيان كي هم سے

حدثني زهير بن حرب قال حدثنا حجين بن المثنى قال حدثنا عبدالعزيز و هو ابن ابي سلمة عن عبدالله بن الفضل عن ابي سلمة بن عبدالرحمن عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقدرايتني في الحجر و قريش تسالني عن مسراي فسالتني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربة ما كربت مثله قط قال و رفعه الله لي انظر اليه ما يسالوني عن شئى الا انبائتهم به و قدرايتني في جماعة من الانبياء فاذا موسى عليه السلام قائم يصلي فاذا رجل ضرب جعد كانه من رجال شنوءة و اذا عيسى بن مريم عليه السلام قائم يصلي اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفي و اذا ابراهيم عليه السلام قايم يصلي اشبه الناس به صاحبكم يعني نفسه صلى الله عليه وسلم فحانت الصلوة فاممتهم فلما فرغت من الصلوة قال قائل يا محمد هذا مالك صاحب النار فسلم عليه فالتفت اليه فبدأني بالسلام (صفحه ۹٦ صحيح مسلم جلداول) —

حجين بن مثنى نے كها أس نے حديث بيان كي هم سے عبدالعزيز نے اور وہ ابو سلمه کے بیٹے هيں — عبدالله بن فضل سے أس نے ابوسلمه بن عبدالرحمن سے أس نے ابو هريره سے كها أنهوں نے كه رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه ميں نے اپنے تئيں حجر ميں ديكها اور قريش مجهه سے بيت المقدس تك ميرے جانے کا حال پوچهتے تهے - أنهوں نے بيت المقدس كي ايسي باتيں مجهه سے پوچهيں جو مجهكو ياد نهيں تهيں - ميں اس قدر گهبرايا كه كبهي ايسا نهيں گهبرايا تها — آنحضرت فرماتے هيں كه خدا نے بيت المقدس كو مجهه سے قريب كرديا ميں اس كي طرف ديكهتا تها اور قريش مجهه سے جو پوچهتے تهے ميں أن كو بتاتا تها — اور ميں نے انبيا كي جماعت ميں اپنے آپ كو ديكها ميں نے ديكها كه موسى عليه السلام كهڑے نماز پڑهتے هيں اور أن كا بدن دبلا اور بال گهونگر يالے تهے گويا كه وہ قبيله شنوءہ ميں سے هيں اور ميں نے ديكها كه عيسى بن مريم عليه السلام كهڑے نماز پڑهتے هيں اور وہ سب آدميوں ميں عروہ بن مسعود ثقفي سے زيادہ مشابه هيں — اور ميں نے ابراهيم عليه السلام كو ديكها كه كهڑے نماز پڑهتے هيں اور وہ سب آدميوں سے تمهارے آقا سے زيادہ مشابه هيں — اس سے حضرت نے اپني ذات مبارك مراد لي پهر نماز كا وقت آيا اور ميں نے امامت كي جب نماز سے فارغ هوا ايك نے كها اے محمد يهه مالك هى دوزخ كا محافظ اسكو سلام كيجيئے — ميں اس كي طرف متوجهه هوا اور اس نے پهلے سلام كيا *

احاديث ترمذي

حديث بيان كي هم سے يعقوب بن ابراهيم دورقى نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے ابو تميله نے زبير بن جنادہ سے أس نے ابن بريدہ سے أس نے اپنے باپ سے كہا أس نے رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه جب هم بيت المقدس پہنچے جبريل نے اپني أنگلي سے اشارہ كيا اور أس سے پتھر كو شق كيا اور براق كو أس سے باندہ ديا *

حدثنا يعقوب بن ابراهيم الدورقي حدثنا ابو تميله عن الزبير ابن جنادة عن ابن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما انتهينا الى بيت المقدس قال جبريل با صبعه فخرق به الحجر و شدبه البراق —

(ترمذي صفحه ۵۱۴) —

حديث بيان كي هم سے اسحاق بن منصور نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے عبدالرزاق نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے معمر نے قتادہ سے أس نے انس سے كه رسول خدا كے پاس معراج كي شب براق زين اور لگام سے آراستہ آيا اور أس نے حضرت كو ديكھكر شوخي كي — جبريل نے أس سے كہا تو محمد صلعم كے ساتھہ ايسا كرتا هى كوئي شخص جو خدا كے نزديك أن سے زيادہ مقبول هو تجھہ پر سوار نهيں هوا يهہ سنكر براق ندامت سے پسينہ پسينہ هوگيا *

حدثنا اسحاق بن منصور حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم اتي بالبراق ليلة أسرى به ملجما مسرجا فاستصعب عليه فقال له جبريل ابمحمد تفعل هذا فما ركبك احد اكرم على الله منه قال فارفض عرقا —

(ترمذي صفحه ۵۱۳) —

حديث بيان كي هم سے محمود بن غيلان نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے عبدالرزاق نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے معمر نے زهري سے كہا أسنے خبر دي مجھكو سعيد بن مسيب نے ابو هريرہ سے كہا أنهوں نے كه رسول الله نے فرمايا كه ميں نے معراج كي شب موسى عليه السلام كو ديكها پھر أنكي تعريف كي كه وہ — راوي كہتا هى ميں خيال كرتا هوں كه فرمايا بدن سے دبلے تھے اور أن كے سر كے بال چھوٹے هوئے تھے گويا كه وہ قبيله شنوءہ ميں سے

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهري قال اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم حين أسرى بي لقيت موسى قال فنعته فاذا رجل قال حسبته قال مضطرب الرجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسى قال فنعته قال ربعة احمر كانه خرج من ديماس يعني الحمام و رايت ابراهيم قال و انا اشبه ولده

وَعْدُ أُوْلٰهُمَا

به قال و أتيت باناٰئين احدهما لبن والاخر فيه خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقيل لي هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انک لواخذت الخمر لغوت أمتک -

(ترمذي صفحه ٥١٣) —

هيں — اور فرمايا كه ميں نے عيسى عليه السلام كو ديكھا كہا راوي نے كه پھر آنحضرت نے أن كا حليه بيان كيا اور فرمايا كه وہ ميانه قد سرخ رنگ تھے گويا ابھي حمام سے نكلے هيں اور ميں نے ابراهيم كو ديكھا اور فرمايا كه ميں أن كا فرزند همشكل هوں - پھر فرمايا كه ميرے سامنے دو پيالے پيش هوئے ايک ميں دودھ تھا اور ايک ميں شراب - مجھه سے كہا گيا كه آپ ان ميں سے جس كو چاهيں لے ليں — ميں نے دودھ ليكر پي ليا مجھه سے كہا گيا كه آپ فطرة پر هدايت كيئے گئے يا فطرت پر كامياب هوئے اگر شراب ليتے تو آپ كي أمت بہک جاتي *

حدثنا ابن ابي عمر حدثنا سفيان عن مالک بن مغول عن طلحة بن مصرف عن مرة عن ابن مسعود قال لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى قال انتهى اليها ما يعرج من الارض و ما ينزل من فوق فاعطاه الله عندها ثلاثا لم يعطهن نبيا كان قبله فرضت عليه الصلوة خمسا و أعطى خواتيم سورة البقرة و غفر لامته المقحمات مالم يشركوابالله شيئا قال ابن مسعود اذ يغشي السدرة مايغشي قال السدرة في السماء السادسة قال سفيان فراش من ذهب و اشار سفيان بيده فارعدها و قال غير مالک بن مغول اليها ينتهي علم الخلق لا علم لهم بما فوق ذلک —

(ترمذي صفحه ٥٤٢) —

حديث بيان كي هم سے ابن ابي عمر نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے سفيان نے مالک بن مغول سے أس نے طلحه بن مصرف سے أس نے مرة سے أس نے ابن مسعود سے كہا أنهوں نے جب رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى پر پهنچے - كہا راوي نے جو چيز زمين سے أوپر جاتي هى اور جو چيز أوپر سے آتي هى سدرہ پر رک جاتي هى — خدا نے أن كو تين چيزيں عطا كيں جو أن سے پہلے كسي نبي كو نہيں ديں اول پانچ نمازيں أن پر فرض هوئيں دوم سورہ بقر كي آخر آيتيں أن كو عطا هوئيں سوم جس نے أن كي أمت ميں سے خدا كے ساتھه شرک نہيں كيا اس كے گناہ كبيرہ معاف كرديئے - ابن مسعود اس آيت كي تفسير ميں كه جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے - كہتے هيں كه سدرہ چھٹے آسمان پر هى — سفيان كہتے هيں سونے كے پتنگے تھے جو سدرہ پر

چھائے ہوئے تھے — اور سفیان نے ہاتھہ سے اشارہ کیا اور اُسکو ہلایا اور مالک بن مغول کے سوا اور راوی کہتا ہی کہ سدرہ پر تمام دنیا کا علم منتھی ہوتا ہی — اُس سے اوپر کا کسی کو علم نہیں *

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُس نے زہری سے اُس نے ابو سلمہ سے اُس نے جابر بن عبداللہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھکو جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میری نظر میں جلوہ گر کردیا — میں اُسکی نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُسکی طرف دیکھتا جاتا تھا *

حدثنا قتيبة حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري عن ابي سلمة عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما كذبتني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن اياته و انا انظر اليه —
(ترمذي صفحه ۵۱۴) —

احادیث نسائي

خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ہشام دستوائی نے کہا اسنے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُنہوں نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں کعبہ کے قریب کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تھا کہ ایک فرشتہ آیا جو تین میں کا ایک اور دو کے درمیان تھا — پھر سونے کا لگن لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا — اور میرا سینہ پیٹ کے نرم جگہہ تک چیرا گیا پھر میرا دل آب زمزم سے دھویا گیا اور حکمت و ایمان سے بھرا گیا پھر ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تھا — پھر میں جبریل علیہ السلام کے ساتھہ چلا اور پہلے آسمان

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا يحيى بن سعيد حدثنا هشام الدستوائي حدثنا قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال بينما انا عند البيت بين النائم واليقظان اذا قبل احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب ملاٰن حكمة و ايمانا فشق من النحر الى مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملي حكمة و ايمانا ثم اتيت بدابة دون البغل و فوق الحمار ثم انطلقت مع جبريل عليه السلام فاتينا السماء الدنيا فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه مرحبا به ونعم المجئ جاء فاتيت على آدم عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من ابن و نبي ثم اتينا الى السماء

بعثنا عليكم

الثانية قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد مثل ذلك فاتيت على يحيى و عيسى فسلمت عليهما فقالا مرحبا بك من اخ و نبي ثم اتينا الى السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد فمثل ذلك فاتيت على يوسف عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من اخ و نبي ثم اتينا الى السماء الرابعة فمثل ذلك فاتيت على ادريس عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من اخ و نبي ثم اتينا الى السماء الخامسة فمثل ذلك فاتيت على هارون عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من اخ و نبي ثم اتينا الى السماء السادسة فمثل ذلك ثم اتيت على موسى عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من اخ و نبي فلما جاوزته بكي قيل ما يبكيك قال يا رب هذا الغلام الذي بعثته بعدي يدخل من أمته الجنة اكثر و افضل مما يدخل من أمتي ثم اتينا السماء السابعة فمثل ذلك فاتيت على ابراهيم عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من ابن و نبي ثم رفع لي البيت المعمور فسالت جبريل فقال هذا البيت المعمور يصلي فيه كل يوم سبعون الف ملك فاذا خرجوا منه لم يعودوا فيه آخر ما عليهم ثم رفعت الى السدرة المنتهى فاذا نبقها مثل قلال هجر و اذا ورقها مثل آذ ان الفيلة و اذا في اصلها اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهر ان فسالت جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة و اما الظاهر ان فالفرات والنيل ثم فرضت على

پر پهنچا — پوچها گيا كه كون هى كها جبريل پوچها تيرے ساتهه كون هى كها محمد صلعم هيں پوچها كيا بلائے گئے هيں — مرحبا كيا خوب آنا هوا پهر ميں آدم كے پاس پهنچا ميں نے اُن كو سلام كيا كها مرحبا اے فرزند اور نبي پهر هم دوسرے آسمان پر پهنچے پوچها گيا كون هى كها جبريل كها تيرے ساتهه كون هى كها محمد صلعم هيں يهاں بهي ويسي هي باتيں هوئيں — پهر ميں يحيى اور عيسى كے پاس پهنچا — اور ميں نے اُن كو سلام كيا — دونوں نے كها مرحبا اے بهائي اور نبي پهر هم تيسرے آسمان پر پهنچے — پوچها گيا كون هى كها جبريل پوچها تيرے ساتهه كون هى كها محمد صلعم هيں اور يهاں بهي ويسے هي باتيں هوئيں — پهر ميں يوسف كے پاس پهنچا — ميں نے اُنكو سلام كيا — كها مرحبا اے بهائي اور نبي پهر هم چوتهے آسمان پر پهنچے اور وهاں بهي ويسي هي باتيں هوئيں — پهر ميں ادريس كے پاس پهنچا ميں نے اُن كو سلام كيا كها مرحبا اے بهائي اور نبي پهر هم پانچويں آسمان پر پهنچے وهاں بهي ويسي هي باتيں هوئيں پهر ميں هارون كے پاس پهنچا — ميں نے انكو سلام كيا كها مرحبا اے بهائي اور نبي پهر هم چهٹے آسمان پر پهونچے اور ويسي هي باتيں هوئيں — پهر ميں موسى كے پاس پهنچا — ميں نے اُن كو سلام كيا كها

بھیجینگے هم تم پر

خمسون صلوة فانيت على موسى فقال
ما صنعت قلت فرضت على خمسون صلوة
قال اني اعلم بالناس منك اني عالجت
بني اسرائيل اشد المعالجة و ان امتك لن
يطيقوا ذلك فارجع الى ربك فاسأله ان
يخفف عنك فرجعت الى ربي فسألته
ان يخفف عني فجعلها اربعين ثم رجعت
الى موسى عليه السلام فقال ما صنعت قلت
جعلها اربعين فقال لي مثل مقالته الاولى
فرجعت الى ربي عزوجل فجعلها ثلثين
فاتيت على موسى عليه السلام فاخبرته
فقال لي مثل مقالته الاولى فرجعت الى
ربي فجعلها عشرين ثم عشرة ثم خمسة فاتيت
على موسى عليه السلام فقال لي مثل مقالته
الاولى فقلت اني استحيي من ربي عزوجل
ان ارجع اليه فنودي ان قد امضيت
فريضتي وخففت عن عبادي و اجزي بالحسنة
عشر امثالها —

(نسائي صفحه ۵۲ و ۵۳)

مرحبا اے بھائي اور نبي جب میں وهاں سے
آگے بڑھا تو موسی روئے پوچھا گیا که کیوں روتے
هو - کہا اے خدا یہه لڑکا جسکو تونے میرے
بعد نبي کیا هے اس کي أمت کے لوگ
میري أمت والوں سے زیادہ جنت میں
جائینگے — پھر هم ساتویں آسمان پر پهونچے
اور ویسي هي باتیں هوئیں پھر میں ابراهیم
کے پاس پهونچا - میں نے أن کو سلام کیا کہا
مرحبا اے فرزند اور نبي پھر بیت المعمور
مجھه سے نزدیک هوا - میں نے جبریل سے
پوچھا تو کہا یہه بیت المعمور هے هر روز
اس میں ستر هزار فرشتے نماز پڑھتے هیں اور
جب جاتے هیں پھرکر دوبارہ نہیں آتے - پھر
سدرة مجھه سے قریب آ گیا - أس کے بیر
هجر کے مٹکوں کي برابر اور پتے هاتي کے
کانوں کي برابر تھے أس کي جڑ سے چار
نہریں نکلي تھیں دو ظاهر اور دو باطن میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہه دو پوشیدہ
نہریں تو جنت میں جاتي هیں اور یہه دو ظاهر نیل اور فرات هیں — پھر مجھه پر
پچاس نمازیں فرض هوئیں - پھر میں موسی علیه السلام کے پاس آیا — موسی نے پوچھا
که آپ نے کیا کیا میں نے کہا مجھه پر پچاس نمازیں فرض هوئي هیں — کہا آپ سے زیادہ
میں لوگوں کي حالت سے واقف هوں - میں نے بني اسرائیل کو آزمایا اور سخت تکلیف
اٹھائي — آپ کي أمت اس فرض کا تحمل نکر سکیگي آپ خدا کے پاس پھر جائیئے - اور
کمي کي درخواست کیجیئے - میں پھر خدا کے پاس گیا اور کمي کے لیئے التجا کي -
خدا نے چالیس کا حکم دیا - پھر میں موسی علیه السلام کے پاس آیا پوچھا کیا کر آئے میں نے
کہا چالیس نماز کا حکم دیا هے — موسی علیه السلام نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا -
میں پھر خدا کے پاس گیا — تو تیس کا حکم دیا — پھر موسی علیه السلام کے پاس آیا اور

عبادا لنا

اُن کو خبر دي موسی نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر خدا کے پاس گیا — ایکی دفعہ بیس نمازوں کا حکم دیا پھر دس کا پھر پانچ کا میں پھر موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا موسی علیہ‌السلام نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي هی که میں پھر اُس کے پاس جاؤں — آواز آئي که میں نے اپنا فرض جاري کردیا اور اپنے بندوں کو آساني دي اور میں ایک نیکي کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دونگا *

اخبرنا یونس بن عبدالاعلی حدثنا ابن وهب قال اخبرني یونس عن ابن شهاب قال انس بن مالک و ابن حزم قال رسول الله صلی‌الله علیه وسلم فرض‌الله عزوجل علی أمتي خمسین صلوة فرجعت بذلک حتی امر بموسی علیه‌السلام فقال ما فرض ربک علی أمتک قلت فرض‌علیهم خمسون صلوة قال لي موسی فراجع ربک عزوجل فان أمتک لا تطوق ذلک فراجعت ربي عزوجل فوضع شطرها فرجعت الی موسی فاخبرته فقال‌راجع ربک فان‌أمتک لاتطوق ذلک فراجعت ربي عزوجل فقال هي خمس و هي خمسون لایبدل القول لدي فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت اني استحییت من ربي عزوجل — (نسائي صفحه ۵۳) —

خبر دي همکو یونس بن عبدالاعلی نے کہا اس نے حدیث بیان کی هم سے ابن وهب نے کہا اس نے خبر دي مجھکو یونس نے ابن شهاب سے کہا انس ابن مالک اور ابن حزم نے که رسول خدا نے فرمایا الله تعالی نے میري أمت پر پچاس نمازیں فرض کیں — میں اُلٹا پھرا اور موسی علیه‌السلام کے پاس آیا — موسی علیه‌السلام نے کہا خدا نے آپ کي اُمت پر کیا فرض کیا — میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں فرض کي هیں — موسی علیه السلام نے مجھه سے کہا دوبارہ خدا سے کہیئے آپ کي أمت اس کا تحمل نکرسکیگي — میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں‌سے ایک حصه معاف کردیا — پھر موسی علیه‌السلام کے پاس آیا اور ان کو خبر دي کہا پھر خدا سے کہیئے آپ کي اُمت میں اس کي طاقت نہیں هی — میں نے خدا سے پھر کہا خدا نے فرمایا که پانچ نمازیں هیں اور وهي پچاس کي برابر هیں — میرا قول نہیں بدلتا — میں پھر موسی علیه‌السلام کے پاس آیا کہا پھر خدا سے کہیئے — میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتي هی *

اخبرنا عمرو ابن هشام قال حدثنا مخلد عن سعید ابن عبدالعزیز حدثنا یزید ابن

خبر دي همکو عمر بن هشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے مخلد نے سعید بن عبدالعزیز سے کہا اُس نے حدیث بیان کي یزید بن‌ابي ملک نے کہا اس نے حدیث

اپنے بندوں

ابي مالک حدثنا انس بن مالک ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أتيت بدابة فوق الحمار و دون البغل خطوها عند منتهى طرفها فركبت و معي جبريل عليه السلام فسرت فقال انزل فصل ففعلت فقال اتدري اين صليت صليت بطيبة واليها المهاجر ثم قال انزل فصل فصليت فقال اتدري اين صليت صليت بطور سينا حيث كلم الله موسى عليه السلام ثم قال انزل فصل فصليت فقال اتدرى اين صليت صليت ببيت لحم حيث ولد عيسى عليه السلام ثم دخلت الى بيت المقدس فجمع لي الانبياء عليهم السلام فقدمني جبريل حتى اممتهم ثم صعد بي الى السماء الدنيا فاذا فيها آدم عليه السلام ثم صعد بي الى السماء الثانية فاذا فيها ابنا الخالة عيسى و يحيى عليهما السلام ثم صعد بي الى السماء الثالثة فاذا فيها يوسف عليه السلام ثم صعد بي الى السماء الرابعة فاذا فيها هارون عليه السلام ثم صعد بي الى السماء الخامسة فاذا فيها ادريس عليه السلام ثم صعد بي الى السماء السادسة فاذا فيها موسى عليه السلام ثم صعد بي السماء السابعة فاذا فيها ابراهيم عليه السلام ثم صعد بي فوق سبع سموات فاتينا سدرة المنتهى فغشيتني ضبابة فخررت ساجدا فقيل لي اني يوم خلقت السموات والارض فرضت عليك و على امتك خمسين صلوة فقم بها انت و أمتك فرجعت الى ابراهيم فلم يسألني عن شیء ثم اتيت على موسى فقال كم فرض عليك و على أمتك قلت خمسين صلوة قال فانك لاتستطيع ان تقوم بها انت و لا أمتك فارجع الى ربك

بیان کی ہم سے انس بن مالک نے کہ رسول خدا نے فرمایا میرے لئے ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تھا - اور اسکا قدم منتہاے نظر تک پڑتا تھا - میں اسپر سوار ہوا اور میرے ساتھہ جبریل تھے — پھر میں چلا — جبریل نے کہا أتریے اور نماز پڑھیئے میں نے نماز پڑھي کہا آپ کو معلوم هی کہ آپ نے کہاں نماز پڑھي آپ نے طیبہ (مدینہ) میں نماز پڑھي — اور آپ اسي طرف هجرت کرینگے — پھر کہا أتریے اور نماز پڑھئے — میں نے نماز پڑھي کہا آپ کو معلوم هی کہ آپ نے کہاں نماز پڑھي آپ نے طور سینا پر نماز پڑھي جہاں خدا نے موسی سے کلام کیا پھر کہا أتریے اور نماز پڑھیئے میں نے نماز پڑھي کہا آپ جانتےهیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھي آپنے بیت اللحم میں نماز پڑھي جہاں عیسی علیہ السلام پیدا هوئے تھے - میں بیت المقدس میں داخل هوا - انبیا علیہ السلام میرے لیئے جمع تھے - جبریل نے مجھکو آگے بڑھا دیا میں نے امامت کي پھر مجھکو آسمان اول پر لے گیا میں نے اُس میں آدم علیہ السلام کو پایا - پھر دوسرے آسمان پر لے گیا - میں نے اس میں خالہ زاد بھائي عیسی اور یحیی علیہما السلام دیکھے - پھر تیسرے آسمان پر لے گیا - وهاں یوسف علیہ السلام نظر آئے - پھر چوتھے آسمان پر لے گیا - اِس میں هارون

أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

فاساله التخفيف فرجعت الى ربي فخفف عني عشرا ثم اتيت الى موسى فامرني بالرجوع فرجعت فخفف عني عشرا ثم ردت الى خمس صلوة قال فارجع الى ربک فاساله التخفيف فانه فرض على بني اسرائيل صلوتين فما قاموا بها فرجعت الى ربي عزوجل فسالته التخفيف فقال اني يوم خلقت السموات والارض فرضت عليک و على أمتک خمسين صلوة فخمس بخمسين فقم بها انت و أمتک فعرفت انها من الله عزوجل صري فرجعت الى موسى عليه السلام فقال ارجع فعرفت انها من الله صرى بقول حتم فلم ارجع —
(نسائي صفحات ٥٣ و ٥٤) —

عليه السلام تھے — پھر پانچویں آسمان پر لیگیا — اس میں ادریس عليه السلام تھے — پھر چھٹے آسمان پر لے گیا — اس میں موسى عليه السلام دکھائي دیئے — پھر ساتویں آسمان پر لے گیا میں نے اس میں ابراهیم عليه السلام کو دیکھا — پھر مجھه کو ساتوں آسمانوں سے اُدھر لے گیا پھر هم سدرة المنتهى پر پہنچے — مجھپر ایک کهرسي چھا گئي میں سجدے میں گرا آواز آئي که میں نے جس روز آسمان زمین کو پیدا کیا تجھه پر اور تیري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں — اب تو اور تیري اُمت اس کو قایم کریں — میں وهاں سے ابراهیم عليه السلام کے پاس لوٹ کر آیا — اُنهوں نے کوئي سوال مجھه سے نهیں کیا — پھر میں موسى عليه السلام کے پاس آیا پوچھا کتني نمازیں آپ پر اور آپ کي اُمت پر فرض هوئیں — میں نے کہا پچاس کہا نه آپ اس کو ادا کرسکینگے نه آپ کي اُمت — خدا کے پاس پھر جائیئے اور کمي کي درخواست کیجیئے — میں پھر خدا کے پاس گیا — تو دس نمازیں معاف کردیں پھر میں موسى عليه السلام کے پاس آیا تو مجھکو پھر جانے کو کہا — میں پھر گیا تو خدا نے دس اور معاف کردیں — پھر پانچ نماز کا حکم لیکر آیا تو موسىٰ عليه السلام نے پھر کہا که خدا کے پاس پھر جائیئے — اور کمي کي درخواست کیجیئے — خدا نے بني اسرائیل پر دو نمازیں فرض کي تھیں — ان کو بھي ادا نکرسکے — میں پھر خدا کے پاس گیا اور کمي کي درخواست کي — خدا نے فرمایا که میں نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیئے اُسي روز تجھه پر اور تیري اُمت پر پچاس نماز فرض کردي تھیں — اور یهه پانچ نمازیں پچاس کي برابر هیں — تو اور تیري اُمت ان نمازوں کو ادا کریں — اب میں نے جان لیا که یهه خدا کي طرف سے قطعي حکم هے — پھر میں موسى عليه السلام کے پاس آیا — موسى عليه السلام نے کہا پھر جائیئے — میں نے سمجھا که یهه خدا کا حکم قطعي هوچکا اس لیئے میں پھر نهیں گیا ٭

سخت لڑنے والوں کو

خبر دي همکو احمد بن سليمان نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے يحيى بن

اخبرنا احمد بن سليمان حدثنا يحيى بن آدم حدثنا مالک بن مغول عن الزبير بن عدي بن طلحة بن مصرف عن مرة عن عبدالله قال لما اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى به الى سدرة المنتهى و هي في السماء السادسة و اليها ينتهي ما عرج به من تحتها و اليها ينتهي ما هبط به من فوقها حتى يقبض منها قال اذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب فاعطى ثلثا الصلواة الخمس و خواتم سورة البقر و يغفر لمن مات من امته لا يشرک بالله شيئا المقحمات —

(نسائي صفحه ۵۴) —

آدم نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے مالک بن مغول نے اُس نے زبير بن عدي بن طلحه بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے عبدالله سے کہا اُنهوں نے که جب رسول خدا معراج کو گئے سدرة المنتهى تک پهنچے اور وہ چهٹے آسمان پر هی — اور جو کچهہ اُس کے نيچے سے اُوپر کو جاتا هی اور جو کچهہ اُس کے اُوپر سے نيچے کو آتا هی وهيں آکر رکتا هی — اس آيت کي تفسير ميں که جب چها جائے اُس پر جو چها جائے — راوي نے کہا که اس سے مراد هيں سونے کے پتنگے — پهر آنحضرت صلعم کو تين چيزيں دي گئيں — پانچ نمازيں اور سورہ بقر کي اخير آيتيں اور اُن کي اُمت ميں سے جو شخص خدا کے ساتهہ شرک نکرے اس کے کبيرہ گناہ معاف کريگا *

خبر دي همکو سليمان بن داؤد نے ابن وهب سے کہا اُس نے خبر دي مجهکو عمرو بن

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث ان عبد ربه بن سعيد اخبره ان البناني حدثه عن انس بن مالک ان الصلوات فرضت بمكة و ان ملكين اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهبا به الى زمزم فشقا بطنه و اخرجا حشوه في طست من ذهب فغسلاه بماء زمزم ثم كبسا جوفه حكمة و علما —

(نسائي صفحه ۵۴) —

حارث نے که عبد ربه بن سعيد نے خبر دي اُس کو که بناني نے حديث بيان کي اُس نے انس بن مالک سے که نماز مکه ميں فرض هوئي اور دو فرشتے رسول الله کے پاس آئے اور ان کو زمزم کے پاس لے گئے — دونوں نے اُن کا پيٹ چيرا اور اندر کي چيز (دل) سونے کے لگن ميں نکالي — اور آب زمزم سے اُسکو دهويا پهر علم و حکمت اُس کے اندر بهر ديا *

حديث ابن ماجه

حديث بيان کي هم سے حرمله بن يحيى مصري نے کہا اُس نے حديث بيان کي

فجاسوا خلل الدیار

هم سے عبداللہ بن وهب نے کہا اُس نے خبر دي مجھکو یونس بن یزید نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُنہوں نے کہ رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے میري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں اُلٹا پھر کر موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا تو موسی علیہ‌السلام نے پوچھا خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا خدا کے پاس پھر جائیے آپ کي اُمت اس کي طاقت نہیں رکھتي میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ معاف کردیا — پھر میں موسی کے پاس آیا اور ان کو خبر دي کہا پھر خدا کے پاس جائیے — آپ کي اُمت میں اس کے ادا کرنے کي طاقت نہیں ھی میں نے پھر خدا سے کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ھیں اور یہي پچاس ھیں — میرا قول نہیں بدلتا — پھر میں موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا — موسی علیہ‌السلام نے کہا پھر خدا کے پاس جائیے — میں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي ھی *

حدثنا حرملة بن یحیی المصري حدثنا عبداللہ بن وهب اخبرني یونس بن یزید عن ابن شہاب عن انس بن مالک قال قال رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم فرض‌اللہ علی اُمتي خمسین صلوۃ فرجعت بذلک حتی آتی علی موسی فقال موسی ما ذا افترض ربک علی اُمتک قلت فرض علي خمسین صلوۃ قال فارجع الی ربک فان اُمتک لا تطیق ذلک فراجعت ربي فوضع عني شطرها فرجعت الی موسی فاخبرتہ فقال ارجع الی ربک فان اُمتک لا تطیق ذلک فراجعت ربي فقال ھي خمس و ھي خمسون لا یبدل القول لدي فرجعت الی موسی فقال راجع الی ربک فقلت قد استحییت من ربي —

(ابن ماجہ صفحہ ٢٣٤) —

اختلافات جو ان حدیثوں میں ھیں

ان حدیثوں کے طرز بیان میں اور واقعات جو اُن میں بیان ھوئے ھیں اور اُن کے الفاظ و عبارت میں ایسا اختلاف ھی جو اسبات کے یقین کرنے کے لیئے کافي دلیل ھی کہ وہ الفاظ وہ نہیں ھیں جو رسول خدا صلی‌اللہ علیہ نے اپني زبان مبارک سے فرمائے ھونگے یہہ بات مسلم ھی کہ حدیثیں بلفظہ یعني اُنھي الفاظ سے جو رسول خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے بیان نہیں ھوتي تھیں بلکہ روایت بالمعني کا عام رواج تھا یعني راوي حدیث کے مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا تھا اور یہي وجہ ھی کہ ایک مطلب کي حدیثوں کو متعدد راویوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ھی اور اسلیئے سمجھا جاتا ھی

پھر وہ گھس پڑینگے اندر گھرونکے

کہ ان حدیثوں کے جو الفاظ ھیں وہ اخیر راوي کے الفاظ ھیں جس کي روایت حدیثوں کي کتابوں میں لکھي گئي ھی *

علاوہ اس کے ان حدیثوں کے مضامین بھي نہایت مختلف ھیں اور راویوں نے اپني یاد اور اپني سمجھہ کے موافق اُن کو بیان کیا ھی اُن سے یہہ بات ثابت نہیں ھوتي کہ درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان کیا تھا اور زباني نقل در نقل ھوتے ھوتے اخیر راوي تک کسقدر پہونچي اور کیا کمي یا زیادتي اُن میں ھوگئي اور مطلب بھي اُن میں وھي باقي رھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یا اُس میں بھي کچھہ تغئیر و تبدیل ھوگئي ھی *

اب ھم الفاظ کے اختلافات سے قطع نظر کرتے ھیں اس خیال سے کہ راویوں کے سبب وہ مختلف ھوگئے ھیں اور صرف اختلافات مضامین کو دکھلاتے ھیں جو مذکورہ بالا حدیثوں میں پائے جاتے ھیں *

۱ — اسپات میں اختلاف ھی کہ جب معراج شروع ھوئي تو آپ کہاں تھے

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیثوں میں ھی کہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں تھے کہ آپ کے گھر کي چھت پھٹ گئي *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعہ کي حدیث میں ھی کہ آپ خانہ کعبہ کے پاس تھے *

بخاري میں انھي کي دوسري حدیث میں ھی کہ آپ حطیم میں تھے یا حجر میں تھے *

بخاري اور مسلم میں انس میں ابن مالک کي حدیث میں ھی کہ مسجد کعبہ میں سے آپ کو معراج ھوئي *

جسقدر حدیثیں ان کے سوا ھیں اُن میں سے کسي میں اسپات کا ذکر نہیں کہ جب معراج شروع ھوئي تو آپ کہاں تھے *

۲ — جبریل تنہا آئے تھے یا اور بھي اُن کے ساتھہ تھے

بخاري میں مالک ابن صعصعہ اور بخاري و مسلم میں ابوذر کي حدیث ھی کہ تنہا جبریل آنحضرت پاس آئے تھے *

وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ﴿۵﴾

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که دو فرشتے آنحضرت پاس آئے تھے *

بخاري میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی جس کے یہه لفظ هیں " فذکر رجلا بین الرجلین " *

اور مسلم اور نسائي میں هی " احد الثلاثة بین الرجلین " یعني تین کا ایک جو دو کے درمیان میں هی *

فتح الباري اس سے مراد لیتا هی که آنحضرت حمزہ و جعفر کے بیچ میں سوتے تھے جس سے مراد یہه هی که آنحضرت نے فرمایا که میں دو آدمیوں یعني حمزہ و جعفر کے بیچ میں سوتا تھا *

مگر کواکب الدراري اور خیرالجاري میں جو بخاري کي شرحیں هیں لکھا هی " اے ذکرالنبي صلی الله علیه وسلم ثلاث رجال و هم الملائکة تصوروا بصورة الانس " یعني آنحضرت نے تین آدمیوں کا ذکر کیا جو فرشتے تھے که آدمیوں کي شکل بنکر آئے تھے پس اس روایت سے تین فرشتوں کا آنا معلوم هوتا هی *

بخاري اور مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث میں هی که آنحضرت پاس تین فرشتے آئے *

۳ — اُسوقت آپ سوتے تھے اور اخیر تک سوتے رهے یا جاگتے تھے

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث میں هی — بین النایم والیقظان یعني آنحضرت نے فرمایا که میں کچھه سوتا اور کچھه جاگتا تھا *

بخاري میں انهي کي دوسري حدیث میں هی " مضطجعا " یعني آنحضرت نے فرمایا که میں کروٹ پر لیٹا یا سوتا تھا *

بخاري میں انس ابن مالک کی حدیث هی که " وهو نائم " یعني آنحضرت سوتے تھے اور اس کے بعد هی " فیما یري قلبه و تنام عینه ولا ینام قلبه یعني فرشتے آپ کے پاس آئے ایسي حالت میں که آپ کا دل دیکھتا تھا اور آنکھیں سوتي تھیں اور دل نہیں سوتا تھا — اُس حدیث کے اخیر میں هی فاستیقظ و هو في المسجدالحرام " یعني تمام قصه معراج بیان کرکے انس ابن مالک نے کہا که پھر آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے *

اور هی وعدہ خدا کا مقدر کیا گیا ۵

اور مسلم میں انس ابن مالک کي حديث میں هی و هو نائم فی المسجد الحرام يعني آنحضرت سوتے تهے مسجد حرام میں *

ان حديثوں کے سوا کسي حديث میں اس بات کا بيان هي نهيں هی که اُسوقت آنحضرت جاگتے تهے يا سوتے تهے *

۴ — شق صدر اور اُس کے اختلافات

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حديث هی که آنحضرت نے فرمايا که جبريل نے ميرا سينه چيرا اور زمزم کے پاني سے دهويا *

بخاري میں مالک ابن صعصعه کي حديث هی که آنحضرت نے فرمايا که حلقوم سے پيٹ کي نرم جگهه تک چيرا گيا — اور پيٹ زمزم کے پاني سے دهويا گيا *

اور بخاري اور مسلم اور نسائي میں انهيں کي حديث هی که گلے کے گڑهے سے پيڑو تک چيرا گيا — پهر ميرا دل نکالا اور زمزم کے پاني سے دهويا *

بخاري میں انس بن مالک کي حديث هی که تين فرشته جو آئے تهے اُن میں سے جبريل نے سينه کو ايک سرے سے دوسرے سرے تک چير ڈالا اور جبريل نے اپنے هاتهه سے زمزم کے پاني سے دهويا *

نسائي میں انس ابن مالک کي حديث هی که دو فرشتے آئے اور آنحضرت کو چاه زمزم کے پاس لے گئے اور دونوں نے آنحضرت کے پيٹ کو چيرا اور دونوں نے ملکر زمزم کے پاني سے دهويا *

ان حديثوں کے سوا جو اور حديثيں هيں اُن میں شق صدر کا کچهه ذکر نهيں *

۵ — براق کا ذکر کن حديثوں میں هی اور کن میں نهيں

بخاري اور مسلم میں مالک ابن صعصعه کي حديث هی که ايک چرپايه ميرے پاس لايا گيا سفيد رنگ کا گدهے سے بڑا اور خچر سے چهوٹا جسکو براق کهتے هيں *

مسلم میں انس ابن مالک کي حديث هی که ميرے پاس براق لايا گيا اور وه ايک چرپايه هی سفيد رنگ کا گدهے سے بڑا اور خچر سے چهوٹا *

ترمذي میں انس ابن مالک کي حديث هی که رسول خدا کے پاس معراج کي شب براق زين اور لگام سے آراسته لايا گيا *

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

نسائي ميں مالک ابن صعصعہ كي حديث هى أس ميں براق كا نام نهيں هى صرف يهہ هى كہ ايک چوپايہ ميرے پاس لايا گيا جو خچر سے چهوٹا اور گدهے سے بڑا تها *

نسائي ميں انس ابن مالک كي حديث هى أس ميں بهي براق كا نام نهيں هى صرف يهہ هى كہ ايک چوپايہ ميرے پاس لايا گيا *

ان حديثوں كے سوا اور كسي حديث ميں براق كے لئے جانے كا ذكر نهيں هى *

٦ — آپ براق پر سوار هوكر گئے يا كسي طرح

بخاري اور مسلم ميں ابوذر اور انس ابن مالک كي حديث هى كہ آنحضرت نے فرمايا كہ جبريل ميرا هاتهہ پكڑ كر آسمانوں پر لے گئے — اور انس ابن مالک كي حديث هى كہ مجهكو آسمانوں پرلے گئے (واضح هو كہ ان حديثوں ميں براق كا كچهہ ذكر نهيں هى) *

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعہ كي حديث هى جس سے پايا جاتا هى كہ براق پر سوار هوكر جبريل كے ساتهہ گئے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالک كي حديث هى كہ آنحضرت نے فرمايا كہ ميں براق پر سوار هوا اور بيت المقدس تک پهونچا *

ترمذي ميں انس ابن مالک كي حديث هى كہ سوار هوتے وقت براق نے شوخي كي اور جبريل نے أس سے كہا كہ تو محمد كے ساتهہ اس طرح شوخي كرتا هى — كوئي تجهہ پر سوار نهيں هوا جو مقبول هو خدا كے نزديک ان سے زيادہ — راوي نے كہا كہ براق ندامت سے پسينہ پسينہ هوگيا *

اور سب سے زيادہ عجيب روايت وہ هى كہ جو بزار نے اور سعيد ابن منصور نے ابو عمران جوني سے اور أس نے انس سے مرفوعاً بيان كي هى — كہ پيغمبر خدا نے فرمايا كہ ميں بيٹها تها كہ جبريل آئے اور ميرے دونوں كندهوں كے بيچ ميں هاتهہ مارا — پهر هم دونوں ايک درخت كے پاس گئے جس ميں پرندوں كے گهونسلے ركهے تهے — ايک ميں جبريل اور ايک ميں ميں بيٹهہ گيا — پهر وہ گهونسلے بلند هوئے — يہاں تک كہ زمين اور آسمان كو گهير ليا *

٧ — بيت المقدس ميں براق كے باندهنے كا اختلاف

مسلم ميں انس ابن مالک كي حديث هى كہ آنحضرت نے فرمايا كہ ميں نے براق

پھر هم پھیرینگے غلبه کو تمهارے لیئے اُن پر

کو اُس کنڈے سے باندہ دیا جس سے سب پیغمبر باندھتے تھے *

ترمذي میں بریدہ کي حدیث هی که جبریل نے انگلي کے اشارہ سے ایک پتھر کو شق کیا اور اُس سے براق کو باندہ دیا *

٨ — بیت‌المقدس پہونچنے سے پہلے کہاں کہاں تشریف لے گئے اور کیا کیا کیا

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا که میں سوار هوکر جبریل کے ساتھہ چلا اور طیبه میں اُترا اور نماز پڑھي جہاں که هجرت هوگي پھر طور سینا پر اُترا اور نماز پڑھي جہاں الله نے موسی سے کلام کیا تھا — پھر بیت لحم میں اُترا اور نماز پڑھي جہاں حضرت عیسی علیه‌السلام پیدا هوئے تھے — پھر میں بیت‌المقدس میں پہونچا جہاں تمام انبیا جمع تھے اور میں نے امام بنکر سب کو نماز پڑھائي *

اس واقعه کا سوائے اس حدیث کے کسي اور حدیث میں ذکر نہیں هی *

٩ — اختلافات مقامات انبیا آسمانوں پر جن سے ملاقات هوئي

ادریس

بخاري میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس دوسرے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که ادریس چوتھے آسمان پر ملے *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس چوتھے آسمان پر ملے *

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس پانچویں آسمان پر ملے *

هارون

بخاري اور نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که هارون چوتھے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که هارون پانچویں آسمان پر ملے *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که هارون پانچویں آسمان پر ملے *

وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ

موسى

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى كه موسى چهٹے اسمان پر ملے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه موسى چهٹے آسمان پر ملے *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه موسى ساتويں آسمان پر ملے *

ابراهيم

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى كه ابراهيم چهٹے آسمان پر ملے *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ابراهيم چهٹے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى كه ابراهيم ساتويں آسمان پر ملے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ابراهيم ساتويں آسمان پر ملے *

حلية موسى

بخاري ميں ابو هريرة كي اور مسلم ميں جابر كي اور ابو هريرة كي ترمذي ميں ابو هريرة كي حديث هى جن ميں حضرت موسى كا دبلايا چهريرة هونا بيان هوا هى *

بخاري ميں عبدالله ابن عمر كي حديث هى جس ميں موسى كا موٹا هونا بيان هوا هى *

بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس كي حديث هى جس ميں بيان هوا هى كه حضرت موسى كے گهونگر يالے بال تهے *

بخاري ميں ابو هريرة كي اور عبدالله ابن عمر كي اور مسلم اور ترمذي ميں ابو هريرة كي حديث هى جس ميں حضرت موسى كے سودهے لمبے بال بيان هوئے هيں *

حلية عيسى

بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس كي حديث هى جس ميں حضرت عيسى كے لمبے بال هونے معلوم هوتے هيں *

اور هم تمهاري مدد کرينگے مال سے اور بيٹوں سے

بخاري ميں عبدالله ابن عمر کي اور بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس کي حديث هی جس سے معلوم هوتا هی که حضرت عيسی کے گهونگريالے بال تهے *

ذريات آدم و بکاء آدم

بخاري اور مسلم ميں ابوذر کي حديث هی که پهلے آسمان پر آدم سے آنحضرت صلعم ملے — اور آدم کے دائيں اور بائيں اُن کي ذريات تهي - دائيں طرف والوں کو ديکهکر هنستے تهے که وہ جنتي هيں اور بائيں طرف والوں کو ديکهکر روتے تهے که وہ دوزخي هيں *

باقي حديثوں ميں سے کسي حديث ميں اس واقعه کا ذکر نهيں هی *

بکاء موسی

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه کي حديث هی که جب آنحضرت حضرت موسی سے ملکر آگے بڑهے تو حضرت موسی روئے که اے خدا يهه لڑکا جو ميرے بعد مبعوث هوا اس کي اُمت کے لوگ ميري اُمت کے لوگوں سے زيادہ جنت ميں جائينگے *

باقي حديثوں ميں سے کسي حديث ميں اس واقعه کا ذکر نهيں هی *

۱۰ — تخفيف نمازوں ميں

بخاري اور مسلم ميں ابوذر کي حديث هی اور نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هی که آنحضرت موسی اور خدا کے پاس تخفيف نماز کے ليئے جتني دفعه آئے گئے هر مرتبه ايک حصه نمازوں کا معاف هوا - تعداد کچهه نهيں بيان کي *

بخاري اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه اور انس ابن مالک کي حديثيں هيں جن سے معلوم هوتا هی که هر دفعه کے جانے ميں دس دس نمازيں معاف هوئيں اور آخر کو پانچ رہ گئيں *

مسلم ميں انس ابن مالک کي حديث هی جس سے معلوم هوتا هی که هر دفعه ميں پانچ پانچ نمازيں معاف هوئيں *

بخاري اور نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هی که پانچ نمازيں مقرر هونے کے بعد بهي موسی عليه‌السلام کے کهنے سے آنحضرت خدا کے پاس معافي کے لوئے گئے مگر

وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿٦﴾

قبول نہوئي — اور اَوْر حديثوں ميں هى كه پانچ نمازوں كے مقرر هونے كے بعد آنحضرت نے موسى عليه‌السلام سے كہا كه اب تو مجهكو خدا كے پاس جانے ميں شرم آتي هى *

متعدد حديثوں سے معلوم هوتا هى كه سدرةالمنتهى پر پهونچنے سے پہلے نماز فرض هوئي تهي — اور بعض ميں مذكور هى كه سدرةالمنتهى پر پهونچنے كے بعد نماز فرض هوئي *

۱۱ — اختلافات نسبت سدرةالمنتهى و بيت‌المعمور

مسلم اور ترمذي اور نسائي ميں عبدالله ابن مسعود سے حديث هى كه سدرةالمنتهى چهٹے آسمان پر هى *

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى كه سدرةالمنتهى سب آسمانوں كے بعد هى اور سدرةالمنتهى پر پهنچنے سے پہلے نماز فرض هوئي *

بخاري اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي اور مسلم ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه بيت‌المعمور سب آسمانوں كے بعد هى اور اُس كے بعد سدرةالمنتهى هى اور نماز سدرةالمنتهى پر پهنچنے كے بعد فرض هوئي *

بخاري اور مسلم ميں مالك ابن صعصعه كي دوسري حديث هى كه ساتوں آسمانوں سے گذر كر سدرة المنتهى پر پهونچے اور اُس كے بعد بيت المعمور ميں اور اُس كے بعد نماز فرض هوئي *

بخاري اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ساتوں آسمانوں كے بعد سدرةالمنتهى پر پهنچے اور اُس كے بعد نماز فرض هوئي *

۱۲ — الوان سدرةالمنتهى اور آنحضرت صلعم كا سجده كرنا

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى جس ميں بيان هى كه ميں سدرةالمنتهى كے پاس پهونچا اور اُس پر ايسے رنگ چهائے هوئے تهے جنكي حقيقت كو ميں نهيں جانتا *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه پهر وه يعني آنحضرت ساتويں آسمان سے اوپر گئے جس كا علم سوائے خدا كے كسي كو نهيں يهاں تك كه سدرةالمنتهى كے پاس پهونچے اور خداے تعالى اُن سے نزديك هوا پهر اور بهي نزديك هوا يهاں تك كه دو كمانوں كا يا اس سے بهي كم فاصله رهگيا پهر خدا نے اُن كو وحي بهيجي اور پچاس نمازيں مقرر كيں *

اور هم تم کو کرینگے بڑا گروہ ٦

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا سدرةالمنتهی کي
نسبت که جب اُس پر حکم الهي سے چهاگیا جو چهانا تها تو اُس کي حالت بدل گئي
کسي انسان کي طاقت نهیں هی که اُس کے حسن کي تعریف کرسکے *

مسلم اور ترمذي اور نسائي میں عبدالله ابن مسعود کي حدیث هی اُس میں قرآن
مجید کي اس آیت کي اذ یغشي السدرة ما یغشي تفسیر میں یهه لکها هی که اس سے مطلب
هی سونے کے پروانوں سے یعني سونے کے پروانے (یعني پتنگے) درخت پر چهائے هوئے تهے *

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا که پهر هم ساتوں
آسمانوں کے بعد سدرةالمنتهی کے پاس پهنچے پهر مجهه پر کهر سي چها گئي پهر میں
سجده کے لیئے جهکا یعني سجده کیا *

١٣ — سدرةالمنتهی کي نهریں

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی اُس میں لکها
هی که سدرة المنتهی کي جڑ میں سے چار نهریں نکلتي هیں دو پوشیده اور دو ظاهر —
دونوں پوشیده نهریں جنت میں بهتي هیں اور دو ظاهر نهریں نیل اور فرات هیں *

بخاري میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آسمان دنیا یعني آسمان اول پر دو
نهریں بهتي هوئي دیکهیں — آنحضرت نے جبریل سے دریافت کیا که یهه کیا نهریں هیں
جبریل نے کها یهه نیل و فرات کي اصل هیں *

اور کسي حدیث میں سوا ان حدیثوں کے نهروں کا ذکر نهیں هی *

١٤ — شراب اور دوده

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا که جب میں
بیت المقدس کي مسجد سے نماز پڑهکر نکلا تو جبریل نے دو پیالے پیش کیئے ایک شراب
کا اور ایک دوده کا *

مسلم میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که بیت المعمور میں شراب اور دوده کے
دو پیالے پیش کیئے گئے *

بخاري میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که بیت المعمور میں تین پیالے پیش
کیئے گئے ایک دوده کا ایک شراب کا اور ایک شهد کا *

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

۱۵ — جنت میں داخل هونا

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیث هی که آنحضرت صلعم سدرۃ المنتهی کے بعد جنت میں داخل هوئے *

اور کسي حدیث میں جنت میں جانے کا ذکر نهیں هی *

۱۶ — کوثر

بخاري میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے آسمان اول پر ایک اور نهر دیکهي جسپر موتي اور زبرجد کے محل تهے جبریل نے بتایا که یهه نهر کوثر هی *

اور کسي حدیث میں کوثر کا ذکر نهیں هی *

۱۷ — سماعت صریف الاقلام

۱ — بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا که میں ایسے مقام پر پهونچا جهاں سے قلموں کے چلنے کي آواز آتي تهي *

اور کسي حدیث میں یهه مضمون نهیں هی *

۱۸ — آسمانوں پر جانا بذریعه معراج کے

اختلاف اقوال علما نسبت اسری اور معراج کے جهاں هم نے بیان کیئے هیں اس میں ابو سعید خدري کي حدیث کے یهه الفاظ نقل کیئے هیں *

وفي حدیث ابي سعید الخدري عند ابن اسحق فلما فرغت مما کان في بیت المقدس اتی بالمعراج — یعني جو کچهه که بیت المقدس میں هونا تها جب وہ هوچکا تو لائي گئي معراج — معراج کا ترجمه هم نے سیڑهي کیا هی جس کے ذریعه سے بلندي پر چڑهتے هیں *

معراج کے معني سیڑهي کے لینے میں یهه سند هی که فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱٦۰ میں علامه ابن حجر نے لکها هی یعني اس روایت کے سوا اور روایتوں سے معلوم هوتا هی که آنحضرت کا آسمانوں پر جانا براق پر نه تها بلکه معراج پر گئے تهے جس سے مراد سیڑهي هی — چنانچه ابن اسحق کے نزدیک

فاما العروج ففي غیر هذه الروایت من الاخبار انه لم یکن علی البراق بل رقي المعراج وهو السلم کما وقع مصرحا به في حدیث ابي سعید عند ابن اسحق والبیهقي في الدلایل ولفظه فاذا انا بدابة کالبغل مضطرب

اگر تم بھلائي كروگے تو بھلائي كروگے تم اپني جان كے ليئے

الاذنين يقال له البراق وكانت الانبياء تركبه
قبلي فركبته فذكر الحديث قال ثم دخلت
انا و جبريل بيت المقدس فصليت ثم اتيت
بالمعراج وفي رواية ابن اسحٰق سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما
فرغت مما كان في بيت المقدس اتي بالمعراج
فلم ارقط شئيا كان احسن منه وهوالذي يمد
اليه الميت عينيه اذا حضر فاصعدني صاحبي
فيه حتى انتهى بي الى باب من ابواب
السماء الحديث وفي رواية كعب فوضعت
له مرقاة من فضة و مرقاة من ذهب حتى
عرج هو وجبريل وفي رواية لابي سعيد
في شرف المصطفى انه اتي بالمعراج من
جنة الفردوس و انه منضد باللولو و عن
يمينه ملايكة و عن يساره ملايكة (فتح الباري
جلد هفتم صفحه ۱۶۰) —

ابو سعيد كي حديث ميں اور بيهقي كي كتاب
الدلايل ميں صاف طور پر اسكي تصريح
هي — حديث كے لفظ يهه هيں كه يكايك
ايك چوپايه خچر كي مانند پتلے كانوں والا
لايا گيا جسكو براق كهتے هيں — مجهسے پهلے
پيغمبر اُسپر سوار هوتے تهے — ميں اُسپر سوار
هوا — پهر حديث ميں بيان كيا هي كه
آنحضرت نے فرمايا كه جب ميں اور جبريل
دونوں بيت المقدس ميں داخل هوئے — ميں
نے نماز پڑهي — پهر ميرے پاس معراج يعني
ايك سيڑهي لائي گئي اور ابن اسحٰق كي
روايت ميں هي كه ميں نے رسول الله صلى الله
عليه وسلم سے سناكه فرماتے تهے كه بيت المقدس
ميں جو كچهه هونا تها ميں اُس سے جب
فارغ هوا تو معراج يعني سيڑهي لائي گئي جس سے زياده خوبصورت چيز ميں نے كبهي
نهيں ديكهي اور وه ايسي خوشنما تهي كه مرنے والا عين جانكني كے وقت اُسكے ديكهنے
كے ليئے آنكهيں كهولدے — پهر ميرے ساتهي يعني جبريل نے مجهكو سيڑهي پر چڑهايا
يهانتك كه آسمان كے ايك دروازه كے پاس لے پهونچا اور كعب كي روايت ميں هي كه
ايك سيڑهي چاندي كي اور ايك سونے كي ركهي گئي يهانتك كه آنحضرت اور جبريل
اُسپر چڑهے اور شرف المصطفى ميں ابو سعيد كي روايت ميں هي كه بهشت سے ايك
سيڑهي لائي گئي جس ميں موتي جڑے هوئے تهے اُسكے دائيں طرف بهي فرشتے اور بائيں
طرف بهي فرشتے تهے *

اگر ان روايتوں پر كچهه اعتبار هوسكے تو آنحضرت صلى الله عليه وسلم كي معراج
مثل حضرت يعقوب كي معراج كے هوجاتي هي جسكا ذكر توريت ميں هي *

توريت ميں لكها هي كه " پس يعقوب از بيرشبع بيرون آمد و بحاران روانه شد —
وبجائے رسيد كه درآنجا بيتوتت نمود زيرا كه آفتاب فرو رفت و از سنگ هاے آن مكان گرفته

وَ إِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا

بجهت بالیں گذاشته و همان جا خوابید — پس بخواب دید که اینک نردبانے بزمین برپا گشته سرش بآسمان میخورد واینک فرشتگان خدا ازان بالا وزیر میرفتند — واینک خدا وند بران ایستاده گفت من خداوند خداے پدرت ابراهیم وهم خداے اسحاقم این زمینے که بران میخوابي بتوو بذریت تو میدهم — وذریت تو مانند خاک زمین گردیده بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواهند شد وهم از تو واز ذریه ات تمامي قبایل زمین متبرک خواهند شد — واینک من باتوام و هر جائیکه میروي ترا نگاه داشته بایں زمین باز پس خواهم آورد وتا بوقتی که انچه بتوگفته ام بجاے آورم ترا وانخواهم گذاشت — و یعقوب از خواب خود بیدار شده گفت بدرستي که خداوند درین مکان ست ومن ندانستم — پس ترسیده گفت که این مکان چه ترسناک است این نیست مگر خانه خدا واین است دروازه آسمان — (کتاب پیدایش باب ۲۸ ورس ۱۰ لغایت ۱۷) *

اختلافات احادیث کا نتیجه

ان واقعات کا جن کا حدیثوں میں بیان هی بلکه ان سے بهي زیادہ تر عجیب باتوں کا خواب میں دیکهنا ناممکن نہیں هی مگر همنے اُن کے اختلافات اس لیئے دکهائے هیں تاکه معلوم هو که بسبب اُن اختلافات کے یقین نہیں هوسکتا که درحقیقت کیا حالات آنحضرت نے دیکهے تهے — اور کیا واقعات خواب میں گذرے تهے اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے کیا فرمایا تها — اور راوي کیا سمجها اور کسقدر تغیر الفاظ میں - طرز بیان میں - واقعات میں اور معاني الفاظ میں هوگیا — اور کس راوي نے اپني سمجهه کے مطابق کون کون سي باتیں اُن میں زیادہ کردیں اور کون سي کم — کیونکه اُن حدیثوں سے معلوم هوتا هی که بہت جگهه راویوں کے قول اُن حدیثوں میں شامل هیں — پس جسقدر قرآن مجید میں مذکور هی که " لنریه من آیاتنا انه هوالسمیع البصیر" اسقدر تو تسلیم هی که خدانے اُس خواب میں اپني کچهه نشانیاں آنحضرت کو دکهلائیں مگر یهه ثابت نہیں هوتا که کیا نشانیاں دکهلائیں اور اگر هم آیات سے احکام مراد لیں جیسا که قرآن مجید کے بہت سے مقاموں میں آیات سے احکام مراد هیں اور " لنریه " سے ارائت قلبي یعني کسي بات پر دلي اور کامل یقین هوجانا سمجهیں تو آیت کے یهه معني هوتے هین — تاکه هم اُسکو یقین کرادیں اپنے بعض حکموں پر — اور یهه الفاظ جو حدیثوں میں آئے هیں " فاوحی الی ما اوحی " اور " فرضت علی اُمتي خمسون صلوۃ" اسي پر دلالت کرتے هیں که آیات سے احکام مراد هیں *

اور اگر تم برائي کروگے تو اُسي کے ليئے

هم اوپر بيان کرچکے هيں که اِسباب ميں که معراج جاگتے ميں اور بجسدہ هوئي تهي يا سوتے ميں بروحه بطور خواب کے — علماے متقدمين کے تين مذهب هيں مگر شاہ ولي الله صاحب نے ايک چوتها مذهب اختيار کيا تها که جاگتے ميں اور بجسدہ هوئي مگر بجسد برزخي بين المثال والشهادة — چوتهے مذهب کو هم چهوڑ ديتے هيں کيونکه يهه تو اُنهي کي راے يا مکاشفه هی جس کا پته نه کسي روايت ميں هی نه اقوال علما ميں سے کسي قول ميں — بلکه حقيقت يهه معلوم هوتي هی که شاہ ولي الله صاحب کو بهي معراج بالجسد هونے پر يقين نهيں هی — صاف صاف نهيں کهتے اور بجسد برزخي معراج کا هونا بيان کرتے هيں — جس کا صريح مطلب يهه هی که جسد اصلي موجودہ کے ساتهه معراج نهيں هوئي — اور اس ليئے اُن کا مذهب بهي انهي لوگوں کے ساتهه شامل هوجاتا هی جو کهتے هيں که بجسدہ معراج نهيں هوئي ＊

شاہ ولي الله صاحب کے مذهب کو چهوڑکر تين مذهب باقي رهجاتے هيں — يعني معراج کا ابتدا سے انتها تک بجسدہ اور حالت بيداري ميں هونا — يا مکه سے بيت المقدس تک بجسدہ اور حالت بيداري ميں هونا اور اسکے بعد بيت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتهی تک هونا بروحه يا معراج کا جس ميں اِسرا بهي داخل هی ابتدا سے انتها تک بروحه اور سونے کي حالت ميں يعني خواب ميں هونا — هم پهلي دونوں صورتوں کو تسليم نهيں کرتے ليکن هر ايک صورت کو معه اُسکے دلائل کے بيان کرتے هيں ＊

صورت اول يعني معراج بجسدہ ابتدا سے انتها تک بحالت بيداري

اس ميں کچهه شک نهيں که بهت بڑا گروہ علما کا اسبات کا قايل هی که معراج ابتدا سے انتها تک حالت بيداري ميں اور بجسدہ هوئي تهي — مگر اس کے ثبوت کے ليئے اُن کے پاس ايسي ضعيف دليليں هيں جن سے امر مذکور ثابت نهيں هوسکتا ＊

پهلي دليل انکي يهه هی — خدا نے فرمايا هی " اسری بعبدہ " اور عبد جسم اور روح دونونکو شامل هی — اسليئے متعين هوا که معراج ميں آنحضرت کا جسم اور روح دونوں گئے تهے ＊

تفسير کبير ميں لکها هی — که عبد نام هی جسم اور روح دونوں کا — پس ضرور هوا که اسرا ميں جسم اور روح دونوں گئے هوں پهر اس پر بحث هی که انسان جسم کا يا روح کا يا مجموع کا نام هی ＊

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان يکون الاسراء حاصلاً لمجموع الجسد والروح (تفسير کبير جلد ۲ صفحه ۱۰۲) —

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

اور شفاے قاضي عیاض میں هی که معراج کا واقعه اگر خواب هوتا تو خدا فرماتا لو کان منامًا لقال بروح عبده ولم یقل بعبده اور بعبده نه کہتا مگر وہ اسطرح پر کلام عرب کي کوئي مثال نہیں بتاتے (شفاے قاضي عیاض صفحه ۸۶) - *

دوسری دلیل اُن کي یهه هی که سرے پر خدا نے فرمایا هی " سبحان الذي " اور سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا هی اگر اسرا اور معراج خواب میں هوتي تو کچهه تعجب کي بات نه تهي - اس سے ظاهر هی که معراج حالت بیداري میں اور بجسده هوئي - اور یهه عجیب واقعه تها اس لیئے خدا نے شروع میں فرمایا سبحان الذي " *

تیسري دلیل اُن کي یهه هی - که اُنہوں نے سورۂ والنجم کو بهي معراج سے متعلق

مازاغ البصر وماطغی ولوکان منامًا ماکانت فیه آیة ولا معجزة (شفاے قاضي عیاض صفحه ۸۶) -

سمجها هی - سورۂ نجم میں آیا هی نہیں اِدهر اُدهر پهري اُسکي نگاه اور نه مقصد سے آگے بڑهي - اور اگر معراج هوتي سوتے میں تو اُسمیں نه کوئي نشاني هوتي نه معجزه -

اور جب امر واقع کو بصر کیطرف منسوب کیا هی تو اُس سے ثابت هوتا هی که معراج رویت عیني تهي نه رویت قلبي *

چوتهي دلیل اُنکي یهه هی که حضرت عائشه نے سورۂ والنجم کي ایک آیت کي تفسیر میں اس بات سے انکار کیا هی که آنحضرت نے خدا کو آنکهوں سے دیکها هی اور اگر معراج خواب میں هوئي هوتي تو حضرت عائشه اس سے انکار نکرتیں شفاے قاضي

الذي یدل علیه صحیح قولها انه بجسده لانکارها ان تکون رویاه لربه رویا عین ولوکانت عندها منامًا لم تنکره - (شفاء قاضي عیاض صفحه ۸۹) -

عیاض میں لکها هی - هماري مراد اُس حدیث سے هی جس سے حضرت عائشه کا یهه صحیح قول معلوم هوتا هی که آنحضرت کا معراج جسماني تها - کیونکه اُنہوں نے اسبات کا انکار کیا هی که آنحضرت نے خدا کو آنکهوں سے دیکها - اگر واقعه معراج اُن کے نزدیک خواب هوتا تو هرگز اسبات کا انکار نه کرتیں *

مسروق کہتے هیں که میں حضرت عائشه کے پاس تکیه لگائے بیٹها تها - اُنہوں نے

عن مسروق قال کنت متکیا عند عائشة - فقالت یا ابا عائشة ثلاث من تکلم بواحدة

کہا اے ابو عائشه تین باتیں هیں جو شخص اُن میں سے ایک بهي زبان پر لاتا

پهر جب آويگا دوسرا وعدہ

منهن فقد اعظم على الله الفرية قلت ماهن
قالت من زعم ان محمدا صلى الله عليه وسلم
راي ربه فقد اعظم على الله الفرية قال وكنت
متكيا فجلست فقلت يا ام المومنين انظريني
ولا تعجلوني الم يقل الله تعالى " ولقد راه
بالافق المبين ولقد راه نزلة اخرى " فقالت
انا اول هذه الامة سال عن ذلك رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال انما هو جبريل
عليه السلام لم اره على صورته التي خلق
عليها غير هاتين المرتين رايته منهبطا من
السماء سادا عظم خلقه مابين السماء الى
الارض فقالت اولم تسمع ان الله عزوجل
يقول " لاتدركه الابصار وهو يدرك الابصار
وهواللطيف الخبير" اولم تسمع ان الله عزوجل
يقول "وماكان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا اومن
وراء حجاب اويرسل رسولا " الى قوله "علي
حكيم" (صحيح مسلم صفحه ۹۸) —

هی خدا پر بہت بڑا بہتان باندهتا هی —
میں نے کہا وہ باتیں کیا هیں - کہا جو شخص
گمان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے رب کو دیکھا وہ خدا پر بہت بڑا بہتان
باندهتا هی — مسروق کہتے هیں کہ میں تکیہ
لگائے بیٹھا تھا - یکایک سیدها هو بیٹھا اور
میں نے کہا اے ام المومنین مجھکو دم لینے دو
اور جلدي نہ کرو کیا اللہ تعالی نے نہیں
فرمایا هی کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکو یعني خدا کو افق مبین پر دیکھا
اور اُس نے دوبارہ اسکو یعني خدا کو دیکھا —
حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں اس اُمت
میں سب سے پہلي هوں جس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب
پوچھا - آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد
جبریل علیہ السلام هیں میں نے اُس صورت میں جسپر وہ پیدا هوئے هیں اُنکو دو دفعہ
کے سوا نہیں دیکھا — میں نے اُنکو آسمان سے اُترتے دیکھا کہ اُنہوں نے اپنے جثہ کي بڑائي
سے زمین اور آسمان کي درمیاني فضا کو بهردیا تھا - حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تونے نہیں
سنا خدا فرماتا هی کہ نہیں پاتیں اسکو نظریں اور وہ پاتا هی سب نظروں کو اور وهي
هی باریک دیکھنے والا خبردار اور کیا تونے نہیں سنا خدا فرماتا هی نہیں ممکن هی کسي
انسان کے لیئے یہہ کہ خدا اُس سے باتیں کرے مگر بطور وحي کے یا پردے کي اوٹ سے
یا کوئي رسول بهیجتا هی آخر آیت تک *

پانچویں — دلیل اُن کي یہہ هی کہ قریش نے آنحضرت کے بیت المقدس جانے اور
اُس کے دیکھنے سے انکار کیا — اگر وهاں تک جانا بطور خواب دیکھنے کے هوتا تو قریش کو
اُس سے انکار اور تنازع کرنے کا کوئي مقام نہ تھا — اس سے ثابت هوتا هی کہ معراج حالت
بیداري میں اور بجسدہ تهي — جس کے سبب سے قریش نے جهگڑا کیا فتح الباري شرح

لِيَسُوءُا وُجُوهَكُم

بخاري اور تيز بخاري ميں جو کچهہ اسکي نسبت لکها هی أسکو هم اسمقام لکهتے هيں *

فتح الباري ميں لکها هی — کہ بعض لوگوں کا مذهب يهہ هی کہ اسرا حالت بيداري ميں اور معراج سونيکي حالت ميں هوئي تهي يا اسبات ميں اختلاف کہ جاگتے ميں هوئي يا سوتے ميں خاص معراج سے متعلق هی نہ اسرا سے — اسي سبب سے جب رسول خدا نے قريش کو اس واقعہ کي خبر دي تو انہوں نے بيت المقدس جانے کي تکذيب کي اور اس کے وقوع کو ناممکن خيال کيا اور معراج سے کچهہ تعرض نہيں کيا نيز خدا تعالی فرماتا هی" پاک هی وہ جو ليگيا اپنے بندہ کو ايکرات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک" اگر معراج جاگنے ميں هوئي هوتي تو أسکا ذکرکرنا اور بهي زيادہ بليغ هوتا — مگر جب خدا نے اس کا ذکر يہاں نہيں کيا حالانکہ اسکي کيفيت اسرا سے بہت عجيب اور اسکا قصہ اس سے زيادہ نادر تها تو معلوم هوا کہ معراج خواب ميں هوئي تهي — ليکن اسرا اگر خواب ميں هوتي تو قريش اسکي تکذيب نکرتے اور نہ انکار کرتے کيونکہ ايسي اور اس سے زيادہ دور از قياس باتيں لوگوں کو خواب ميں دکهائي دے سکتي هيں *

وذهب بعضهم الى ان الاسراء كان في اليقظة والمعراج كان فى المنام او ان الاختلاف في كونه يقظة او مناما خاص بالمعراج لا بالاسراء ولذالک لما اخبرہم قريشا كذبوہ فى الاسراء واستبعدوا وقوعہ ولم يتعرضوا للمعراج وايضا فان الله سبحانه وتعالى قال" سبحان الذي اسرى بعبدہ ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى" فلو وقع المعراج فى اليقظة كان ذلک ابلغ فى الذكر فلما لم يقع ذكرہ في هذا الموضع مع كون شانہ اعجب وامرہ اغرب من الاسراء بكثير دل انہ كان مناما واما الاسراء لوكان مناما لما كذبوہ ولا استنكروہ لجواز وقوع مثل ذلک وابعد منه لاحاد الناس (فتح الباري ج ۷ ص ۱۵۱)

اور بخاري کي ايک حديث ميں هی جابر بن عبداللہ کهتے هيں کہ رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تهے کہ جب قريش نے ميري تکذيب کي ميں مقام حجر ميں کهڑا هوا — خدا نے بيت المقدس کو ميري نظروں ميں جلوہ گر کرديا ميں أس کي نشانياں قريش کو بتلاتا تها اور اسکو ديکهتا جاتا تها — صحيح مسلم ميں بهي مثل صحيح بخاري کي حديث هي جسکے الفاظ اور مضمون ميں بخاري کي حديث سے اختلاف هی *

قال جابر بن عبداللہ انہ سمع رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم يقول لما كذبني قريش قمت فى الحجر فجلى اللہ لى بيت المقدس وطفقت اخبرهم عن آياتہ وانا انظر اليہ (صحيح بخاري صفحہ ۵۴۸) —

تا کہ پکارے تمہارے منہہ

صحیح مسلم کي ایک حدیث میں ھي کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایتني في الحجر و قریش تسالني عن مسراي فسالتني عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربۃ ماکربت مثلہ قط قال فرفعہ اللہ لي انظر الیہ مایسألون عن شيء الا انبأتہم بہ —
(صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۹۶) —

میں نے اپنے آپ کو مقام حجر میں دیکھا اس حال میں کہ قریش مجھسے بیت المقدس تک جانے کا حال پوچھتے تھے — اُنہوں نے بیت المقدس کي ایسي باتیں مجھسے دریافت کیں جو مجھکو یاد نہ تھیں میں ایسا گھبرایا کہ اس سے پہلے کبھي ایسا نہ گھبرایا تھا — رسول خدا فرماتےھیں کہ خدانے بیت المقدس مجھہ سے نزدیک کردیا میں اُسکي طرف دیکھتا تھا اور وہ جو کچھہ مجھسے پوچھتے تھے میں اُنکو بتاتا تھا *

چھٹي دلیل انکي یہہ ھی کہ امہاني کي حدیث سے جو طبراني نے نقل کي ھی اور شداد ابن اوس کي حدیث سے جو بیہقي نے ذکر کي ھی — صاف صاف ظاھر ھوتا ھی کہ آنحضرت کا معراج کو جانا جسم کے ساتھہ بیداري کي حالت میں تھا چنانچہ ان دونوں حدیثوں کو قاضي عیاض نے کتاب شفا میں نقل کیا ھی اور وہ یہہ ھیں *

حضرت امہاني سے روایت ھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ھوئي —

وعن امھاني مااسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وھو في بیتي تلک اللیلۃ صلی العشاء الاخرۃ ونام بیننا فلما کان قبیل الفجر اھبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما صلی الصبح وصلینا قال یا امھاني لقد صلیت معکم العشاء الاخرۃ کمارایت بھذا الوادي ثم جئت بیت المقدس فصلیت فیہ ثم صلیت الغداۃ معکم الآن کما ترون وھذا یبین في انہ بجسمہ —

اُس رات میرے گھر میں تھے — عشا کي نماز پڑھکر ھمارے درمیان سورھے — صبح سے کچھہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو جگایا جب آنحضرت اور ھم صبح کي نماز پڑہ چکے تو آپ نے فرمایا اے امہاني میں نے عشا کي نماز تمہارے ساتھہ اس وادي میں یعني مکہ میں پڑھي جیسا کہ تونے دیکھا — پھر میں بیت المقدس گیا — اور اُس میں نماز پڑھي پھر اسوقت صبح کي نماز تمہارے ساتھہ پڑھي جیسا کہ تم دیکھتے ھو اور یہہ حدیث معراج کے جسماني ھونے پر صریح دلیل ھی *

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

شداد بن اوس نے ابوبکر سے روایت کي ھی کہ اُنھوں نے معراج کي رات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے کل رات آپکو مکان میں ڈھونڈھا آپکو نھیں پایا — آنحضرت نے جواب دیا کہ جبریل مجھکو بیت المقدس لیگئے تھے یہہ چھہ دلیلیں ھیں جو حامیان معراج بالجسد نے بیان کی ھیں *

وعن ابی بکر من روایة شداد بن اوس عنه انه قال للنبي صلی اللہ علیه وسلم لیلة أسری به طلبتک یا رسول اللہ البارحة في مکانک فلم اجدک فاجابه ان جبریل حمله الی المسجد الاقصی — (شفاء قاضي عیاض صفحه ۸۷) —

ان تمام دلیلوں سے ظاھر ھوتا ھی کہ جو لوگ اسبات کے مدعي ھیں کہ اسرا و معراج بجسدہ اور حالت بیداري میں ھوئي تھي اُن کے پاس قرآن مجید سے یا حدیث سے کوئي سند موجود نھیں ھی قرآن مجید میں کھیں بیان نھیں ھوا ھی کہ اسرا یا معراج بجسدہ و حالت بیداري میں ھوئي تھي صحاح کي کسي حدیث میں اسکي تصریح نھیں ھی بلکہ اگر کچھہ ھی تو اسکے برخلاف ھی اور جو دلیلیں بیان کي ھیں وہ نہایت ھي ضعیف اور غیر مثبت مدعا ھیں جیساکہ ھم بیان کرتے ھیں *

پھلي دلیل کہ لفظ عبد میں جسم و روح دونو شامل ھیں اور اسلیئے اسرا و معراج بجسدہ ھوئي تھي ایسي بے معني ھی کہ اُسپر نہایت تعجب ھوتا ھی اگر خدا یوں فرماتا کہ " اسریت بعبدي فی المنام من الکعبة الی المدینة یا اریت عبدي فی المنام کذا وکذا " تو کیا اُسوقت بھي یہہ لوگ کھتے کہ عبد میں جسم و روح دونو شامل ھیں اور اس لیئے خواب میں مع جسم جانا ثابت ھوتا ھی *

جو شخص خواب دیکھتا ھی وہ ھمیشہ متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ھی اور اگر کوئي شخص اسبات پر قادر ھو کہ دوسرے کو بھي خواب دکھا سکے تو وہ ھمیشہ اُسکو مخاطب کریگا خواہ نام لیکر یا اُسکي کسي صفت کو بجاے نام قرار دیکر اور اُسپر اسطرح سے استدلال نھیں ھوسکتا جیسا کہ ان صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاھا ھی *

قرآن مجید میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کي نسبت کہا " یا ابت اني رایت احد عشر کوکبا " اور قیدیوں نے اپنا خواب اسطرح بیان کیا " ایک نے کہا " اني اراني اعصر خمرا " دوسرے نے کہا " اني اراني احمل فوق راسي خبزا " حالانکہ یہہ سب خواب تھے پھر لفظ " اني " پر یہہ بحث کہ اُس میں جسم و روح دونوں داخل ھیں اور خواب میں جو فعل کیا فی الواقع وہ جسماني فعل ھي تھا کیسي لغو و بیھودہ بات ھی *

اور تا کہ گھس پڑیں مسجد میں

خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب بیان کیئے ہیں اور دوسروں نے بھی اپنے خواب آنحضرت کے سامنے بیان کیئے ہیں جن میں متکلم کے صیغی " رایت " استعمال ہوئے ہیں اور اُن اشیاء اور اشخاص کا ذکر آیا ہی جنکو خواب میں دیکھا پس کیا اسپر خواب میں اُن اشیا اور اشخاص کے فی الواقع بجسدھا موجود ہونے پر استدلال ہوسکتا ہی *

اور یہہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا " اسری بروح عبدہ " ایسا ہی بیہودہ ہی جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا — اس قول کے لیئے ضرور تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر " فعل بروحہ کذا و کذا " بولنا عرب کا محاورہ ہی پس صاف ظاہر ہی کہ جو دلیل پیش کی ہی وہ محض لغو و بیہودہ ہی اور اُس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا *

دوسری دلیل کی نسبت ہم خوشی سے اسبات کو قبول کرتے ہیں کہ سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہی — مگر اُسکو اسرا سے خواہ وہ خواب میں ہوئی ہو یا حالت بیداری میں اور بجسدہ ہوئی ہو یا بروحہ کچھہ تعلق نہیں ہی — بلکہ اُسکو اُس سے تعلق ہی جو مقصد اعظم اس اسرا سے تھا اور وہ مقصد اعظم خود خدا نے فرمایا ہی " لنریہ من آیاتنا انہ ہوالسمیع البصیر " اور اسی کے لیئے خدا نے ابتدا میں فرمایا " سبحان الذی " *

تیسری اور چوتھی دلیل مبنی ہی سورہ والنجم کی چند آیتوں اور سورہ تکویر کی ایک آیت پر کہ اُنہوں نے اُن آیتوں کو معراج سے متعلق سمجھا ہی حالانکہ قرآن مجید سے کسیطرح نصا یا اشارتا نہیں پایا جاتا کہ وہ آیتیں معراج سے متعلق ہیں - علاوہ اسکے کسقدر بعید معلوم ہوتا ہی کہ سورہ بنی اسرائیل میں جس میں معراج کا ذکر ہی وہاں تو معراج کے حالات نہ بیان کیئے جاویں اور ایک زمانہ کے بعد یا قبل جب سورہ والنجم نازل ہوئی ہو اُس میں معراج کا حال بیان ہو — سورہ والنجم سے ظاہر ہی کہ جو وحی آنحضرت صلعم پر نازل ہوتی تھی اور جسکو کفار تسلیم نہیں کرتے تھے اور آنحضرت کو نعوذباللہ جھٹلاتے تھے اُسکی تردید اور وحی کے من اللہ ہونے کی تصدیق میں وہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اُنکو معراج سے کچھہ تعلق نہیں *

علماء و محدثین کو سورہ والنجم کی آیتوں کے معراج سے متعلق ہونے میں اس وجہہ سے

كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ

شبهہ پڑا ھی کہ بعض راویوں نے معراج کا حال بیان کرنے میں سورہ والنجم کی آیتوں کو بیان کردیا ھی ۔ مثلا بخاری میں انس ابن مالک سے جو روایت ھی اُسکے راوی نے اپنی روایت میں یہہ الفاظ کہے ھیں " ودنالجبار رب العزة فتدلی حتی کان قاب قوسین او ادنی فاوحی اللہ الیہ " اور یہہ الفاظ قریب قریب اُنھی الفاظ کے ھیں جو سورہ والنجم میں آئے ھیں *

اسیطرح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے جو روایت ھی اُس کے راوی نے اپنی روایت میں یہہ الفاظ کہے ھیں " ان یغشی السدرة مایغشی " اور یہہ الفاظ بعینہ وھی ھیں جو سورہ والنجم میں آئے ھیں مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ھوتا کہ سورہ والنجم کی آیتیں معراج سے متعلق ھیں کیونکہ حدیثوں کے راوی اپنے لفظوں میں حدیثوں کا مطلب بیان کرتے تھے اور یہی وجہہ ھی کہ اسی مطلب کو مختلف راویوں نے مختلف لفظوں میں بیان کیا ھی کسی نے بیان کیا ھی " فلما غشیھا (ای السدرة) من امراللہ ماغشی " کسی نے بیان کیا ھی " فغشیھا (ای السدرة) الوان لا ادری ماھی " غرضکہ کسی راوی کا حدیث کے مطلب کو قرآن مجید کے الفاظ سے تعبیر کرنا اُسکی دلیل نہیں ھوسکتی کہ وہ الفاظ اُس واقعہ سے متعلق ھیں *

علاوہ اسکے سورہ والنجم میں یہہ آیت ھی " ولقد راہ نزلة اخری عند سدرة المنتھی " یعنی آنحضرت نے اُسکو اور ایک دفعہ سدرۃالمنتھی کے پاس دیکھا — یہہ حالت ایک دفعہ معراج میں آنحضرت پر طاری ھوئی تھی سورہ والنجم سے ظاھر ھوتا ھی کہ اُسوقت جو وحی آئی تھی اُسوقت بھی وھی حالت طاری ھوئی تھی اور لفظ اُخری صاف دلالت کرتا ھی کہ جو واقعہ سورہ والنجم میں مذکور ھی وہ واقعہ معراج سے علاحدہ ھی *

سورہ والنجم سے جس امر میں وحی آنا معلوم ھوتا ھی وہ متعلق اصنام عرب تھا اور اسلیئے ان آیتوں کے بعد خدا نے فرمایا " افرءیتم اللات والعزی و منات الثالثة الاخری " اور آخر کو فرمایا " ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدی " *

سورہ والنجم کی آیتیں جنکو مفسرین نے معراج سے متعلق سمجھا ھی اور ھم نے اُن آیتوں کو معراج کے متعلق قرار نہیں دیا وہ بلاشبہہ تفسیر کے لایق ھیں تاکہ ھمارے نزدیک جو اُنکی صحیح تفسیر ھی معلوم ھوجاوے اور پھر اُس میں کچھہ شبہہ نرھے اور اگر اُن آیتوں کی تفسیر عربی زبان میں ھو تو اُنکی ضمیروں کا مرجع زیادہ وضاحت سے معلوم ھوگا اسلیئے ھم اُنکی تفسیر عربی زبان میں معہ اُردو ترجمہ کے اس مقام پر لکھتے ھیں *

جیسے کہ گھس پڑے تھے اُس میں پہلی دفعہ

تفسیر آیات سورة والنجم

والنجم اذا هوی ماضل صاحبکم یعني
محمد صلعم وماغوی - وماینطق عن الهوی
ان هوالاوحي یوحی علمہ یعني محمد صلعم
في التفسیر الکبیر والاولی ان یقال الضمیر
عائد الی محمد صلی الله علیه وسلم تقدیرہ
علم محمدا - شدید القوی ذومرة و هوالله
العلي الکبیر کما قال لنفسه ان الله قوي
شدید العقاب - وهو شدید المحال - وقال
اکثرالمفسرین وهو جبریل والنسلمه فاستوی
اے محمد صلعم وهو اے محمد صلعم بالافق
الاعلی — قال صاحب التفسیر الکبیر وظاهر
ان المراد محمد صلی الله علیه وسلم معناہ
استوی بمکان وهو بالمکان العالي رتبة ومنزلة
في رفعة القدر لاحقیقة في الحصول في المکان
فان قیل کیف یجوز هذا والله تعالی" یقول
ولقد راہ بالافق المبین" اشارة الی انه راي
جبریل بالافق المبین نقول وفي ذلک الموضع
ایضا نقول کما قلنا ههنا انه صلی الله علیه
وسلم راي جبریل وهو بالافق المبین یقول
القایل رایت الهلال فیقال له این رایته فیقول
فوق السطح اي انا الرايء فوق السطح
لاالمرئي والمبین هوالفارق من ابان اي فرق
اے هو بالافق الفارق بین درجة الانسان و
منزلة الملک فانه صلی الله علیه وسلم انتهی
وبلغ الغایة وصار نبیا کما صار بعض الانبیاء نبیا

ستارہ کي قسم جبکہ وہ ڈھلتا هی — نہیں
بهٹکا تمہارا صاحب یعني محمد صلی الله
علیه وسلم اور نہ بهکا — اور وہ نہیں بولتا
اپني خواهش سے — نہیں هی وہ بولنا مگر وحي
جو بهیجي جاتي هی سکهایا هی اُسکو یعني
محمد صلی الله علیه وسلم کو — علمہ میں
جو ضمیر هی اُسکو آنحضرت صلی الله علیه
وسلم کیطرف پهیرا جاے — تفسیر کبیر میں
بهي لکها هی کہ بهتر هی کہ یهہ کہا جاوے
کہ ضمیر پهرتي هی محمد صلی الله علیه وسلم
کي طرف - اور اُس کي مراد یهہ هی کہ
سکهایا محمد کو بہت بڑي قوتوں والے
صاحب قوت نے اور اُس سے مراد خدا هی
یعني خدا نے محمد کو سکهایا — جو لفظ
شدید کا اس آیت میں هی اُسکو خدا تعالے
نے بہت جگہہ اپني ذات کے لیئے بولا هی -
جیسے کہ ان الله قوي شدید العقاب - وهو
شدید المحال - اکثر مفسروں نے شدید القوی
ذومرة یعني بہت بڑي قوت والے صاحب
قوت سے جبریل مراد لي هی - مگر هم اُسکو
نہیں مانتے بلکہ یهہ کہتے هیں کہ اُس سے
مراد خدا هی - پهر وہ یعني محمد صلی الله
علیه وسلم کامل هوا — اور وہ یعني محمد
صلی الله علیه وسلم ایک بلند مکان یعني اعلی
درجہ پر تہا — معنے "استوی" اور "هو" کي ضمیر

وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

ياتيه الوحي في نومه وعلى هيئته وهوواصل الى الافق اعلى والافق الفارق بين المنزلتين — وايضا في التفسير المذكور فان قيل الاحاديث تدل على خلاف ماذكرته حيث ورد في الاخبار ان جبريل صلى الله عليه وسلم اري النبي صلى الله عليه وسلم نفسه على صورته فسد المشرق فنقول نحن ماقلنا انه لم يكن وليس في الحديث ان الله تعالى اراد بهذه الاية تلك الحكاية حتى يلزم مخالفة الحديث وانما نقول ان جبريل اري النبي صلى الله عليه وسلم نفسه مرتين وبسط جناحيه وقد ستر الجانب الشرقي وسده لكن الاية لم ترد لبيان ذلك —

ثم قال تعالى ثم دنا فتدلى — قال في التفسير الكبير الدنو والتدلى بمعني واحد كانه قال دني فقرب انتهى — والمعني عندنا فقرب محمد صلى الله عليه وسلم الى ربه او ربه اليه تقربا في المنزلة والدرجة لاتقربا حسيا قال في التفسير الكبير ان محمدا صلى الله وسلم دنا من الخلق والامة و لان لهم وصار كواحد منهم فتدلى اى فتدلى اليهم بالقول اللين والدعاء الرقيق فقال " انا بشر مثلكم يوحي الي " وعلى هذا ففي الكلام كما لان كانه تعالى قال الوحي يوحي جبريل على محمد فاستوى محمد وكمل فدنا من الخلق بعد علوه وتدلى اليهم وبلغ الرسالة —

دونوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد لي ہی — تفسير كبير ميں لكھا ہی كہ يہہ بات ظاہر ہی كہ اُس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں — اور معني يہہ ہيں كہ وہ باعتبار رتبہ اور منزلت اور بلند قدر كے ايک عالي مكان ميں يعني درجہ ميں تھے نہ يہہ كہ وہ درحقيقت كسي مكان ميں پہونچ گئے تھے — اگر يہہ كہا جاوے كہ كس طرح يہہ بات درست ہوگي ايسي حالت ميں كہ خدا نے ايک اور جگہہ فرمايا ہی "ولقد راہ بالافق المبين" جس ميں اشارہ اسبات كا ہی كہ آنحضرت نے جبريل كو افق مبين پر ديكھا تھا — تو ہم اُس مقام پر بھي وهي كہيں گے جو اس مقام پر كہتے ہيں كہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبريل كو ديكھا اور وہ يعني آنحضرت افق مبين يعني مكان روشن ميں باعتبار رتبہ و منزلت كے تھے جيسے كہ كوئي شخص كسي سے كہے كہ ميں نے چاند ديكھا اور وہ پوچھے كہ كہاں ديكھا اور وہ جواب دے كہ چھت پر — اس سے مراد يہہ ہوگي كہ ديكھنے والا چھت پر تھا نہ يہہ كہ چاند چھت پر تھا — اور مبين كے معني ہيں جدا كرنے والے كے اور يہہ بنا ہی لفظ ابان سے جسكے معني جدا كرنے كے ہيں — پس مطلب يہہ ہی كہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور فرشتہ كے درجہ اور منزلت كے جدا كرنے والے اُفق پر تھے كيونكہ آنحضرت صلی اللہ

اور برباد کردیں جسپر غالب ہوئے ہر طرح کا برباد کردینا ۷

وفي التفسير المذكور ان المراد منه هو ربه تعالى وهو مذهب القائلين بالجهة والمكان اللهم الا ان يريد القرب بالمنزلة وعلى هذا يكون فيه مافي قوله صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه تعالى من تقرب الى شبرا تقربت اليه ذراعا ومن تقرب الى ذراعا تقربت اليه باعا ومن مشي الى اتيته هرولة اشارة الى المعني المجازي وهذا ما اخترناه وههنا لما بين ان النبي صلى الله عليه وسلم استوى وعلى فى المنزلة العقلية لا فى المكان الحسي قال وقرب الله منه تحقيقاً لما في قوله من تقرب الى ذراعا تقربت اليه باعا —

فكان قاب قوسين او ادنى اي بين محمد عليه السلام وبين ربه مقدار قوسين او اقل ورد هذا على استعمال العرب قال في التفسير الكبير يكون قوس عبارة عن بعد من قاس يقوس فاوحي اے اوحي الله الى عبده ما اوحى ماكذب الفواد مارأي قال فى التفسير الكبير المشهور انه فواد محمد صلى الله عليه وسلم معناه انه ماكذب فواده واللام لتعريف ماعلم حاله اسبق ذكر محمد عليه الصلواة والسلام في قوله ”الى عبده“ وفي قوله ”وهو بالافق الاعلى“ وقوله تعالى ”ماضل صاحبكم“ والرائي هو فواد محمد عليه السلام والمرئي الايات العجيبة الالهية —

افتمارونه على مايرى اي على ماقدر ايْ

عليه وسلم اخير درجه پر پہونچگئے تھے اورنبي ہوگئےتھے جسطرح اور بعضے نبي نبي ہوئے ہیں- آنحضرت کو وحي ہوتي تھي سوتے میں اور اصلي حالت میں — اور آنحضرت پہنچگئے تھے افق اعلى کو یعني اُس افق کو جو جدا کرنے والا ہی دونوں درجوں کو (یعني ملکیت اور بشریت کو) *

اور تفسیر کبیر میں لکھا ہی اگر یہہ کہا جاے کہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا - حدیثیں اُسکے برخلاف دلالت کرتي ہیں — جہاں کہ حدیثوں میں آیا ہی کہ جبریل نے اپنے آپکو اپني اصلي صورت میں آنحضرت کو دیکھایا اور مشرق کو گھیر لیا — تو ہم کہینگے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا کہ یہہ نہیں ہوا — اور حدیث میں یہہ بات نہیں ہی کہ الله تعالى نے اِس آیت میں اراده کیا ہی اُس بات کے کہنے کا یعني جو حدیثوں میں ہی تاکہ حدیثوں کي مخالفت لازم آوے — بیشک ہم کہتے ہیں کہ جبریل نے اپنے تئیں نبيؐ صلى الله علیه وسلم کو دو دفعہ دکھایا اور اپنے بازو پھیلادیئے - اورمشرق کي طرف کو گھیرلیا- لیکن یہہ آیت اس بیان میں نازل نہیں ہوئي- واضح ہو کہ اِس مقام پر ہمکو اِسبات سے بحث کرني کہ جبریل نے آنحضرت کو کس طرح پر دکھلایا اور آنحضرت نے اُنکو کسطرح پر دیکھا ضرور نہیں ہی - کیونکہ اس بحث

عسى ربكم ان يرحمكم

محمد عليه السلام ولقد راه اي محمد صلى
الله عليه وسلم ربه برؤية الفواد نزلة وفى
التفسير الكبير النزول بالقرب المعنوي
لاالحسي فان الله تعالى قديقرب بالرحمة
والفضل من عبده ولايراه العبد ولهذا قال
موسى عليه السلام "رب ارني" اي ازل بعض
حجب العظمة و الجلال وادن من العبد
بالرحمة والافضال لاراک اخرى فيتفسير
ابن عباس مرة اخرى غيرالذي اخبركم بها
عند سدرةالمنتهى عندها جنة الماوي وهذا
دليل على ان الواقعةالتي ذكرها في هذه
السورة ماعدا واقعةالمعراج فانضمامها بواقعة
المعراج ليس بصحيح وله دليل ثان في الاية
الاتية — اذ يغشي السدرة مايغشى و هذا
اخبار عماوقع في المعراج — في البخاري
عن ابن شهاب عن انس ابن مالک عن ابي ذر-
ثم انطلق بي حتى انتهى بي الى السدرةالمنتهى
وغشيها الوان لاادري ماهي- وفي النسائي عن
سعود ابن عبدالعزيز عن يزيد ابن ابي مالک
عن انس ابن مالک — ثم صعد بي فوق
سبع سموات فاتينا سدرةالمنتهى فغشيني
ضبابة فخررت ساجدا- وشريک ابن عبدالله
في حديثه عن انس ابن مالک اتى بعدة
الفاظ من سورةالنجم وقال حتى جاء سدرة
المنتهى ودنى الجبار رب العزت فتدلى حتى
كان قاب قوسين اوادني فاوحي الله اليه فيما

کو چھوڑیں تو خلط مبحث هوجاتا هی *

اس کے بعد خدا تعالی نے فرمایا پھر وہ
قریب هوا پھر قریب هوگیا - تفسیر کبیر
میں لکھا هی که دنو اور تدلي کے لفظ جو
اِس آیت میں آئے هیں - اُن کے ایک هي
معني هیں — کہا جاتا هی که قریب هوا
پھر قریب هوگیا - همارے نزدیک ان دونوں
لفظوں دني - فتدلى میں جن کے معني هیں
قریب هوا پھر قریب هوگیا - جو ضمیریں
هیں وہ خدا اور پیغمبر خدا کي طرف
پھرتي هیں - اور معني یهہ هیں - که
قریب هوئے محمد صلى الله علیه وسلم اپنے رب
سے یا اُنکا رب اُن سے یعني محمد صلى الله
علیه وسلم سے - اس قرب سے قریب هونا منزلت
اور درجه میں مراد هی نه ظاهر میں دو
چیزوں کے پاس پاس هوجانے سے - تفسیر
کبیر میں لکھا هی که محمد صلى الله علیه
وسلم دنیا کے لوگوں سے اور اپني اُمت سے قریب
هوئے - اور اُن کے لیئے نرم هوگئے - اور اُنهي
میں سے ایک کي مانند هوگئے - پھر قریب
هوگئے اُن سے نرم باتوں اور نرم کلام سے پھر کہا
میں انسان هوں تم جیسا - وحي آتي هی
مجھہ پر - اور اس بنا پر کلام میں دو خوبیاں
هیں گویا الله تعالی نے فرمایا مگر وحي که
لاتے هیں جبریل محمد صلى الله علیه وسلم ؟
پر پھر محمد صلى الله علیه وسلم کامل اور پورے

قریب هی که تمهارا پروردگار تم پر رحم کرے

يوحي الله — مازاغ البصر وماطغي في التفسير الكبير واما علي قولنا غشيها نور فقوله "مازاغ" اي ماما ل عن الانوار "وماطغي" اي ماطلب شيئا وراءها ... وفيه وجه آخر وهو ان يكون ذلك بيان لوصول محمد صلي الله عليه وسلم الي سدرة اليقين الذي لايقين فوقه ولقد راي من آيات ربه الكبري وهذا كقوله تعالى في سورة الاسراء" لنريه من آياتنا" —

هوئے - پهر اپنے اُونچے هونے کے بعد دنيا کے لوگوں سے قريب هوئے - اور اُن سے نزديک هوئے اور خدا کا پيغام پهونچا ديا *

اسي تفسير ميں هی که تدلی کي ضمير خدا کي طرف پهرتي هی اور يهه اُنکا مذهب هی جو خدا کے ليئے جهت اور مکان کے قايل هيں — مگر حاشا و کلا قرب سے سواے قرب منزلت کے اور کچهه مراد نهيں هی — اور بلحاظ اس مطلب کے هی مطلب اُس قول کا جس ميں آنحضرت نے خدا کي طرف سے کہا هی که جو مجهسے ايک بالشت نزديک هوتا هی ميں اُس سے هاتهه بهر نزديک هوتا هوں اور جو مجهه سے هاتهه بهر قريب هوتا هی ميں اُس سے دو هاتهه قريب هوتا هوں - اور جو ميري طرف چلتا هی ميں اُسکي طرف دوڑکر جاتا هوں - يہاں قرب سے معني مجازي مراد هيں نه حقيقي - اور يهي هم نے اختيار کيا هی - اور يهاں جب بيان کيا که نبي صلی الله عليه وسلم کامل هوئے اور عقلي مرتبه ميں اُونچے هوئے نه که حسي مرتبه ميں - تو پهر فرمايا که خدا اُن سے قريب هوا تحقيقاً جيسا که اُسنے فرمايا که جو ميري طرف هاتهه بهر بڑهتا هی ميں اُسکي طرف دو هاتهه بڑهتا هوں - پهر ره گيا فاصله دو کمانوں کا يا اس سے بهي کم يعني حضرت محمد عليه السلام اور خدا کے درميان دو کمانوں کا فاصله يا اس سے بهي کم رهگيا — يهه الفاظ عرب کے محاورہ کے موافق آئے هيں *

تفسير کبير ميں لکها هی که قوس سے دوري مراد هوسکتي هی کيونکه قاس يقوس کے معني هيں دور هوا - اور دور هوگا - پهر وحي بهيجي يعني الله نے اپنے بندہ کي طرف جو بهيجي - نهيں جهٹلايا دل نے اس چيز کو که ديکها تها - تفسير کبير ميں لکها هی - که مشهور يهه هی که يهاں دل سے حضرت محمد صلی الله عليه وسلم کا دل مراد هی - معني يهه که اُن کے دل نے نهيں جهٹلايا - اور لام تعريف کا اسلیئے آيا که حضرت محمد عليه الصلوة والسلام کا پهلے ذکر هوچکا هی خدا کے اس قول ميں که اپنے بندہ کي طرف اور اس قول ميں که وہ اُونچے افق پر تها اور اس قول ميں که تمهارا صاحب نهيں بهٹکا — اور

وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا

دیکھنے والا محمد علیہ السلام کا دل ہی اور جو دیکھا وہ خدا کی عجیب نشانیاں ہیں *

کیا تم جھگڑتے ہو اُس سے اُس چیز پر کہ اُس نے دیکھی یعني اسپر جو محمد علیہ‌السلام نے دیکھا اور بیشک دیکھا اسکو یعني محمد صلی‌الله علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل کی بینائی سے دیکھا — اُترنا تفسیر کبیر میں ہی کہ یہاں نزول سے قرب معنوي مراد ہی نہ حسی کیونکہ خدا کبھي رحمت اور مہربانی کے ساتھہ اپنے بندہ سے قریب ہوتا ہی — اور بندہ اسکو نہیں دیکھتا — اسي لیئے موسی علیہ السلام نے کہا اے خدا مجھکو دکھا یعني عظمت وجلال کا ایک پردہ ہٹادے اور رحمت اور مہربانی کے ساتھہ اپنے بندہ سے قریب ہو — تاکہ تجھکو دیکھوں — دوسری بار تفسیر ابن عباس میں ہی کہ دوسری بار نہ وہ کہ جس کی تمکو خبر دي — سدرة المنتہی کے پاس جسکے پاس جنت الماوی ہی یہہ آیت اسبات پر دلیل ہی کہ جو واقعہ اس سورة میں بیان ہوا وہ معراج کے سوا ایک اور واقعہ ہی — اسکا ملانا واقعۂ معراج کے ساتھہ صحیح نہیں ہی — اور اگلي آیت میں دوسري دلیل ہی — جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا یعني ڈھانپ لیا سدرہ کو جس نے ڈھانپ لیا یہہ واقعہ معراج کي خبر ہی — بخاري میں ابن شہاب سے پھر انس بن مالک سے پھر ابوذر سے روایت ہی کہ پھر مجھکو لیگیا یہاں تک کہ سدرة المنتہی تک پہنچادیا — اور اسپر ایسے رنگ چھائے تھے کہ میں نہیں سمجھا وہ کیا چیز تھے اور نسائي میں سعید بن عبدالعزیز سے پھر یزید بن ابو مالک سے پھر انس بن مالک سے روایت ہی کہ پھر مجھکو سات آسمانوں سے اوپر لیگیا — پھر ہم سدرة المنتہی تک پہنچے اور مجھپر ایک کہرسي چھاگئي اورمیں سجدہ میں گرا — اور شریک بن عبدالله نے اپني حدیث میں جو انس بن مالک سے روایت کي ہی چند الفاظ سورۂ نجم کے بیان کردیئے ہیں — اور کہا کہ یہاں تک کہ سدرة المنتہی تک آیا — اور خداے رب‌العزت قریب ہوا پھر قریب ہوگیا — یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ یا اُس سے بھي کم رهگیا — پھر خدا نے اسکي طرف وحي بھیجي جو کچھہ بھیجي — نہیں بهکي نظر نہ حد سے بڑھي تفسیر کبیر میں ہی کہ همارے اس قول کے موافق کہ اسپر نور چھایا ہوا تھا — خدا کے اس قول کے معني یہہ ہونگے کہ نہ وہ انوار سے دور ہوا — نہ سواے اُن کے اور چیز اُسنے طلب کي — اور ایک معني اسکے اور بھي ہیں — وہ یہہ کہ شاید یہہ بیان ہو حضرت رسول‌الله کے سدرة‌الیقین تک پہنچنے کا

اور اگر تم پهر کرو گے تو هم بهي پهر کرينگے

جس سے بالاتر کوئي يقين نہيں هے — اور بےشک ديکهيں اسنے اپنے خدا کي بڑي نشانياں — يهه قول خدا کا ايسا هي جيسا سورۂ اسرا ميں هے تاکه هم اسکو اپني نشانياں دکهائيں انتهى *

اس تفسير ميں هم نے " شديدالقوى ذومرة " سے خدا مراد لي هے اور اکثر مفسرين نے جبريل مراد لي هے حالانکه جبريل کے مراد لينے کے ليئے کوئي اشارہ اس مقام ميں نهيں هے بلکه جب خدا نے سورة قيامه ميں فرمايا هے " ان علينا جمعه و قرانه فاذا قراناه فاتبع قرانه " تو نهايت مناسب هے که " علمه شديدالقوى ذومرة " سے خدا مراد لي جاوے ليکن اگر جبريل مراد لي جاوے تو اُسوقت يهه بحث پيش هوگي که حقيقت جبريل کيا هے اور نتيجه بحث کا يهه هوگا که هوقوت الله و قدرته اور اُس وقت شديدالقوى ذومرة سے خدا مراد لينا يا جبريل مراد لينا دونوں کا نتيجه متحد هو جاويگا *

سورة والنجم ميں يهه آيت هے " فاستوى و هو بالافق الا على " اسيکي مانند ايک آيت سورة تکوير ميں هے جهاں خدا نے فرمايا هے " لقدراه بالافق المبين " صاحب تفسير کبير نے جس طرح که وهو بالافق الاعلى کو آنحضرت صلى الله عليه وسلم سے متعلق کيا هے اسيطرح بالافق المبين کو بهي آنحضرت سے متعلق کيا هے مگر رآه ميں جو ضمير غايب کي هے اُس کو جبريل کي طرف راجع کيا هے مگر جب هم ان دونوں آيتوں ميں سے ايک کي تفسير دوسري آيت سے کريں تو سورة تکوير کي آيت کي تفسير اس طرح پر هوتي هے لقدراه اے را الله محمدا بالافق المبين اي على مرتبة و منزلة في رفعة القدر کما فسر صاحب التفسير الکبير قوله تعالى بالافق الاعلى *

پس اس تيسري دليل ميں جو سورة نجم کي آيت کو معراج سے متعلق کيا هے اور شفاء ميں قاضي عياض نے جو يهه حجت پکڑي هے که اگر معراج سوتے ميں هوتي تو اُس ميں نه کوئي نشاني هوتي نه معجزة درست نهيں هے اسليئے که اگر معراج رات کو بجسده اور جاگنے کي حالت ميں هوتي هوتي تو بهي اُس پر معجزة کا اطلاق نهيں هوسکتا کيونکه معجزة کے ليئے تحدي اور اُس کا وقوع سب کے سامنے اور کم سے کم منکرين کے سامنے هونا لازم هے معراج اگر رات کو چپکے چپکے هوگئي تو وہ معجزة کيونکر قرار پا سکتي هے *

مگر يهه کهنا قاضي صاحب کا که نه کوئي نشاني هوتي صحيح نهيں هے اس ليئے که اُنهوں نے آيت کو معجزة سے علاحده بيان کيا هے اور اس ميں کچهه شک نهيں هوسکتا که انبياء عليهم السلام کے خواب جن ميں وحي کا هونا بهي ممکن هے آيت من آيات الله هوتے

وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ

هوں بخاري ميں حضرت عايشه كي حديث ميں هى " اول ما بدءى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرويا الصالحة في النوم " يعني حضرت عايشه نے كہا كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم كو اول اول جب وحي آني شروع هوئي تو اچهي اور سچي خوابوں كا ديكهنا تها اور بلا شبهه وہ ايک آيت هوتي هيں آيات الله ميں سے *

چوتهي دليل تو اس سے زيادہ بودي هى — حضرت عائشه كا مذهب يهه هى كه معراج بجسدہ نهيں هوئي — مگر قاضي عياض نے لكها هى كه مشهور مذهب حضرت عائشه كا يهه نهيں هى — بلكه صحيح مذهب أن كا اسكے برخلاف هى كيونكه انهوں نے خدا كي رويت سے واقعه معراج ميں انكار كيا هى اور اگر معراج صرف خواب هوتي تو وہ رويت كا انكار نه كرتيں *

اول تو يهه پوچهنا هى كه خواب ميں خدا كے ديكهنے كي حضرت عائشه قائل هيں — اسكا كيا ثبوت هى ? كيونكه خدا كو نه كوئي جاگتے ميں ديكهه سكتا هى نه خواب ميں *

حضرت عائشه كے انكار رويت پر جو دليل قاضي عياض نے بيان كي هى وہ صحيح بخاري كي أس حديث سے استنباط كي هى جو هم نے أوپر بيان كي هى — أس حديث سے كسيطرح يهه استدلال نهيں هوسكتا كه حضرت عائشه خواب ميں رويت باري كي قائل تهيں — أس حديث ميں صرف اتنا بيان هى كه حضرت عائشه نے فرمايا كه جو شخص يهه بات كہے كه آنحضرت نے خدا كو ديكها تها — تو وہ خدا پر بهتان باندهتا هى *

مسروق وهاں موجود تهے أنهوں نے حضرت عائشه سے كہا كه قرآن ميں تو هى " ولقد راہ بالافق المبين " يعني محمد صلى الله عليه وسلم نے خدا كو افق مبين پر ديكها — حضرت عائشه نے كہا كه ميں آنحضرت سے پوچهه چكي هوں — اس سے مراد جبريل كا ديكهنا هى — اور يهه بهي حضرت عائشه نے كہا كه خدا نے فرمايا هى " لاتدركه الابصار وهو يدرک الابصار " اتنے كلام سے كہاں ثابت هوتا هى كه حضرت عائشه خواب ميں خدا كے ديكهنے كي قائل تهيں *

اگر كوئي يهه استدلال كرے كه حضرت عائشه كا مذهب يهه تها كه معراج بجسدہ نهيں هوئي — اور اس ليئے أنهوں نے أس حديث ميں خدا كے ديكهنے سے انكار كيا تو اس سے لازم آتا هى كه قاضي عياض نے جو يهه بات لكهي هى " الذي يدل عليه صحيح قولها انه بجسدہ " غلط اور باطل هي *

اور هم نے کیا هی دوزخ کو

علاوه اس کے حدیث مذکور میں عام طور پر بلاذکر معراج کے حضرت عائشه نے فرمایا هی که جس شخص نے خیال کیا که آنحضرت نے خدا کو دیکها هی تو اُس نے خدا پر بهتان کیا اور اُس میں کچهه ذکر نهیں هی آنکهه سے دیکهنے یا خواب میں دیکهنے کا — تو کسیطرح اُس سے ثابت نهیں هوتا که حضرت عائشه کا یهه مذهب تها که خواب کي حالت میں انسان خدا کو دیکهه سکتا هی *

پانچویں دلیل بهي نهایت بودي هی — وه دلیل اس امر پر مبني هی که اگر آنحضرت بیت المقدس میں جانا خواب کي حالت میں بیان کرتے تو قریش اُس سے انکار نکرتے اور جهگڑے کے لیئے مستعد نه هوتے — اُنکا جهگڑا صرف اسي لیئے تها که آنحضرت کا بیت المقدس بجسده جانا خیال کیا گیا تها — اس دلیل کے ضعیف هونے کي وجهه یهه هی که قریش کي مخالفت رسول خدا صلی الله علیه و سلم سے اسوجهه سے تهي که آنحضرت نے دعوی نبوت و رسالت کیا تها — اور واقعات معراج جو کچهه هوئے هوں وه نبوت اور رسالت کے شعبوں میں سے تهے اور اس لیئے ضرور تها که آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اُن واقعات کا سوتے میں دیکهنا فرمایا هو یا جاگنے کي حالت میں — قریش اُس سے انکار کرتے اور نعوذ بالله آنحضرت کو جهٹلاتے کیونکه وه اصل نبوت و رسالت سے منکر تهے پهر جو امور که شعبهٔ نبوت تهے اُن سے بهي انکار کرنا اُن کو لازم تها *

قریش خواب کو بهي شعبهٔ نبوت سمجهتے تهے اور جو خواب که اُن کے مقصد کے برخلاف هوتا تها — اُس سے گهبراهت اور ناراضي اُن میں پیدا هوتي تهي — اس کي مثال میں عاتکه بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب هی *

عاتکه نے جو عبدالمطلب کي بیٹي تهیں ضمضم کے مکه میں آنے سے تین دن پهلے ایک هولناک خواب دیکها تها — اور اُس کو اپنے بهائي عباس سے بیان کیا اور چاها که وه اس خواب کو پوشیده رکهیں — عاتکه نے بیان کیا که میں نے ایک شتر سوار دیکها جو وادي بطحا میں کهڑا هی — اُس نے بلند آواز سے کها که اے مکارو اپنے مقتل کي طرف تین دن میں بهاگو — عاتکه کهتي هیں که میں نے

وكانت عاتكة بنت عبدالمطلب قد رأت قبل قدوم ضمضم مكة بثلاث ليال رويا افزعتها فقصتها على اخيه العباس واستكتمه خبرها — قالت رايت راكبا على بعيرله واقفا بالابطح ثم صرخ باعلى صوته ان انفرو يا آل غدر لمصارعكم في ثلاث قالت فاري الناس قد اجتمعوا اليه ثم دخل المسجد فمثل بعيرة على الكعبة ثم صرخ مثلها ثم مثل بعيرة على

لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝٨

راس ابي قبيس فصرخ مثلها ثم اخذ صخرة عظيمة و ارسلها فلما كانت باسفل الوادي ارفضت فمابقي بيت من مكة الادخله فلقة منها فخرج العباس فلقي الوليد بن عتبة بن ربيعة و كان صديقه فذكرها له و استكتمه ذلک فذكرها الوليد لابيه عتبة ففشا الخبر فلقى ابوجهل العباس فقال له يا ابا الفضل اقبل الينا قال فلما فرغت من طوافي اقبلت اليه فقال لي متى حدثت فيكم هذه النبية و ذكر رويا عاتكة ثم قال مارضيتم ان تنبا رجالكم حتى تنبا نساؤكم — (صفحه ۵۵ جلد دوم تاريخ كامل ابن اثير)

ديكها لوگ اس كے پاس جمع هوئے اور وه مسجد ميں داخل هوا اور كعبه كے سامنے اپنا اونٹ كهڑا كيا پهر اسيطرح چلايا پهر كوه ابوقبيس كي چوٹي پر اپنے اونٹ كو كهڑا كيا پهر اسيطرح چلايا پهر پتهر كي ايک بڑي چٹان ليكر هاتهه سے چهوڑي چونكه مكه وادي كے نشيب ميں بسا هوا تها چٹان كے ٹكڑے بكهر گئے اور كوئي مكان مكه كا نهيں بچا جس ميں پتهر كا ٹكڑا نه گرا هو — اس خواب كو سنكر عباس نكلے اور وليد بن عتبه بن ربيعه سے جو اُن كا دوست تها ملے اور اُس خواب كا اُس سے ذكر كيا — اور اُس سے اس خواب كے چهپانے كي خواهش كي وليد نے اپنے باپ عتبه سے اُس خواب كو بيان كيا اور چرچا پهيل گيا — پهر ابو جهل كي ملاقات عباس سے هوئي — اسنے اُن سے كها اے ابوالفضل ميرے پاس آؤ — عباس كهتے هيں كه كعبه كے طواف سے فارغ هوكر ميں اس كے پاس گيا — اُسنے كها تم ميں يهه پيغمبري كب سے پيدا هوگئي اور اُس نے عاتكه كے خواب كا ذكر كيا — پهر كها اس سے تمهاري تسلي نهيں هوئي كه تمهارے مردوں نے نبوت كا دعوى كيا يهاں تک كه تمهاري عورتيں بهي پيغمبري كا دعوے كرنے لگيں *

اصل يهه هى كه آنحضرت نے معراج كي بهت سي باتيں جو خواب ميں ديكهي هونگي لوگوں سے بيان كي هونگي منجمله اُن كے بيت المقدس ميں جانا اور اُسكو ديكهنا بهي بيان فرمايا هوگا — قريش سوائے بيت المقدس كے اور كسي حال سے واقف نهيں تهے — اس لیئے اُنهوں نے امتحاناً آنحضرت سے بيت المقدس كے حالات دريافت كيئے — چونكه انبيا كے خواب صحيح اور سچے هوتے هيں — آنحضرت نے جو كچهه بيت المقدس كا حال خواب ميں ديكها تها بيان كيا — جسكو راويوں نے " فجلى الله لي بيت المقدس " فرفعه الله الي انظراليه " كے الفاظ سے تعبير كيا هى — پس اُس مخاصمت سے جو قريش نے كي آنحضرت كا بجسده اور بيداري كي حالت ميں بيت المقدس جانا ثابت نهيں هوسكتا *

کافروں کے لیئے قیدخانہ ۸

چهٹي دليل طبراني اور بيهقي كي احاديث پر مبني هی — ان دونوں کتابوں کا ایسا درجہ نہیں هی جنکي حديثوں سے رداً و قبولاً بحث کیجاے — خصوصاً جبکہ احاديث صحاح میں جن پر رداً و قبولاً بحث هوسکتي هی — اُس کا کچهہ ذکر نہ هو — بالیقہمہ امهاني کي حديث سے تو کوئي امر ثابت نہیں هوسکتا اس لیئے کہ اُس حديث میں هی کہ آنحضرت نے نماز عشا یہاں پڑهي اور همارے پاس سورهے پهر صبح کو هم کو جگایا اور صبح کي نماز همارے ساتهہ پڑهي — پهر آنحضرت نے فرمایا کہ عشاکي نماز تو میں نے تمہارے ساتهہ پڑهي اور پهر میں بیت المقدس میں گیا اور وهاں نماز پڑهي پهر صبح کي نماز تمهارے ساتهہ پڑهي *

اس حديث میں یہہ لفظ هیں " ثم جئت بیت المقدس " اور اسي پر قاضي عیاض نے استدلال کیا هی کہ اسرا بجسدہ تهي حالانکہ صرف " جئت" کے لفظ سے جسکے ساتهہ کچهہ بیان نہیں هی کہ آنحضرت کا جانا یہہ روحاني طور پر تها یا جسماني طور پر — بجسدہ جانے پر استدلال نہیں هوسکتا — خصوصاً ایسي حالت میں جبکہ اسکي تشریح اس مقام پر هوني ضرور تهي *

دوسري حديث — شداد بن اوس کي ایسي رکاکت لفظ و معني پر مشتمل هی اور جو طرز کہ حديث بیان کرنے کا هی — اُس سے اسقدر بعید هی کہ کسیطرح قابل اعتماد نہیں *

صورة دوم یعني اسراء کا مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ وبحالت بیداري هونا اور معراج کا اُسکے بعد بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتهی تک بروحہ هونا

ایک قلیل گروہ علماء اور محدثین کا یہہ مذهب هی کہ اسراء مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ و بحالت بیداري هوئي اور اُس کے بعد بروحہ — جن لوگوں کا یہہ مذهب هی وہ مکہ سے بیت المقدس تک جانیکا نام اسراء رکهتے هیں اور بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتهی تک جانیکا معراج *

اُنکي اس راے کي تائید میں نہ قرآن مجید میں کچهہ تصریح هی اور نہ احاديث سے اُسکي تصریح معلوم هوتي هی مگر فتح الباري شرح بخاري میں لکها هی کہ بعض لوگوں کا

وذهب بعضهم الی ان الاسراء کان فی الیقظة والمعراج کان فی النوم * ** فان الله سبحانه

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ

وتعالی قال " سبحان الذي اسري بعبدہ لیلامن المسجدالحرام الی المسجدالاقصی" فلو وقع المعراج فی الیقظۃ کان ذالک ابلغ فی الذکرالی آخرہ (فتح الباري جلد ۷ صفحہ ۱۵۱) یہہ مذہب هی کہ اسراء بیداري کي حالت میں ہوئي اور معراج سونے کي حالت میں اور أنکي دلیل یہہ هی کہ قرآن مجید میں هی کہ " پاک هی وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور اگر معراج جاگنے میں ہوتي تو أسکا ذکر کرنا زیادہ بلیغ ہوتا *

اگرچہ اس بیان میں اسراء کے بجسدہ ہونے کا کچھہ ذکر نہیں مگر فی الیقظۃ اسراء ہونے سے سمجہا جاسکتا هی کہ بجسدہ فی الیقظۃ ہوئي تھي *

مگر اس دلیل کے ناکافي ہونے کے لیئے اسي بات کا کہنا کافي هی کہ بلاشبہہ خدا نے فرمایا هی کہ " سبحان الذي اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی " مگر أس میں کچھہ ذکر یا اشارہ اسبات کا کہ اسراء بحالت بیداري اور بجسدہ یا بروحہ ہوئي تھي نہیں هی پس أس آیت سے اس بات پر کہ معراج بحالت بیداري ہوئي تھي استدلال نہیں ہوسکتا *

اس بیان سے جو فتح الباري میں هی لازم آتا هی کہ آنحضرت صلعم بیت المقدس میں پہونچنے کے بعد سورہے تھے اور أسکے بعد معراج یعني عروج الی السموات سونے کي حالت میں ہوا تھا حالانکہ کسي حدیث سے نہیں پایا جاتا کہ آنحضرت بیت المقدس میں پہونچ کر سورہے ہوں *

علاوہ اس کے هم نے صورت اول کي بحث میں ظاهر کیا هی کہ کوئي دلیل اسبات پر نہیں هی کہ اسراء یا معراج بحالت بیداري و بجسدہ ہوئي تھي اور جو کہ اسراء بھي أسي کا ایک جزو هی اس لیئے اسراء کا بھي بحالت بیداري اور بجسدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور أس کے لیئے جدا گانہ دلیلوں کے بیان کرنے کي ضرورت نہیں هی *

تیسري صورت یعني معراج کا جس میں اسراء بھي داخل هی ابتدا سے انتہا تک بروحہ اور سونیکي حالت میں یعني خواب میں ہونا

اس میں کچھہ شک نہیں کہ ایک قلیل گروہ علماء و محدثین کا یہہ مذہب هی کہ معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کي حالت میں ہوئي تھي یعني وہ ایک خواب تھا

بے شک یہہ قرآن

جو رسول خدا صلعم نے دیکھا تھا مگر اُس کی دلیلیں ایسی قوی ھیں کہ جو شخص اُن پر غور کریگا وہ یقین کریگا کہ تمام واقعات معراج سونے کی حالت یعنی خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے تھے اور اُسکے لیئے یہہ دلیلیں ھیں *

اول — دلالت النص یعنی خدا کا یہہ فرمانا کہ سبحان الذی اسرا بعبدہ لیلا یعنی رات کو خدا اپنے بندہ کو لوگیا اسبات پر دلالت کرتا ھی کہ خواب میں یہہ امور واقع ھوئے تھے جو وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا ھی ورنہ " لیلا " کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی اور ھم اسکی مثالیں بیان کرینگے کہ خواب کے واقعات بلا بیان اسبات کے کہ وہ خواب ھی بیان ھوئے ھیں کیونکہ خود وہ واقعات دلیل اسبات کی ھوتے ھیں کہ خواب کا وہ بیان ھی *

دوم — خود اسی سورۂ میں خدانے معراج کی نسبت فرمایا ھی " وما جعلنا الرؤیا اللتی اریناک الافتنۃ للناس " یعنی ھم نے نہیں کیا اُس خواب کو جو تجھے دکھایا مگر آزمایش واسطے لوگوں کے بخاری میں عبداللہ ابن عباس سے دو حدیثیں ھیں کہ اس آیت میں جس میں رویا کا ذکر ھی اُس سے معراج میں آنحضرت نے جو دیکھا وہ مراد ھی مگر اس مقام پر لفظ رویا کی نسبت جو قرآن مجید میں ھی اور لفظ عین کی نسبت جو عبداللہ ابن عباس کی روایت میں ھی بحث ھی جسکو ھم آیندہ بیان کرینگے اور ثابت کرینگے کہ رویا سے خواب ھی مراد ھی اور لفظ عین سے جو عبداللہ ابن عباس کی حدیث میں آیا ھی اُن معنوں میں کچھہ تغیر نہیں ھوتا *

پہلی حدیث بخاری کی یہہ ھی کہ حدیث بیان کی ھم سے علی بن عبداللہ نے

حدثنا علی ابن عبداللہ قال حدثنا سفیان عن عمرو عن عکرمۃ عن ابن عباس و ما جعلنا الرویا اللتی اریناک الافتنۃ للناس قال ھی رویا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الخ —
(بخاری صفحہ ۶۸۶)

اُس نے کہا حدیث بیان کی ھم سے سفیان نے عمر سے اُسنے عکرمہ سے اُس نے ابن عباس سے کہ آیت " وما جعلنا الرویا اللتی اریناک الا فتنۃ للناس " میں لفظ رویا سے آنکھہ کا دیکھنا مراد ھی جو رسول اللہ کو اسرا کی رات دکھایا گیا *

دوسری حدیث بخاری کی یہہ ھی کہ حدیث بیان کی ھم سے حمیدی نے اُسنے

حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمر عن عکرمۃ عن ابن عباس فی

کہا حدیث بیان کی ھم سے سفیان نے اُسنے کہا حدیث بیان کی ھم سے عمر نے عکرمہ سے

يهدي للتي هي اقوم

قوله تعالى وما جعلنا الرويا اللتي اريناك الا فتنة للناس قال هي رويا عين اريها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى به الى بيت المقدس —
(بخاري ص ۵۵۰)

اُسنے ابن عباس سے کہ " آيت وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس " ميں لفظ رويا سے آنکھہ کا ديکھنا مراد هي جو رسول الله کو دکھايا گيا اُس رات جبکہ وہ بيت المقدس ليجائے گئے *

سوم — مالک بن صعصعہ اور انس بن مالک کي حديثوں جو بخاري اور مسلم ميں مذکور هيں اُن سے پايا جاتا هی کہ معراج کے وقت آپ سوتے تهے اور اُن حديثوں کے مندرجہ ذيل الفاظ هيں *

مالک بن صعصعہ کي حديثوں ميں هی کہ رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے فرمايا " بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان " *

انهي مالک بن صعصعہ کي ايک حديث ميں هی کہ آنحضرت نے فرمايا کہ " بينما انا في الحطيم وربماقال في الحجر مضطجعاً " *

انس بن مالک کي حديثوں ميں هی " فيماير‌ى قلبه وتنام عينه ولاينام قلبه " اور اسي حديث کے آخر ميں هی " فاستيقظ وهو في المسجد الحرام " *

صحاح کي اور کسي حديث ميں اس بات کا ذکر نهيں هی کہ کسي وقت معراج کے اوقات ميں آپ جاگتے تهے *

چہارم — معاويہ — حسن — حذيفہ بن اليمان اور حضرت عائشہ کا يہہ مذهب تها کہ اسرا يا معراج خواب ميں هوئي هی *

مگر قاضي عياض نے جو قول نقل کيئے هيں ان کے اوپر کچهہ اعتراض بهي وارد کيئے هيں خصوصاً حضرت عائشہ کے قول پر — مگر جب هم اسوجہ کي تشريح کرينگے تو بيان کرينگے کہ وہ اعتراض صحيح نهيں هی اور اسقدر هم اب بهي ياد دلاديتے هيں کہ شفاء قاضي عياض ميں حضرت عائشہ کا جو قول مذکور هی اور جسميں " مافقدت " کا لفظ بصيغۂ متکلم آياهی وہ صحيح نهيں هيں بلکہ صحيح لفظ هی " مافقد " بصيغۂ مجهول — چنانچہ هم اسکا اشارہ اوپر بهي کرچکے هيں — اور بيان کرچکے هيں کہ عيني شرح بخاري ميں بجاے لفظ " مافقدت " کے لفظ " مافقد " چهاپا هوا هی اور مصحح شفا نے " مافقد " کے لفظ کو اختيار کيا هی (ديکهو هماري تفسير کا صفحہ ۱۲) *

هدايت كرتا هى أس راه كي كه وهي سيدهي هى

بهر حال جن روايتوں سے معاوية اور حسن اور حذيفه بن اليمان اور حضرت عائشه كا مذهب پايا جاتا هى أنكو هم بعينه نقل كرتے هيں *

كشاف مهں هى كه اسبات ميں اختلاف هى كه معراج جاگتے ميں هوئي يا سوتے مهں —

واختلف في انه كان فى اليقظة ام فى المقام فعن عائشة رض انها قالت و الله ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا كن عرج بروحه و عن معاوية انما عرج بروحه و عن الحسن كان فى المقام رويا رأها واكثر الا قاويل بخلاف ذالك —
(كشاف صفحه ۷۵۸)

حضرت عائشه سے منقول هى كه أنهوں نے كہا خداكي قسم آنحضرت كا جسم غايب نهيں هوا بلكه أنكي روح كو معراج هوئي اور معاويه كا قول هى كه معراج بروحه هوئي — اور حسن سے منقول هى كه معراج ايك واقعه تها جو رسول خدا نے خواب ميں ديكها — اور اكثر قول اسكے برخلاف هيں *

اور تفسير كبير ميں هى كه محمد بن جرير طبري نے اپني تفسير ميں حذيفه بن

وفي التفسير الكبير حكي عن محمد بن جرير الطبري في تفسيره عن حذيفة انه قال ذلك رويا و انه ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه و سلم وانما اسرى بروحه و حكي هذا القول عن عائشة و عن معاوية
(تفسير كبير جلد چهارم صفحه ۱۹۹)

اليمان كا يهه قول لكها هى كه واقعه معراج ايك خواب تها اور رسول خدا كا جسم غايب نهيں هوا — بلكه أن كي روح كو معراج هوئي اور يهي قول حضرت عائشه اور معاويه سے منقول هى *

اور سيرة ابن هشام ميں هى كه ابن اسحاق كهتے هيں مجهه سے آل ابوبكر ميں سے

قال ابن اسحاق و حدثني بعض آل ابي بكر ان عائشة كانت تقول ما فقد جسد رسول الله صلعم و لكن الله اسرى بروحه قال ابن اسحق و حدثني يعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الاخنس ان معاوية بن سفيان كان اذا سئل عن مسري رسول الله صلعم قال كانت رويا من الله صادقة فلم ينكر ذلك من قولهما لقول الحسن ان هذه الاية نزلت في ذلك قول الله عزوجل " وما جعلنا الرويا التي اريناك الا فتنة

ايك شخص نے بيان كيا هى كه حضرت عائشه فرماتي تهيں كه رسول خدا كا جسم مبارك غائب نهيں هوا بلكه خدا أنكي روح مبارك كو معراج ميں ليگيا تها — ابن اسحاق كهتے هيں مجهسے يعقوب بن عتبه بن مغيره بن اخنس نے بيان كيا هى كه معاويه بن سفيان سے رسول خدا كي معراج كا حال پوچها گيا — أنهوں نے كہا كه يهه تمام واقعه خدا كي طرف سے ايك سچا خواب تها —

و يبشر المؤمنين ۹

للناس " ولقول الله عزوجل في الخبر عن ابراهيم عليه السلام " اذ قال لابنه يا بني اني اري في المنام اني اذ بحك " ثم مضي علي ذلک فعرفت ان الوحي من الله ياتي الانبياء ايقاظا و نياما قال ابن اسحق و کان رسول الله صلعم فيما بلغني يقول تنام عيني و قلبي يقظان فالله اعلم اي ذلک کان قد جاءه وعاين فيه ما عاين من امرالله علی اي حاليه کان نائما او يقظان کل ذلک حق و صدق –

(سيرة ابن هشام جلد اول صفحات ۲۶۵و۲۶۶ مطبوعه لندن) –

دونوں کے اس قول کا کسي نے انکار نهيں کيا هی – کيونکه حسن کا قول هی که اسي معراج کے باب ميں يهه آيت نازل هوئي " وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الافتنة للناس " اور خدا نے ابراهيم عليه السلام کا خواب بهي حکايتا بيان کيا هی – " اذ قال لابنه يابني اني ارے في المنام اني اذ بحک " پهر اسپر عمل کيا اسليئے ميں نے جان ليا که خدا کي طرف سے انبيا پر خواب و بيداري دونوں ميں وحي آتي هی – ابن اسحاق کهتے هيں که مجهکو يهه خبر پهنچي هی که رسول خدا فرماتے تهے که ميري دونوں آنکهيں سوتي هيں اور ميرا دل جاگتا هی — پس خدا هي جانتا هی که کس حالت ميں وحي آنحضرت کے پاس آئي اور کس حالت ميں دونوں حالتوں ميں سے جو کچهه خدا کے حکم سے ديکهنا تها ديکها جاگتے ميں يا سوتے ميں اور يهه سب کچهه حق اور سچ هی *

شفاء قاضي عياض ميں هی که اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء کے روحاني يا جسماني

ثم اختلف السلف والعلماء هل کان الاسراء بروحه او جسده علی ثلاث مقالات فذهبت طائفة الی انه اسری بروحه و انه رويا منام مع اتفاقهم ان رويا الانبياء وحی و حق و الی هذا ذهب معاوية وحکي عن الحسن والمشهور عنه خلافه واليه اشار محمد بن اسحاق وحجتهم قوله تعالی " وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الافتنة للناس" وما حکوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلی الله عليه وسلم وقوله بينا انا نائم وقول انس وهو نائم في المسجد الحرام

هونے ميں تين مختلف قول هيں — ايک گروه اسراء کے روح کے ساتهه خواب ميں هونے کا قائل هی اور وه اس پر بهي متفق هيں که پيغمبروں کا خواب وحي اور حق هوتا هی معاويه کا مذهب بهي يهي هی – حسن بصري کو بهي اسي کا قائل بتاتے هيں ليکن اُن کا مشهور قول اس کے برخلاف هی اور محمد ابن اسحاق نے اس طرف اشاره کيا هی اُن کي دليل هی خدا کا يهه فرمانا که " نهيں کيا هم نے وه خواب جو دکهايا تجهکو مگر آزمايش

اور خوشخبري ديتا هى ايمان والوں کو ۹

وذکرالقصة ثم قال فی آخر فاستيقظت وانا بالمسجدالحرام الخ – (شفاء قاضي عياض صفحه ۸۵) – واسطے لوگوں کے " اور حضرت عايشه کا يهه قول که نهيں کهويا ميں نے رسول‌الله کے جسم کو يعني آپ کا جسم مبارک معراج ميں نهيں گيا تها اور آنحضرت کا يهه فرمانا که اس حالت ميں که ميں سوتا تها اور انس کا يهه قول که آنحضرت اُس وقت مسجد حرام ميں سوتے تهے پهر معراج کا قصه بيان کرکے آخر ميں کها که ميں جاگا اور اُس وقت مسجد حرام ميں تها الخ *

پنجم — اگر کسي حديث ميں ايسے امور بيان هوں جو ايک طرح پر بداهت عقل کے برخلاف هوں اور ايک طرح پر نهيں اور اگلے علما اور صحابه کي رائيں مختلف هوں که کوئي اس طرف گيا هو اور کوئي اُس طرف تو بموجب اصول علم حديث کے لازم هى که اُس صورت کو اِختيار کيا جاوے جو بداهت عقل کے مخالف نهيں هى *

تصريح پهلي دليل کي

اب هم پهلي دليل کي تصريح کرتے هيں يهه جان لينا چاهيئے که قرآن مجيد اور نيز احاديث ميں جب کوئي امر خواب کا بيان کيا جاتا هى تو يهه لازم نهيں هى که اُس سے پهلے يهه بهي بيان کيا جاوے که يهه خواب هى کيونکه قرينه اور سياق کلام اور نيز وه بيان خود اِسبات کي دليل هوتا هى که وه بيان خواب کا تها مثلاً حضرت يوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب بيان کرتے وقت بغير اِس بات کے کهنے کے که ميں نے خواب ديکها هى يوں کها " يا ابت اني رايت احد عشر کوکبا و الشمس و القمر رايتهم لي ساجدين " — ليکن قرينه اِس بات پر دلالت کرتا تها که وه خواب هى اِس ليئے اُن کے باپ نے کها " يا بني لا تقصص روياک علي اخوتک فيکيدوا لک کيدا " – پس معراج کے واقعات خود اس بات پر دلالت کرتے تهے که وه ايک خواب هى اِس ليئے اس بات کا کهنا که وه خواب هى ضرور نهيں تها بلکه صرف يهه کهنا که رات کو اپنے بندہ کو لے گيا صاف قرينه هى که وه سب کچهه خواب ميں هوا تها *

اِسي طرح چار حديثيں عبدالله ابن عمر کي روايت سے مسلم ميں موجود هيں جن ميں آنحضرت صلي‌الله عليه و سلم کا کعبه کے پاس حضرت مسيح عليه السلام اور مسيح دجال کے ديکهنے کا ذکر هى اُن حديثوں کے لفظ جيساکه روايت بالمعني ميں راويوں کے بيان ميں هوتا هى کسي قدر مختلف هيں مگر سب ميں مسيح عليه‌السلام اور مسيح

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

دجال کے دیکھنے کا ایک هي قصه بیان هوا هی اور اِس میں کسي کو اِختلاف نہیں هی که آنحضرت نے اِس کو خواب میں دیکھا تھا — اُن حدیثوں میں سے ایک حدیث کے اِبتدا میں صرف یهه لفظ هیں " رایت عندالکعبة رجلا " یعني میں نے دیکھا کعبه کے پاس ایک شخص کو — پس اِس میں کوئي اِشارہ لفظي اس بات کا نہیں هی که خواب میں دیکھا تھا مگر خود مضمون اِس قصه کا دلالت کرتا هی که خواب میں دیکھا تھا اِس لیئے کسي ایسے لفظ کے لانے کي جس سے خواب کا اظہار هو ضرورت نه تھي *

دوسري حدیث کے شروع میں هی " اراني لیلة عندالکعبة " اِس میں صرف " لیلة " کا لفظ اِس بات کا مطلب ادا کرنے کو کافي سمجھا گیا هی که آنحضرت نے خواب میں دیکھا تھا — اسي طرح معراج کے قصه میں خدا کا یهه فرمانا " اسری بعبده لیلا " اس بات کے اشارہ کے لیئے که وہ خواب هی کافي هی اور بطور دلالت النص کے معراج کا روحاني یعني خواب میں هونا پایا جاتا هی *

تیسري حدیث کے شروع میں یهه الفاظ هیں " بینما انا نایم رایتني اطوف بالکعبة " یعني جب که میں سوتا تھا میں نے دیکھا که میں کعبه کا طواف کرتا هوں — اِنهي الفاظ کے مثل وہ الفاظ هیں جو بعض حدیثوں میں جن کو هم لکھه چکے هیں معراج کي نسبت آئے هیں اور کوئي وجهه نہیں هی که اُس کو خواب نه سمجھیں *

چوتھي حدیث کے شروع میں یهه الفاظ هیں" اراني لیلة في المقام عندالکعبة " یعني ایک رات مجھکو کعبه کے پاس خواب میں دکھائي دیا — اِس حدیث میں بالکل تصریح خواب کي اُس واقعه کي نسبت موجود هی جس سے کسي کو اِس میں کلام نہیں رهتا که وہ قصه خواب میں دیکھا تھا پس هم کو اِس باب میں شک کرنے کي که معراج کا واقعه خواب میں هوا تھا کوئي وجهه نہیں هی *

تصریح دوسري دلیل کي

اِس دلیل میں جو هم نے لکھا هی " وما جعلنا الرویا التي اریناک الافتنة للناس " یهه آیت متعلق هی معراج سے — بعض لوگ کهتے هیں که معراج سے متعلق نہیں هی — مگر ادنی تامل سے معلوم هوتا هی که جب یهه آیت خاص اسي سورة میں هی جس میں معراج کا ذکر هی تو اس کو معراج کے متعلق نه سمجھنے کي کوئي وجهه معقول نہیں هی خصوصا ایسي صورت میں که خود ابن عباس نے اِس آیت کو اسراء سے متعلق سمجھا هی *

جو کام کرتے ہیں اچھے

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت بطور اظہار شکریہ اُس نعمت کے ہی جو خدا تعالی نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر انکشاف فرمائی تھی اُس کے بعد بنی اسرائیل کا اور اُن قوموں کا ذکر کیا ہی جن کے لیئے بطور اِمتحان و اطاعت فرمان باری تعالی کچھہ نشانیاں مقرر کی گئیں تھیں اور باوصف اِس کے اُنہوں نے رسولوں سے اِنکار کیا — اور خدا کی نافرمانی کی — اِسی موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ ہم نے جو خواب تجھکو دکھلایا ہی وہ بھی لوگوں کے امتحان کے لیئے ہی کیونکہ وہ بھی نبوت کی شعبہ میں سے ہی — تاکہ اِمتحان ہو کہ کون اُس سے اِنکار کرتا ہی اور کون اس کو تسلیم کرتا ہی کیونکہ اُس سے انکار کرنا بمنزلہ اِنکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے ہی *

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہیؔ کہ پہلی آیت اور وہ دوسریؔ آیت متصل اور پیوستہ ہیں — یعنی خدا نے یوں فرمایا ہی — پاک ہی وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک تاکہ دکھائیں ہم اُس کو کچھہ اپنی نشانیاں بیشک وہ سننے والا ہی اور دیکھنے والا — اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھکو مگر آزمایشؔ واسطے لوگوں کے *

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع البصیر — و ما جعلنا الرویا اللتی اریناک الا فتنۃ للناس —

اور جن لوگوں نے اس آیت کو اُس رویا سے متعلق کیا تھا جس کا اشارہ سورہ فتحؔ کی اس آیت میں ہی " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق " اس کی تردید فتح الباریؔ میں خود علامہ ابن حجر نے کی ہی — وہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس کی اس حدیث میں اُس شخص کا رد ہی جو اس آیت کے خواب سے رسول خدا کا مسجد حرام میں داخل ہونے کا خواب مراد لیتا ہی جس کا اشارہ آیت " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام " میں ہی — اور کہتا ہی کہ " فتنۃ للناس " سے حدیبیہ میں رسول خدا کو

و فی ذلک رد لمن قال المراد بالرویا فی ہذہ الایۃ رویاہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ دخل المسجد الحرام المشار الیہا بقولہ تعالی " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام " قال ہذا القائل والمراد بقولہ " فتنۃ للناس " ما وقع من صد المشرکین لہ فی الحدیبیۃ عن دخول المسجد الحرام انتہی و ہذا و ان کان یمکن ان یکون مراد الایۃ لاکن

اِنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (۱۰)

الاعتماد في تفسيرها على ترجمان القرآن اولى والله اعلم —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۷۱) —

مسجد حرام میں داخل ہونے سے مشرکین کا روکنا مراد ہی اگرچہ ممکن ہی کہ اس آیت سے یہی مراد ہو مگر قرآن کی تفسیر میں ترجمان القرآن (حدیث) پر اعتماد کرنا اولی ہی *

مگر ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کو سورہ فتح کی آیت مذکورہ سے کسی طرح کا بھی تعلق نہیں ہی — مگر ہمکو اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ اکثر مفسرین نے بھی اس آیت کو معراج سے متعلق سمجھا ہی — جو کچھہ اختلاف کیا ہی وہ رویا کے معنوں میں کیا ہی — جس پر ہم بحث کرینگے *

چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ چوتھا قول جو صحیح تر اور اکثر مفسرین اسکے قائل

والقول الرابع و هوالاصح و هو قول اكثر المفسرين ان المراد بها ما اراه الله ليلة الاسراء واختلفوا في معنى هذه الرويا —
(تفسير كبير جلد چهارم صفحه ۳۴۶)

ہیں یہہ ہی کہ رویا سے مراد وہ رویا ہی جو معراج کی رات خدا نے آنحضرت کو دکھایا — اور اس رویا کے معنی میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہی *

رویا کے اصلی لغوی معنی کسی چیز کو خواب میں دیکھنے کے ہیں — لسان العرب میں ہی " الرويا ما رايته في منامک " مگر کہا جاتا ہی کہ رویا کا اطلاق رویت یعنی جاگتے میں دیکھنے پر بھی آتا ہی چنانچہ لسان العرب میں ہی " و قد جاء رويا في اليقظة " اور اس پر راعي شاعر جاهلي کا یہہ شعر سند میں پیش کیا ہی *

فكبر للرويا وهش فواده

اس نظارہ کو دیکھکر اُس نے (تعجب سے) الله اکبر کہا اور اُس کا دل خوش ہوا *

و بشر نفسا كان قبل يلومها

اور اُس نے اپنے نفس کو خوشخبری دی جس کو پہلے ملامت کرتا تھا *

اور متنبی کے شعر کے اس مصرع کو بھی سند میں پیش کیا ہی *

و روياک احلى في العيون من الغمض

تیرا دیدار آنکھوں میں نیند میں اُونگھنے سے زیادہ لذیذ ہی *

حریری نے رویا کو بمعنی " رويت في اليقظة " استعمال کرنا غلط بتایا ہی اور متنبی کے شعر پر اعتراض کیا ہی — اور در حقیقت متنبی کا ایسا درجہ نہیں ہی کہ اُس کے کلام کو کلام جاہلیت کی طرح مستند مانا جاے *

اور بے شک اُن کے لیئے هی ثواب بڑا ۱۰

حریري نے لکھا هی - کہ لوگ کہتے هیں میں فلاں کے رویا سے خوش هوا اور اس سے اُس کا دیکھنا مراد لیتے هیں — وہ اس محاورہ میں غلطي کرتے هوں جیسیکہ ابوالطیب

و یقولون " سررت برویا فلان " اشارة الی مرآة فیوهمون فیه کما وهم ابوالطیب في قوله لبدر بن عمار و قد سامرہ ذات لیلة الی قطع من اللیل -

متنبي شاعر نے اپنے اس قول میں غلطي کي هی جو بدر بن عمار سے کہا تھا اور اُس نے ایکرات کچھہ دیر تک اُس سے باتیں کي تھیں اور اُس شعر کا یہہ ترجمہ هی -

مضی اللیل والفضل الذي لک لا یمضی
و رویاک احلی فی العیون من الغمض

رات تمام هو چلي هی اور تیرے علم و فضل (کي داستان) تمام نہیں هوتي هی - اور تیرا دیدار آنکھوں میں اُونگھنے سے زیادہ لذیذ هی -

والصحیح ان یقال سررت برویتک لان العرب تجعل الروية لما یری فی الیقظة والرویا لما یری فی المنام کما قال سبحانه اخبارا عن یوسف علیه السلام " هذا تاویل رویاے من قبل " -

(درة الغواص صفحه ٥٩ و ٦٠) -

صحیح یہہ هی کہ اس محاورہ میں رویا کي جگہہ رویت کا لفظ بولا جاے کیونکہ اهل عرب رویت کو جاگنے کي حالت میں دیکھنے پر اور رویا کو خواب دیکھنے کے موقع پر استعمال کرتے هیں — جیساکہ خدا نے حکایتاً یوسف علیہ السلام کا یہہ قول بیان کیا هی " هذا تاویل رویاي من قبل " *

علامہ خفاجي درة الغواص کي شرح میں لکھتے هیں کہ رویا کے معنيٰ میں اهل لغت کے

و فیه ثلاثة اقوال لاهل اللغة احدها ما ذکرہ المصنف والثاني انهما بمعني فیکونان یقظة او مناما والثالث ان الروية عامة والرویا مختص لما یکون فی اللیل و لو یقظة فقول المتنبی ... ... محتاج الی التاویل -

(شرح درة الغواص صفحه ١٤٢) -

تین قول هیں — ایک تو وہ جس کا ذکر مصنف نے کیا هی — دوسرا یہہ کہ دونوں لفظوں (رویت اور رویا) کے ایک هي معني هیں — جاگنے کي حالت پر بولے جائیں یا سونے پر — تیسرا قول یہہ هی کہ رویت عام هی اور رویا رات کے دیکھنے سے اگرچہ حالت بیداري میں هو مخصوص هی - پس متنبي شاعر کا قول ... ... تاویل کا محتاج هی *

علامہ خفاجي نے راعي کے تین شعر نقل کیئے هیں کہ جن سے پورا مطلب معلوم هوتا هی - وہ لکھتے هیں کہ ابن بري نے کہا هی کہ رویا اگرچہ خواب کے معنوں میں هی مگر اهل عرب اکثر جاگنے کي حالت میں دیکھنے پر بھي بولتے هیں * اور یہہ استعمال بطور

وَ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

و قال ابن الجوزي الرويا و ان كانت في المنام فالعرب استعملتها في اليقظة كثيرا فهو مجاز مشهور كقول الراعي ـــ

و مستنبح تهوي مساقط راسه
علي الرحل في طخياء طمس نجومها
رفعت له مشبوبة عصفت لها
صبا تزدهيها مرة و تقيمها
فكبر للرويا و هش فواده
و بشر نفسا كان قبل يلومها

و عليه اكثر المفسرين في قوله تعالى " وما جعلنا الرويا التي اريناك الا فتنة للناس " يعني ماراه ليلة المعراج يقظة علي الصحيح (شرح درة الغواص خفاجي صفحه ۱۴۲)

مجاز کے مشهور هی جیساکه راعي کاقول هی ـــ کتے کي آواز پر کان لگانے والا مسافر جس کا سر (نیند کي حالت میں) بار بار کجاوه پر گرتا هی اندهیري رات میں جس کے تارے دهندلے هیں ـ میں نے اسکے لیئے آگ جلائي جس پر مشرق کي هوا چلي جو کبهي اسکو هلاتي هی اور کبهي اسکو بهڑکاتي هی ـ اُس نے اس نظاره کو دیکهکر (تعجب سے) الله اکبر کها اور اس کا دل خوش هوا ـ اور اُس نے اپنے نفس کو خوشخبري دي جسکو پهلے ملامت کرتاتها ـ اور اسي پر اکثر مفسرین نے آیت " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس " میں رویا کي تفسیر کي هی یعني جو کچهه رسول خدا نے معراج کي رات جاگتے میں دیکها ـــ اور یهي معني صحیح هیں ٭

اور فتح الباري شرح صحیح بخاري میں لکها هی که لفظ رویا کے اُس چیز پر جو جاگنے کي حالت میں آنکهه سے دیکهي جائے ـ بولنے پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا هی ـ حریري

و استدل به علی اطلاق لفظ الرويا علی ما يری بالعين في اليقظة و قد انكرها الحريري تبعا لغيره و قالوا انما يقال رويا في المنام و اما التي في اليقظة فيقال روية و ممن استعمل الرويا في اليقظة المتنبي في قوله

و روياك احلی في العيون من الغمض

و هذا التفسير يرد علی من خطاه (فتح الباري جلد هشتم صفحه ۳۰۲)

نے اس استعمال کا اوروں کي طرح انکار کیا هی ـ وه کهتے هیں که رویا سوتے میں اور رویت جاگتے میں کچهه دیکهنے پر بولا جاتا هی ـ متنبي شاعر اُن میں سے هی جو رویا کو جاگتے میں دیکهنے پر استعمال کرتے هیں ـ اس کا قول هی که تیرا رویا (دیدار) آنکهوں میں نیند کے اُونگهنے سے زیاده لذیذ هی اور اس تفسیر سے اُن پر اعتراض آتا هی جو اس کي خطا پکڑتے هیں ٭

اس تمام بحث سے ثابت هوتا هی که حقیقي معني رویا کے خواب میں دیکهنے کے

اور بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر

ھیں اور رویت فی الیقظہ پر مجازاً بولا جاتا ھی — جس کے لیئے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی یا حالی ایسا موجود ھو جس کے سبب مجازاً رویا کا استعمال رویت پر پایا جاتا ھو جیسا کہ راعی کے اول اشعار سے پایا جاتا ھی اور جو کہ مستنبع نیند میں غرق تھا اور اُسی حالت میں اُس نے آگ کا شعلہ دیکھا تھا تو لفظ رویا کا استعمال مجازاً رویت کے معنوں میں نہایت عمدہ تھا — مگر قرآن مجید میں جو لفظ رویا کا آیت " وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنة للناس " میں آیا ھی اُس کا یہہ حال نہیں ھی — پس اگر ھم تسلیم کرلیں کہ رویا کا اطلاق رویت فی الیقظة پر بھی ھوتا ھی تو یہہ بھی کافی نہیں ھی بلکہ اس بات کا ثبوت بھی درکار ھی کہ اس آیت میں جو لفظ رویا آیا ھی - اُس سے بھی رویت فی الیقظة مراد ھی - آیت مذکورہ میں کوئی اشارہ یا کوئی قرینہ اس بات کا نہیں ھی کہ رویا سے رویت فی الیقظة مراد لی جائے بلکہ جب اس آیت کو پہلی آیت سے ملایا جاتا ھی جس میں " اسری بعبدہ لیلا " یعنی رات کا لفظ ھی تو قرینہ اس بات کا ھوتا ھی کہ رویا سے خواب ھی مراد ھی نہ رویت فی الیقظة - خصوصاً اس صورت میں کہ قرآن مجید میں کسی جگہہ رویا کا اطلاق رویت فی الیقظة پر نہیں آیا *

علما نے ابن عباس کی حدیث میں جو " رویا عین " کا لفظ آیا ھی تو لفظ عین پر بحث کی ھی اور اس کے سبب رویا کو رویت فی الیقظہ قرار دیا ھی چنانچہ کرمانی شارح بخاری نے ابن عباس کی حدیث کی نسبت لکھا ھی - کہ رویا کے ساتھہ لفظ عین کی قید اس لیئے لگائی ھی تاکہ معلوم ھو کہ رویا سے رویت فی الیقظة مراد ھی — نہ رویا بمعنی خواب *

رویا عین قیدبہ للاشعار بان الرویا بمعنی الرویة فی الیقظة لارویا النائم - (حاشیہ بخاری صفحہ ۵۵۰) -

اور پھر کرمانی نے لکھا ھی کہ عین کی قید سے جو رویا کے ساتھہ ھی اس بات کا اشارہ ھی کہ اس سے جاگتے میں دیکھنا مراد ھی — اور وہ علم کے معنی میں نہیں ھی *

انما قید الرویا بالعین اشارة الی انها فی الیقظة و الی انها لیست بمعنی العلم - (حاشیہ بخاری صفحہ ۶۸۹) —

اور شفاء قاضی عیاض میں لکھا ھی کہ ابن عباس کہتے ھیں کہ رویا سے آنکھہ کا دیکھنا مراد ھی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا نہ خواب کا دیکھنا *

قال ابن عباس ھی رویا عین راها النبی صلی الله علیه وسلم لارویا منام (شفا صفحہ ۸۷) —

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۰)

واضح ہو کہ ابن عباس کی حدیث میں الفاظ " لارویا منام" کے نہیں ہیں- جن کے معنی یہہ ہیں کہ " وہ دیکھنا سونے کی حالت میں نہیں ہے " *

اگر اس امر کے ثبوت کا مدار کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک معراج " فی الیقظۃ " ہوئی - صرف اسی حدیث پر ہے تو ہم اسبات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اُن کا مذہب یہہ تھا کہ معراج " فی الیقظۃ " ہوئی کیونکہ اگر حضرت ابن عباس کا یہہ مذہب تھا جیسا کہ قاضی عیاض نے قرار دیا ہے کہ اسرا یا معراج بحالت یقظہ ہوئی تھی تو صاف فرماتے " ہی رویا فی الیقظۃ " یا " رویۃ فی الیقظۃ اریہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس " اس صاف لفظ کو چھوڑ کو ایک ایسے لفظ کو اختیار کرنے کی جس کے معنی یقظہ کے نہیں ہیں اور اگر بہت کوشش کی جائے تو اس سے بطور دلالت التزامی کے یہہ معنی سمجھہ میں آتے ہیں - کوئی وجہہ نہیں ہوسکتی *

اس میں کچھہ شک نہیں ہے کہ سلف سے علما اور صحابہ کو اس میں اختلاف ہے کہ واقعات معراج بحالت بیداری ہوئے تھے یا خواب میں- لیکن اگر قید لفظ " عین " کی جو ابن عباس کی حدیث میں ہے- ایسی صاف ہوتی جس سے " رویت فی الیقظۃ " سمجھی جاتی تو علما میں اختلاف نہ ہوتا — اس سے ظاہر ہے کہ قید لفظ " عین " سے " رویت فی الیقظۃ " کا سمجھنا ایسا صاف نہیں ہے جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے *

عین کے معنی لغت میں " حقیقۃ الشی " کے ہیں — لسان العرب میں لکھا ہے اہل عرب کے نزدیک عین کسی چیز کی حقیقت پر بولا جاتا ہے — کہتے ہیں کہ وہ اس کام کو عین صافی سے لایا یعنی اُس کام کی اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینہ لایا یعنی خالص اور روشن حق کو لایا *

العین عند العرب حقیقۃ الشی یقال جاء بالامر من عین صافیۃ ای من فصہ و حقیقۃ و جاء بالحق بعینہ ای خالصا و اضحا — (لسان العرب جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۰) -

پس حضرت ابن عباس کا یہہ فرمانا کہ رویا عین - اسکے معنی ہیں " رویا حقیقۃ لان رویا الانبیاء حق و وحی" اور اسلیئے ہمارے نزدیک ابن عباس کی حدیث میں رویا کے ساتھہ جو عین کے لفظ کی قید لگائی ہے اُس سے رویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ رویا کو جو قرآن مجید میں آیا ہے بلا کسی قرینہ کے جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے — مجازی معنوں میں لینا مقصود نہیں ہے بلکہ اُس سے رویا کے صحیح اور واقعی اور

ہم نے طیار کیا ہی اُن کے لیئے عذاب دکھہ دینے والا (۱۱)

حق ہونے کی تاکید مراد ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ خواب وہم و خیال یا اضغاث احلام میں سے نہیں ہی — بلکہ در حقیقت خواب میں جو کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ سچ اور حق ہی — کیونکہ انبیا کے تمام خواب حق اور سچ ہوتے ہیں پس لفظ عین کی قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداری میں دیکھا ہو *

ہمارے اس قول کی تائید میں ابن قیم کا یہہ قول زادالمعاد میں ہی صحابہ میں اختلاف ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں خدا کو دیکھا تھا یا نہیں ابن عباس کی روایت ہی کہ دیکھا تھا مگر صحیح یہہ ہی کہ اُنہوں نے کہا کہ آنحضرت نے خدا کو اپنے دل سے دیکھا تھا یعنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور یہہ پوری دلیل ہی کہ اُن کی روایت میں لفظ عین سے آنکھہ کا دیکھنا مراد نہیں ہی *

و اختلف الصحابة هل رأي ربه تلك الليلة ام لا فصح عن ابن عباس انه راي ربه وصح عنه انه قال راه بفواده — (زادالمعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱) —

اگر ہماری یہہ رائے صحیح نہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رویا کے ساتھہ اسی مقصد سے بولا ہو کہ رویا سے رویت بالعین فی الیقظة مراد ہی — تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہونگے جو معراج فی الیقظة کے قائل ہوئے ہیں — مگر ہم اُس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے ہیں — اور ہمارے نزدیک خواب ہی میں ماننا لازم ہی — جسکی وجہہ ہم پانچویں دلیل کی تصریح میں بیان کرینگے *

شاہ ولی اللہ صاحب نے آنحضرت صلعم کا معراج میں جانا " بجسد برزخی بین المثال والشہادة " بیان کیا تھا — اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اُس کا مطلب نہیں سمجھہ سکتے — اسی طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہی کہ صرف روح رسول خدا صلعم کی معراج میں گئی تھی — اور جسد نہیں گیا — اور اسی طرح پر روح گئی تھی جس طرح پر انسان کی روح مرنے کے بعد جاتی ہی — مگر فرق یہہ ہی کہ انسان کی روح نکلنے کے بعد انسان مرجاتا ہی مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جانے کے بعد آنحضرت فوت نہیں ہوئے تھے — اگرچہ یہہ رمز بھی ہماری سمجھہ میں نہیں آتی لیکن اس کا نتیجہ بھی یہہ ہی کہ ابن قیم بھی بجسدہ معراج کا قائل نہیں ہی — اور شاہ ولی اللہ

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهٗ بِالْخَيْرِ

صاحب کی راے کا ماخذ بھی یہی معلوم ہوتا ہی - بہر حال جو کچھہ ابن قیم کی راے ہی - ہم اس کو اس مقام پر بجنسہ نقل کرتے ہیں *

و قد نقل ابن اسحاق عن عائشة و معاوية انهما قالا انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده و نقل عن الحسن البصري نحوذلك ولكن ينبغي ان يعلم الفرق بين ان يقال كان الاسراء مناما و بين ان يقال كان بروحه دون جسده و بينهما فرق عظيم و عائشة و معاوية لم يقولا كان مناما و انما قالا أسرى بروحه و لم يفقد جسده و فرق بين الامرين فان ما يراه النائم قد يكون امثالا مضروبة للمعلوم في الصور المحسوسة فيرى كانه قد عرج به الى السماء و ذهب به الى مكة و اقطار الارض و روحه لم تصعد ولم تذهب و انما ملك الرويا ضرب له المثال والذين قالوا عرج برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفة قالت عرج بروحه و بدنه و طائفة قالت عرج بروحه و لم يفقد بدنه و هولاء لم يريدوا ان المعراج كان مناما و انما ارادوا ان الروح ذاتها اسرى بها و عرج بها حقيقة و باشرت من جنس ماتباشر بعد المفارقة و كان حالها في ذلك كحالها بعد المفارقة في صعودها الى السموات سماءً سماءً حتى ينتهي بها الى السماء السابعة فتقف بين يدي الله عز و جل فيامر فيها بما يشاء ثم تنزل الى الارض فالذي كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاسراء اكمل مما يحصل للروح عند المفارقة و معلوم ان هذا امر فوق ما يراه النائم لكن لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في مقامه خرق العوائد حتى شق بطنه و هو حي لايتالم بذلك عرج بذات

ابن اسحاق نے حضرت عائشہ اور معاویہ کا مذہب یہہ بتایا ہی کہ معراج میں آنحضرت کی روح گئی تھی اور جسم غایب نہیں ہوا اور حسن بصری کا مذہب بھی یہی بتایا ہی لیکن اس قول میں کہ اسرا خواب میں ہوئی تھی اور اس قول میں کہ اسرا روح کے ساتھہ ہوئی تھی نہ جسم کے ساتھہ فرق جاننا چاہیئے - اور دونوں میں بڑا فرق ہی - حضرت عائشہ اور معاویہ نے یہہ نہیں کہا کہ اسرا خواب میں ہوئی تھی بلکہ اُنہوں نے کہا کہ اسرا روح کے ساتھہ ہوئی تھی اور رسول خدا کا جسم اسرا میں نہیں گیا اور دونوں میں فرق ہی کیونکہ سونے والا جو کچھہ خواب میں دیکھتا ہی وہ حقیقت میں ایک معلوم چیز کی مثالیں ہیں جو محسوس شکلوں میں اس کو دکھائی دیتی ہیں وہ دیکھتا ہی کہ گویا آسمان پر چڑھگیا اور مکہ اور دنیا کے اور اطراف میں چلا گیا ہی — حالانکہ اس کی روح نہ چڑھی نہ کہیں گئی — بلکہ خواب کے غلبہ نے اس کی نظر میں ایک صورت بنادی ہی — جو لوگ رسول خدا کے معراج کے قائل ہیں - ان کے دو گروہ ہیں — ایک گروہ کہتا ہی کہ رسول خدا کی روح اور بدن دونوں کو معراج ہوئی - دوسرا گروہ کہتا ہی کہ معراج میں

اور دعا مانگتا هی انسان برائي کي جيسيکه وه دعا مانگتا هی بهلائي کي

روحه المقدسة حقيقة من غير اماتة ومن
سواه لاينال بذات روحه الصعود الى السماء
الا بعد الموت والمفارقة فالانبياء انما استقرت
ارواحهم هناک بعد مفارقة الابدان و روح
رسول الله صلى الله عليه وسلم صعدت الى
هناک في حال الحيواة ثم عادت وبعد وفاته
استقرت في الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء
و مع هذا فلها اشراف على البدن واشراق
وتعلق به بحيث يرد السلام على من سلم
عليه وبهذا التعلق راى موسى قائماً يصلي
في قبره وراه في السماء السادسة و معلوم
انه لم يعرج بموسى من قبره ثم رد اليه وانما
ذلک مقام روحه واستقرارها وقبره مقام بدنه
واستقراره الى يوم معاد الارواح الى اجسادها
فراه يصلي في قبره وراه في السماء السادسة كما انه
صلى الله عليه وسلم في ارفع مكان في الرفيق
الاعلى مستقرا هناک وبدنه في ضريحه غير
مفقود واذا سلم عليه المسلم رد الله عليه روحه
حتى يرد عليه السلام ولم يفارق الملاء الاعلى
ومن كثف ادراكه وغلظت طباعه عن ادراک
هذا فلينظر الى الشمس في علو محلها وتعلقها
وتاثيرها في الارض وحيواة النبات والحيوان
بها هذا وشان الروح فوق هذا فلها شان وللابدان
شان وهذه النار تكون في محلها وحرارتها تؤثر
في الجسم البعيد عنها مع ان الارتباط والتعلق
الذي بين الروح والبدن اقوى واكمل من ذلک
و اتم فشان الروح اعلى من ذلک و الطف

فقل للعيون الرمد اياک ان ترى
سنا الشمس استغشى ظلام اللياليا

(زاد المعاد ابن قيم جلد اول صفحه ۳۰۱
و ۳۰۲) —

اُن کي روح گئي تهي بدن نهيں گيا — اور
اس سے اُنکي يهه مراد نهيں هی که معراج
خواب ميں هوئي بلکه اُنکي مراد يهه هی که
خود آنحضرت کي روح اسرا ميں گئي اور
حقيقت ميں اُسيکو معراج هوئي — اور اُسنے
وهي کام کيا جو بدن سے جدا هونے کے بعد
روح کرتي هی اور اس واقعه ميں اُس کا حال
ويسا هوا جيسا که بدن سے جدا هونے کے بعد
روح ايک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتي
هی يهاں تک که ساتويں آسمان پر پهنچتي
اور خدا کے سامنے ٹهير جاتي هی — پهر خدا
جو چاهتا هی اسکو حکم کرتا هی پهر زمين پر
اُترتي هی — پس جو حال رسول خدا کا
معراج ميں هوا وه اس سے زياده کامل تها جو
روح کو بدن چهوڑنے کے بعد حاصل هوتا هی —
اور ظاهر هی که يهه حال اس کيفيت سے جو
سونے والا خواب ميں ديکهتا هی بالاتر هی
ليکن چونکه رسول خدا نے اپنے (بلند) مرتبه
کے سبب بهت سي فطرت کے قاعدوں کو توڑا
يهاں تک که زندگي ميں اُنکا پيٹ چاک
کيا گيا اور اُنکو تکليف نه هوئي — اس لئے
حقيقت ميں بدون مرنے کے خود اُنکي روح
مقدس کو معراج هوئي — اور جو اُن کے سوا
هيں اُنميں سے کسيکي روح بدون مرنے اور
بدن چهوڑنے کے آسمان پر صعود نهيں کرتي —
انبيا کي روحيں اس مقام پر بدن سے جدا

وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۱۲

مرنے کے بعد پہنچتي هیں — اور رسول خدا كي روح زندگي هي میں اس مقام تک گئي اور واپس آگئي — اور بعد وفات کے دیگر انبیا كي روحوں کے ساتھہ مقام " رفیق اعلی" میں هی - اور باوجود اسکے بدن پر اسکا پرتو اور اسکي اطلاع اور اُس کے ساتھہ ایسا تعلق هی که رسول خدا هر ایک کے سلام کا جواب دیتے هیں — اور اسي تعلق کے سبب سے رسول خدا نے موسی کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر اُنکو چھٹے آسمان پر بھي دیکھا - اور یهه سب کو معلوم هی که نه موسی نے قبر سے صعود کیا نه واپس آئے - بلکه وہ اُنکي روح کا مقام اور اُسکے ٹھہر نے کي جگهه هی اور قبر اُن کے بدن کا مقام اور اُس کے ٹھہر نے کي جگهه هی جب تک که روحیں دوبارہ بدنوں میں آوینگي — اسي لیئے رسول خدا نے اُنکو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر دیکھا - جیسا که خود رسول خدا (كي روح) " رفیق اعلی " میں ایک بلند مقام پر هی - اور اُنکا بدن قبر میں موجود هی اور جب کوئي مسلمان اُنپر درود وسلام بھیجتا هی خدا اُنکي روح کو بدن میں واپس بھیجتا هی تاکه اُسکے سلام کا جواب دیں حالانکه پھر بھي رسول خدا (كي روح) ملاء اعلی سے جدا نهیں هوتي — اور جس شخص كي عقل تاریک اور طبیعت اس بات کے سمجھنے سے عاجز هی - وہ دیکھے که آفتاب بهت بلندي پر هی اور اُسکا تعلق اور تاثیر زمین میں اور نبات اور حیوان كي زندگي میں هی — اور روح کا حال تو اس سے بالا تر هی - کیونکه روح کا حال اور هی اور اجسام کا حال اور - یهي آگ اپني جگهه میں هوتي هی اور اسکي گرمي اُس جسم میں سرایت کرتي هی جو اُس سے دور هی حالانکه جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے درمیان هی وہ اس سے زیادہ لطیف اور بالاتر هی - درد بھري آنکھوں سے کهدے که آفتاب كي روشني کو دیکھنے سے بچو — ورنه راتوں کا اندھیرا چھا جائیگا *

تصریح تیسري دلیل كي

جو الفاظ که مالک بن صعصعه كي حدیثوں میں هیں " انا عندالبیت بین النائم والیقظان " اور ایک حدیث میں هی "في الحجر مضطجعاً " اور انس بن مالک كي حدیث میں هی " تنام عینه ولاینام قلبه " اوراس حدیث کے آخر میں هی " فاستیقظ وهو في المسجدالحرام " یهه صاف دلیلیں اسبات كي هیں که اسرا اور معراج سونے كي حالت میں هوئي تهیں *

اور هی انسان جلد باز ١٢

مالک بن صعصعہ کي حديثوں پر تو کسي شخص نے اعتراض نہيں کيا مگر انس بن مالک کي حديث پر جسکے راويوں ميں سے ايک راوي شريک بھي ھی اعتراض کيا ھی — اور اعتراض يہہ ھی کہ اُس حديث ميں ھی کہ تين فرشتے وحي آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام ميں سوتے تھے — اُسکے بعد بيان کيا ھی کہ ايک دوسري رات کو فرشتے آئے ايسي حالت ميں جبکہ رسول خدا کا دل ديکھتا تھا اور آنکھيں سوتي تھيں اور دل جاگتا تھا — پس اس حديث ميں دو نقص ھيں اول تو تزلزل ھی بيان ميں دوسرے يہہ کہ وحي آنے سے پہلے فرشتوں کا آنا بيان ہوا ھی — مگر يہہ اعتراض صحيح نہيں ھی — کيونکہ پہلا جملہ ايک الگ واقعہ کا بيان ھی اور دوسرا جملہ جسميں " فيما يري قلبہ وتنام عينہ " آيا ھی وہ بيان ھی اسرا اور معراج کا — چنانچہ عيني شرح بخاري ميں لکھا ھی —

قال النووي جاء فی رواية شريک اوهام انکرها العلماء من جملتها انہ قال ذلک قبل ان يوحی اليہ وهو غلط لم يوافق عليہ وايضاً العلماء اجمعوا علی ان فرض الصلوة کان ليلة الاسراء فکيف يکون قبل الوحي ****** وانکرها الخطابي وابن حزم وعبدالحق والقاضي عياض والنووي *** وقد صرح هولاء المذکورون بان شريکا تفرد بذلک ****** قولہ فلم يرهم اي بعد ذلک حتی اتوه ليلة أخری لم يعين المدة التي بين المجيئين فيحمل علی ان المجئ الثاني کان بعد الوحي اليہ وحينئذ وقع الاسراء والمعراج واذا کان بين المجيئين مدة فلافرق بين ان تکون تلک المدة ليلة واحدة اوليالی کثيرة اوعدة سنين وبهذا يرتفع الاشکال عن رواية شريک ويحصل الوفاق ان الاسراء کان فی اليقظة بعد البعثة وقبل الهجرة فيسقط تشنيع الخطابي و ابن حزم وغيرهما بان شريکا خالف الاجماع في دعواه ان المعراج کان قبل البعثة — (عيني جلد ١١ صفحہ ٦٠٢ و ٦٠٣) —

امام نووي کہتے ھيں کہ شريک کي روايت ميں چند غلطياں ھيں جنکا علما نے انکار کيا ھی ان ميں سے ايک يہہ ھی کہ اُسنے کہا ھی کہ معراج وحي آنے سے پہلے ہوئي اور يہہ غلط ھی — کسي نے اسپر اتفاق نہيں کيا — اور علما باھم اسپر بھي متفق ھيں کہ نماز کا فرض ہونا معراج کي رات ميں ہوا — پس معراج کيونکر وحي آنے سے پہلے ہوسکتي ھی *** خطابي — ابن حزم — عبدالحق — قاضي عياض اور امام نووي نے اسکا انکار کيا ھی — اور اُنہوں نے صاف کہديا ھی کہ شريک اس بات ميں اکيلا ھی ******** راوي کا يہہ قول کہ اس کے بعد اُنکو کسي نے نہيں ديکھا يہاں تک کہ وہ رسول خدا کے پاس دوسري رات آئے — اس ميں اُس نے دونوں دفعہ آنے ميں جو مدت گذري اسکو بيان نہيں کيا ھی — پس خيال کيا جائيگا کہ دوسري دفعہ کا آنا وحي آنے کے بعد

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

ہوا - اور اسوقت اسرا اور معراج واقع ہوئی - اور اگر دونوں دفعہ کے آنے میں کوئی مدت ہی تو کوئی فرق نہیں ہی اس میں کہ وہ مدت ایک رات ہو یا بہت سی راتیں ہوں یا چاند سال ہوں - اور اس سے شریک کی روایت میں جو اشکال پیدا ہوتا ہی - وہ اُٹھہ جاتا ہی - اور اسبات پر اتفاق کا ہونا نکلتا ہی کہ اسرا جاگتے میں بعد نبوت کے اور قبل ہجرت کے ہوئی — پس خطابی - ابن حزم اور دیگر معترضین کی یہہ ملامت دور ہوجاتی ہی کہ شریک نے اجماع امت کو اپنے اس دعوی سے توڑا ہی کہ معراج نبوت سے پہلے ہوئی *

اس بیان سے صاف ظاہر ہی کہ پہلا واقعہ ایک رات کا ہی جس میں نہ معراج ہوئی ہی نہ کچھہ اور واقع ہوا ہی - اور اُس رات فرشتے آئے اور صرف دیکھکر چلے گئے اور اسیکی نسبت شریک نے بیان کیا ہی کہ یہہ واقعہ قبل وحی کا ہی - دوسرا جملہ متعلق ہی اسرا اور معراج سے جیسا کہ عینی نے بیان کیا ہی اس صورت میں شریک کی حدیث میں اور اور قولوں میں کہ اسرا بعد نبوت ہوئی تھی کچھہ اختلاف باقی نہیں رہتا لیکن عینی نے جو یہہ بیان کیا ہی کہ " و یحصل الوفاق ان الاسراء کان فی الیقظة بعد البعثة " اس جملہ کا پہلا حصہ غلط ہی اسلیئے کہ اس بات میں اتفاق نہیں ہوا کہ اسرا فی الیقظہ تھی بلکہ اس دوسرے جملہ میں بھی صاف بیان کیا گیا ہی - " فیما یری قلبہ وتنام عینہ ولا ینام قلبہ " اور تمام قصہ معراج کا بیان کرنے کے بعد حدیث کے اخیر میں بیان کیا ہی " فاستیقظ وھو فی المسجدالحرام " یعنی ان تمام واقعات کے بعد آنحضرت جاگے اور وہ مسجد حرام میں تھے — پس کچھہ شک نہیں ہوسکتا کہ ان حدیثوں سے صاف ثابت ہوسکتا ہی کہ اسرا اور معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کی حالت میں ہوئی تھی اور وہ ایک خواب تھا جو رسول خدا نے دیکھا *

اور عینی میں جو یہہ بات لکھی ہی کہ ممکن ہی کہ یہہ کہا جاے کہ آنحضرت

ویمکن ان یقال کان فی اول الامر وآخرہ فی النوم ولیس فیہ مایدل علی کونہ نائما فی القصة کلھا (عینی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۳)

شروع معراج اور آخر معراج میں سوتے تھے اور اس حدیث میں کوئی دلیل اسبات پر نہیں ہی کہ رسول خدا کل قصہ میں سوتے رہے *

ایسی بودی اور ضعیف ہی کہ کوئی شخص بھی اس پر کان نہیں رکھہ سکتا — کیونکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہی کہ درمیان معراج کے کسیوقت آنحضرت جاگ اُٹھے تھے بلکہ کسی حدیث میں آنحضرت کے جاگتے ہونے کا اشارہ بھی نہیں ہی *

اور هم نے کیا رات کو اور دن کو دو نشانیاں

مالک بن صعصعہ کي حديث ميں جو يہہ الفاظ هيں " بين النائم واليقظان "
اِس کي نہايت عمدہ تشريح انس بن مالک کي حديث سے هوتي هی جس ميں بيان
هی " فيما يرى قلبہ و تنام عينہ ولاينام قلبہ " اور تمام انبيا کا سونے ميں يہي حال هوتا
هی — ظاهر ميں آنکھيں سو جاتي هيں اور دل جاگتا رهتا هی *

تصريح چوتھي دليل کي

هم سمجھتے هيں کہ اِس دليل کے زيادہ تصريح کرنے کي هم کو چنداں ضرورت نہيں
هی اِس ليئے کہ جن صحابہ کا مذهب يہہ تھا کہ جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم
کا معراج ميں نہيں گيا تھا بلکہ معراج سونے کي حالت ميں بالروح هوئي تھي اُن کے نام
معہ اُن کے اقوال کي سند کے هم نے لکھديئے هيں اور اس ليئے زيادہ تشريح کي ضرورت
نہيں هی مگر شفاء ميں قاضي عياض نے مندرجہ حاشيہ نام اُن لوگوں کے لکھے هيں جن کا
مذهب يہہ هی کہ معراج بجسدہ في اليقظہ
هوئي تھي — ان ميں سے معلوم هوتا هی کہ
اسامہ بن زيد — انس بن مالک — جابر بن
عبداللہ — حذيفہ بن اليمان — عبداللہ بن عباس —
عبداللہ بن مسعود — عمر بن الخطاب —
مالک بن صعصعہ اور ابو هريرہ تو صحابي
هيں اور باقي تابعي وغيرہ — مگر همکو نہيں
معلوم هوتا کہ قاضي عياض نے جو اُن کا مذهب
قرار ديا هی — اُس کي کيا سند هی اور کہاں سے اُس نے استنباط کيا هی *

عبداللہ ابن عباس — جابر بن عبداللہ —
انس بن مالک — حذيفة بن اليمان — عمر
بن الخطاب — ابو هريرہ — مالک بن صعصعہ —
ابو حبة البدوي — عبداللہ ابن مسعود —
ضحاک — سعيد بن جبير — قتادہ —
ابن المسيب ابن شہاب — ابن زيد — حسن —
ابراهيم — مسروق — مجاهد — عکرمہ —
ابن جريج —
(شفاء قاضي عياض صفحہ ۸۹) —

انس بن مالک اور مالک بن صعصعہ دو صحابيوں کي حديثيں هم نے اوپر نقل
کي هيں — جن کي حديثوں ميں خود الفاظ " انا نائم " اور " بين النائم واليقظان "
اور " في الحجر مضطجعا " اور " فيما يرى قلبہ و تنام عينہ ولاينام قلبہ " اور " ثم
استيقظ و هو في المسجد الحرام " موجود هيں — جن سے صاف پايا جاتا هی کہ اُن کے
نزديک معراج بحالت نوم هوئي تھي پس معلوم نہيں هوتا کہ اُن دونوں صحابيوں کے نام
قاضي عياض نے اُن لوگوں کي فہرست ميں کيوں داخل کيئے هيں جن کا مذهب معراج کا
بجسدہ اور في اليقظہ هونے کا هی *

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ

مالک بن صعصعه اور انس بن مالک کي حديثوں ميں قتادہ بهي ايک راوي هيں — پهر وہ کسي طرح اُن لوگوں کي فهرست ميں داخل نهيں هوسکتے — جو معراج کے بجسدہ اور في اليقظه هونے کے قائل هيں *

سواے صحاح کے اور کتب حديث ميں جو حديثيں هيں اُن پر بهي هم نے سرسري طور سے نظر ڈالي هى سواے ايک حديث کے جو بيهقي ميں هى اور جس ميں يهه الفاظ هيں — " بينما انا نائم عشاءً في المسجدالحرام اذ اتاني آتٍ فايقظني فاستيقظت " يعني ميں عشا کے وقت مسجدالحرام ميں سوتا تها که ايک آنے والا آيا اُس نے مجهکو جگايا اور ميں جاگا — اور کسي حديث ميں جاگنے يا سوتے هونے کا کچهه ذکر نهيں - پس ايسي حديثوں سے اِس بات پر استدلال کرنا که اُن کے راويوں کا مذهب يهه هى که معراج بجسدہ اور في اليقظه هوئي تهي - کسي طرح پر صحيح نهيں هى — علاوہ اس کے بيهقي اور ديگر کتب کي حديثيں جو صحاح ميں داخل نهيں هيں لائق وثوق اور قابل احتجاج نهيں هيں — پس قاضي عياض نے جو فهرست لکهي هى اُس کا ماخذ ايسا نهيں هى جس پر اعتماد کيا جاسکے *

تصريح پانچويں دليل کي

يهه دليل اس امر سے علاقه رکهتي هى که اگر عقل اور نقل ميں بظاهر اختلاف پايا جاتا هو تو نقل کے معني اس طرح پر بيان کرنے چاهيئيں جو عقل کے مطابق هوں - مگر اسکي تصريح بيان کرنے سے پهلے هم کو يهه بات بيان کرني چاهيئے که حديثيں جو کتابوں ميں جمع هوئي هيں اُنکے الفاظ وہ نهيں هيں جو رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے بيان کيئے تهے — بلکه راويوں کے لفظ هيں جو اُنهوں نے اپني سمجهه کے موافق بيان کيئے هيں *

اسباب ميں که حديث بلفظه روايت کرني لازم هى يا بالمعني بهي روايت کرنا جايز هى محدثين ميں اختلاف رها هى ايک گروہ محدثين کا حديث کو بالمعني روايت کرنا جايز نهيں سمجهتا بلکه بلفظه روايت کرنا ضروري سمجهتا تها چنانچه فتح المغيث شرح الفية الحديث ميں جو حافظ زين الدين عراقي کي تصنيف هى لکها هى *

محدثين — فقها اور اصوليين شافعيه وغيرہ کا ايک گروہ روايت بالمعنى کو مطلقا روا نهيں رکهتا — قرطبي نے کها هى که امام مالک کا اصلي مذهب بهي يهي هى —

پهر هم نے دهندلا كرديا رات كي نشاني كو

قيل لايجوزله الرواية بالمعني مطلقا قال طائفة من المحدثين والفقهاء والاصوليين من الشافعية وغيرهم قال القرطبي وهو الصحيح من مذهب مالك حتى ان بعض من ذهب لهذا شدد فيه اكثر التشديد فلم يجز تقديم كلمة على كلمة ولا حرف على آخر ولا ابدال حرف باخر ولا زيادة حرف ولا حذفه فضلا عن اكثر ولا تخفيف ثقيل ولاتثقيل خفيف ولا رفع منصوب ولا نصب مجرور او مرفوع ولولم يتغير المعني في ذلك كله بل اقتصر بعضهم على اللفظ ولو خالف اللغة الفصيحة وكذالو كان لحنا كما بين تفصيل هذا كله الخطيب في الكفاية —

(فتح المغيث صفحه ۲۷۶)

يهاں تک كه جو اسطرف گئے هيں أن ميں سے بعض نے اسباب ميں بهت سختي كي هی - پس أن كے نزديک ايک كلمه كا دوسرے كلمه پر يا ايک حرف كا دوسرے حرف پر مقدم لانا جايز نهيں هی — نه ايک حرف كا دوسرے حرف كي جگهه بدلنا — نه ايک حرف كو زيادہ يا كم كرنا چه جائيكه بهت سے حرفوں كو — نه ثقيل كو خفيف كرنا اور نه خفيف كو ثقيل كرنا - نه منصوب كو رفع دينا - نه مجرور يا مرفوع كو نصب دينا اگرچه ان تمام صورتوں ميں معني نه بدلتے هوں — بلكه أنهوں نے لفظ هي پر بس كي هی چاهے لغت فصيح كے برخلاف هي هو - اور ايسا هي چاهے غلط هو - خطيب نے كفايه ميں أس كو مفصل بيان كيا هی *

اس تشدد ميں جو بلفظه حديث كے بيان كرنے كي نسبت تها بعض بزرگوں نے نرمي كي اور كها كه صرف صحابه كو يا صحابه اور تابعين كو بالمعني روايت كرني جايز هی اور كو نهيں چنانچه فتح المغيث ميں لكها هی

و قيل لايجوز لغير الصحابة خاصة لظهور الخلل في اللسان بالنسبة لمن قبلهم بخلاف الصحابة فهم ارباب اللسان واعلم الخلق بالكلام حكاه الماوردي والروياني في باب القضاء بل جزما بانه لايجوز لغير الصحابي وجعلا الخلاف في الصحابي دون غيره و قيل لايجوز لغير الصحابة والتابعين بخلاف من كان منهم وبه جزم بعض معاصري الخطيب و هو حفيد القاضي ابي بكر في ادب الرواية قال لان الحديث اذا قيده بالاسناد وجب ان لا يختلف لفظه فيدخله الكذب -

(فتح المغيث صفحه ۵۷۶ و ۵۷۷) -

كه — اور كها گيا هی كه صحابه كے سوا دوسروں كے ليئے روايت بالمعني كرنا روا نهيں هی - كيونكه زبان ميں به نسبت أن كے جو پهلے تهے خلل آگيا هی — برخلاف صحابه كے اس لئے كه وہ اهل زبان اور كلام كو خوب سمجهنے والے تهے — ماوردي اور روياني نے باب القضا ميں اس كا ذكر كيا هی بلكه اس بات كو زور كے ساتهه بيان كيا هی كه صحابي كے سوا دوسرے كو روايت بالمعني جائز نهيں - مگر يهه أن كا

وَ جَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اختلاف صرف صحابي ميں هي نه اوروں ميں اور بعض کہتے هيں کہ صحابہ اور تابعين کے سوا دوسروں کو روايت بالمعني جايز نہيں هی - اور خطيب کے ايک معاصر يعني قاضي ابوبکر کے پوتے نے ادب الروايۃ ميں اس کو زور کے ساتھہ بيان کيا هی - اُس نے کہا هی کہ جب حديث ميں اسناد کي قيد لگائي تو يهہ واجب هی کہ لفظ نہ بدليں تاکہ جھوٹ داخل نہو جاے باوجود اس قيد کے بھي يهہ بات کہي گئي کہ روايت کرنے کے بعد راوي کو ايسے الفاظ کا کہدينا ضرور هی جن سے معلوم هووے کہ حديث کے بعينہ وهي لفظ نہيں هيں جو پيغمبر خدا صلي الله عليه وسلم نے فرمائے تھے چنانچہ فتح المغيث ميں لکھا هی

وليقل الراوي عقب ايرادہ للحديث — بمعني اي بالمعني لفظ او کما قال فقد کان انس رضي الله عنہ کما عند الخطيب في باب المعقود لمن اجاز الرواية بالمعني لقولها عقب الحديث ونحوه من الالفاظ کقوله اونحو هذا اوشبهه اوشکله فقدروي الخطيب ايضا عن ابن مسعود انہ قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم ارعد وارعدت ثيابه وقال اوشبه ذا اونحوذا وعن ابي الدرداء انه کان اذا فرغ من الحديث عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال هذا اونحو هذا اوشکله ورواها کلها الدارمي في مسنده بنحوها ولفظه في ابن مسعود وقال اومثله اونحوه اوشبيه به وفي لفظ آخر لغيره ان عمرو بن ميمون سمع يوما ابن مسعود يحدث عن النبي صلی الله عليه وسلم وقد علاه کرب و جعل العرق ينحدر منه عن جبينه و هو يقول اما فوق ذلک و اما دون ذلک اما قريب من ذلک و هذا کشک من المحدث والقاري ابهما عليه الامر به فانه يحسن ان يقول او کما قال —

(فتح المغيث صفحه ۲۷۹) —

کہ راوي کو حديث بالمعني بيان کرنے کے بعد کہنا چاهيئے " او کما قال " خطيب نے ايک باب ميں جس ميں اُن کا بيان هی جنکو روايت بالمعني کي اجازت هی - کہا هی کہ انس رضي الله عنہ حديث کے بعد کہتے تھے اسکے قول کي مانند - يا ايسا يا اس جيسا يا اس سے ملتا جلتا - خطيب نے ابن مسعود سے روايت کي هی - اُنھوں نے کہا کہ ميں نے پيغمبر خدا سے سنا هی - پھر کانپے اور ان کا کپڑا هلنے لگا اور کہا - اسکي مانند - يا اسکي مثل اور ابو دردا سے روايت کي هی کہ جب وہ حديث بيان کرچکتے تو کہتے کہ يهہ کہا تھا - يا اسکي مثل يا اس جيسا - دارمي نے اپني مسند ميں يهہ سب الفاظ بيان کيئے هيں ابن مسعود کے الفاظ اُس ميں يهہ هيں اسکي مثل يا اسکي مانند يا اس کے مشابہ اور دوسرے راوي نے اور الفاظ بيان کيئے هيں - چنانچہ عمر بن ميمون نے کہا کہ ميں نے ايک روز ابن مسعود کو حديث بيان کرتے سنا اور اُن کو تکليف هونے

اور ہم نے کیا دن کی نشانی کو دکھلانے والی

لگی اور پسینہ اُن کی پیشانی سے ٹپکتا تھا — اور وہ کہتے تھے کہ اس سے زیادہ یا اس سے کم یا اس کے قریب — غرضکہ ایسا لفظ کہے جس سے قاری اور محدث کا شک ظاہر ہو *

باوجود اس کے صحابہ اور تابعین برابر حدیث کو بالمعنی روایت کرتے تھے جیسا کہ فتح المغیث کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہی *

ایک تابعی کہتے ہیں کہ میں بہت سے صحابیوں سے ملا ہوں — جو معنی میں متفق

و عن بعض التابعین قال لقیت اناسا من الصحابة فاجتمعوا فی المعنی و اختلفوا علی فی اللفظ فقلت ذالک لبعضهم فقال لاباس به مالم یحل معناه حکاه الشافعی و قال حذیفة انا قوم عرب نورد الاحادیث فنقدم و نوخر و قال ابن سیرین کنت اسمع الحدیث من عشرة المعنی واحد واللفظ مختلف و ممن کان یروی بالمعنی من التابعین الحسن والشعبی والنخعی بل قال ابن الصلاح انه الذی شهد به احوال الصحابة و السلف الاولین فکثیر ما کانوا ینقلون معنی واحدا فی امر واحد بالفاظ مختلفة وماذاک الا ن معولهم کان علی المعنی دون اللفظ —

(فتح المغیث ص ۲۷۵) —

اور الفاظ میں مختلف تھے میں نے ایک صحابی سے کہا تو کہنے لگے کہا مضائقہ ہی اگر معنی نہ بدلیں یہہ شافعی کا بیان ہی — اور حذیفہ کہتے تھے ہم قوم عرب ہیں جب حدیث بیان کرتے ہیں الفاظ آگے پیچھے کردیتے ہیں ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں دس آدمیوں سے حدیث سنتا تھا — معنی یکساں اور الفاظ جدا جدا ہوتے تھے — تابعین میں سے حسن شعبی اور نخعی روایت بالمعنی کرتے تھے — ابن صلاح کہتے ہیں کہ صحابہ اور سلف اولین کے حالات اس پر شاہد ہیں کہ وہ اکثر ایک مطلب کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے — کیونکہ اُن کا زیادہ تر خیال مضمون پر ہوتا تھا نہ الفاظ پر *

حسن رضی اللہ کہتے ہیں کہ اگر روایت بالمعنی کی اجازت نہوتی تو ہم حدیث

قال الحسن لولا المعنی ما حدثنا و قال الثوری لواردنا ان نحدثکم بالحدیث کما سمعناه ما حدثنا کم بحرف واحد

(فتح المغیث ص ۲۷۷) —

نہ بیان کرسکتے — اور ثوری کہتے ہیں کہ اگر ہم حدیث اسیطرح تم سے بیان کرنا چاہیں جس طرح سنی ہی تو ایک حرف بھی نہیں بیان کرسکتے *

بالآخر حدیثوں کا بعض شرطوں سے بالمعنی روایت کرنا محدثین کے نزدیک جایز قرار دیا — چنانچہ امام سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں کہ اس باب میں سب کا

لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

وليرو بالالفاظ اللتي سمع بها مقتصرا عليها بدون تقديم ولا تاخير ولا زيادة ولانقص لحرف فاكثر ولا ابدال حرف او اكثر بغيرة ولا مشدد بمثقل او عكسه من لايعلم مدلولها اي الالفاظ في اللسان و مقاصدها وما يحتمل معناها والمحتمل من غيرة والمرادف منها وذالك علي وجه الوجوب بلا خلاف بين العلماء —
(فتح المغيث صفحه ۲۷۵)

اتفاق هی که جو شخص عربي زبان کے الفاظ کے مدلول اور اُن کے مقاصد اور معني کے متغير هونے اور محتمل اور غير محتمل معني اور مرادف کو نهيں جانتا اُس کے ليئے ضرور هی که اُنهي الفاظ سے روايت کرے جو اُس نے سنے هيں بغير تقديم و تاخير کے اور بغير ايک حرف کي بهي زيادتي يا کمي کے — اور بغير ايک حرف کے بهي بدلنے کے اور مشدد کي جگهه ثقيل اور ثقيل کي جگهه مشدد لانے کے *

اور کچهه لوگ ان لوگوں کے سوا هيں جو ان سب باتوں کو جانتے هيں اُنکے روايت بالمعني

واما غيرة ممن يعلم ذلک و يحققه فاختلف فيه السلف واصحاب الحديث و ارباب الفقه والاصول فالمعظم منها اجازله الرواية بالمعني اذا کان قاطعا بانه ادي معني اللفظ الذي بلغه سواء في ذلک المرفوع او غيرة کان موجبه العلم اوالعمل وقع من الصحابي اوالتابعي او غيرهما حفظ اللفظ ام لا صدر في الافتاء والمناظرة اوالرواية اتي بلفظ مرادف له ام لا کان معناه غامضا او ظاهرا حيث لم يحتمل اللفظ غير ذلک المعني و غلب علي ظنه ارادة الشارع بهذا اللفظ ماهو موضوع له دون التجوز فيه والاستعارة —
(فتح المغيث صفحه ۲۷۵) —

کرنے ميں اهل حديث — اهل فقه اور اهل اُصول ميں اختلاف هی — بهت سے لوگوں نے اُن کو بالمعني روايت کرنے کي اجازت دي هی — اگر روايت کرنے والا قطعا سمجهتا هو که جو لفظ اُس نے سنا اُس کے معني پورے پورے ادا کرديئے هيں اور روايت مرفوع هو يا غير مرفوع علم پر دلالت کرتي هو يا عمل پر صحابي سے هو يا تابعي سے يا اُن کے سوا کسي اور سے منقول هو — راوي نے الفاظ ياد رکهے هوں يا نهيں افتا اور مناظرہ ميں هو يا روايت ميں اس کا مرادف لفظ بيان کيا هو يا نهيں اس کے معني مبهم هوں يا ايسے ظاهر که اس لفظ سے دوسرے معني کا احتمال نه نکلے — اور اس لفظ سے جو کچهه شارع نے مراد لي هی — راوي کا ظن غالب بهي اسي طرف گيا هو — اور اس معني مراد لينے ميں نه مجاز هو نه استعارہ *

ان روايتوں سے بخوبي ظاهر هی که ابتدا يعني صحابه و تابعين کے زمانه سے حديث

تاکہ تم تلاش کرو فضل (یعنی روزی) اپنے پروردگار سے

کي روایت بالمعني کرنے کا دستور تها اور جو حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث
میں لکهي هیں سواے شاذ و نادر چهوٹي حدیثوں کے وہ سب بالمعني روایت کي گئي هیں
یعني آنحضرت نے جو بات جن لفظوں سے فرمائي تهي وہ لفظ بعینہ و بجنسہ نہیں هیں
بلکہ راویوں نے جو مطلب سمجها اُس کو اُن لفظوں میں جن میں وہ بیان کرسکتے تهے
بیان کیا - پهر اسي طرح دوسرے راوي نے پہلے راوي کے اور تیسرے راوي نے دوسرے راوي
کے اور چوتهے راوي نے تیسرے راوي کے بیان کو اپنے لفظوں میں بیان کیا اور علی هذالقیاس.
پس حدیث کي کتابوں میں جو حدیثیں لکهي گئیں وہ اخیر راوي کے لفظ هیں اور معلوم
نہیں هوتا کہ اس درمیان میں اصلي الفاظ سے کسقدر لفظ ادل بدل اور اولٹ پلٹ
هوگئے اور کچهہ عجب نہیں کہ کسي نے حدیث کے اصل مطلب سمجهنے میں بهي غلطي
کي هو اور اصلي حدیث کا مطلب بهي بدل گیا هو اور اس کے یعني غلط مطلب
سمجهنے کي مثال میں متعدد حدیثیں بهي موجود هیں - خود صحابہ نے حدیث سماع
موتی اور حدیث تعذیب المیت ببکاء اهلہ کا مطلب غلط سمجها تها ؀

اسي باعث سے کہ حدیثوں کي روایت کے جو الفاظ هیں وہ اخیر راویوں کے هیں
جبکہ اصلي زبان عرب میں کسقدر تبدیلي هوگئي تهي علماء علم ادب نے حدیثوں

و اما کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فیستدل منہ بما ثبت انہ قالہ علی اللفظ المروي و ذلک نادر جدا انما یوجد فی الاحادیث القصار علی قلۃ ایضا فان غالب الاحادیث مروي بالمعني وقد تداولتها الاعاجم والمولدون قبل تدوینها فرووها بما ادت الیہ عبارتهم فزادوا و نقصوا و قدموا و اخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولهذا تری الحدیث الواحد فی القصۃ الواحدۃ مرویا علی اوجہ شتی بعبارات مختلفۃ و من ثم أنکر علي ابن مالک اثباتہ القواعد النحویۃ بالالفاظ الواردۃ فی الحدیث قال ابوحیان فی شرح التسهیل قد اکثر هذا المصنف من الاستدلال بما وقع في الاحادیث علی اثبات القواعد

کو بلحاظ علم ادب کے قابل سند نہیں سمجها - چنانچہ جلال الدین سیوطي نے اپني کتاب الاقتراح میں لکها هی پیغمبر خدا کي اُس کلام سے استدلال کیا جاتا هی جس کي نسبت ثابت هوچکا هی کہ یهي الفاظ جو روایت کیئے گئے هیں — آپ کي زبان مبارک سے نکلے هیں — اور یہہ بہت هي کم هی - صرف چهوٹي چهوٹي حدیثوں میں هی ورنہ اکثر حدیثیں بالمعني روایت هوئي هیں اور عجمیوں اور مولدین نے حدیثوں کو اُن کے جمع هونے سے پہلے استعمال کیا هی - پهر خود ان کي عبارت حدیثوں کے

وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ

الكلية في لسان العرب و مارايت احدا
من المتقدمين والمتاخرين سلك هذه
الطريقة غيرة على ان الواضعين الولين
لعلم النحو المستقرئين للاحكام من لسان
العرب كابي عمرو بن العلا و عيسى بن عمر
والخليل وسيبويه من ائمة البصريين
والكسائي والفراء وعلي بن مبارك الاحمر
هشام الضرير من ائمة الكوفيين لم يفعلوا
ذالک و تبعهم على هذا المسلک المتاخرون
من الفريقين و غيرهم عن نحاة الا قاليم
كنحاة بغداد و اهل الاندلس و قد جرى
الكلام في ذالک مع بعض المتاخرين الاذكياء
فقال انما ترک العلماء ذلک لعدم وثوقهم
ان ذلک لفظ الرسول صلى الله عليه وسلم
اذ لووثقوا بذلک لجرى مجرى القرآن في
اثبات القواعد الكلية و انماكان ذلک لامرين
احدهما ان الرواة جوزوا النقل بالمعني
فتجد قصة واحدة قد جرت في زمانه صلى
الله عليه وسلم لم تنقل بتلک الالفاظ جميعا
نحو ماروي من قوله زوجتكها بما معک
من القرآن ملكتكها بما معک خذها بما
معک وغير ذلک من الالفاظ الواردة في
هذه القصة فنعلم يقينا انه صلى الله عليه
وسلم لم يلفظ بجميع هذه الالفاظ بل لانجزم
بانه قال بعضها اذيحتمل انه قال لفظا
مرادفا لهذه الالفاظ غيرها فاتت الرواة
بالمرادف ولم تات بلفظه اذ المعني هو
المطلوب ولا سيما مع تقادم السماع و عدم
ضبطه بالكتابة والاتكال على الحفظ فالضابط
منهم من ضبط المعني واما ضبط اللفظ
فبعيد جدا لاسيما في الا حاديث الطوال

مطالب کو جہاں کھینچکر لے گئي وہیں
پہونچا دیا ــ بڑھایا ــ گھٹایا ــ تقدیم و
تاخیر کي اور الفاظ بدل دیئے ــ اسي لیئے
ایک حدیث ایک هي مضمون کي مختلف
طور پر جدا جدا عبارتوں میں بیان ہوئي
هی ــ اور اسي لیئے ابن مالک پر اعتراض کیا
گیا هی که اُس نے الفاظ حدیث سے قواعد
نحویہ کو ثابت کیا هی ــ ابوحیان شرح
تسہیل میں لکھتا هی که اس مصنف نے
عربي زبان کے قواعد کلیه کو اکثر الفاظ حدیث
سے ثابت کیا هی اور اس کے سوا متقدمین
اور متاخرین میں سے کوئي اس طریقه پر
نہیں چلا ــ علم نحو کے اول بانیوں اور زبان
عربي کے قواعد کے محققوں جیسے ابو عمر
ابن علا ــ عیسی بن عمر اور سیبویه نے بصري
نحویوں میں سے اور کسائي ــ فرا ــ علي
بن مبارک احمر اور هشام الضریر نے کوفي
نحویوں میں سے کسي نے ایسا نہیں کیا ــ اور
دونوں قسم کے نحوي متاخرین میں سے اور بغداد
اور اندلس وغیرہ مختلف ملکوں کے نحوي
بھي اسي طریق پر چلے ہیں ــ متاخرین میں سے
ایک عالم کے سامنے اسکا تذکرہ آیا تو اُس نے
کہا که علما نے اس طریقه کو اس لیئے ترک
کیا هی که اُن کو هرگز اعتماد نہیں هی که یہه
الفاظ بعینه پیغمبر خدا کے ہیں ــ اگر وہ اعتماد
کرتے تو قواعد کلیه کے ثبوت میں حدیث بھي

اور تاکہ تم جانو برسوں کی گنتی کو اور حساب کو

و قد قال سفيان الثوري ان قلت لكم اني احدثكم كما سمعت فلا تصدقوني انما هو المعني و من نظر في الحديث ادنى نظر علم علم اليقين انهم انما يروون بالمعني......
و قال ابوحيان انما امعنت الكلام في هذه المسئلة لئلا يقول المبتدي ما بال النحويين يستدلون بقول العرب و فيهم المسلم والكافر و لايستدلون بماروي في الحديث بنقل العدول كالبخاري و مسلم و اضرابهما فمن طالع ما ذكرناه ادرك السبب الذي لاجله لم يستدل النحاة بالحديث انتهى كلام ابن حيان بلفظه ...
و قال ابوالحسن ابن الصائغ في شرح الجمل تجويز الرواية بالمعني هوالسبب عندي في ترك الائمة كسيبويه وغيره الاستشهاد على اثبات اللغة بالحديث و اعتمدوا في ذلك على القرآن و صريح النقل عن العرب و لولا تصريح العلماء بجواز النقل بالمعني في الحديث لكان الاولى في اثبات فصيح اللغة كلام النبي صلى الله عليه وسلم لانه افصح العرب (الاقتراح للسيوطي ص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱) —
و هكذا في خزانة الادب للعلامة عبدالقادر البغدادي ناقلا عن السيوطي و مصححاله —

بمنزلہ قرآن کے ہوتی — اور یہہ دو باعث سے ہوا ایک تو یہہ کہ راویوں نے روایت بالمعني کو جایز سمجھا اور تم دیکھوگے نہ ایک واقعہ جو پیغمبر خدا کے زمانہ میں ہوا تھا - انہی تمام الفاظ میں منقول نہیں ہوا ہی - جیسے ایک قصہ میں کہیں تو " زوجتکہا بما معک " اور کہیں " ملکتکہا بما معک " اور کہیں " خذہا بما معک " الفاظ بیان ہوئے ہیں - اور ہم یقینا جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے یہہ تمام الفاظ نہیں کہے بلکہ ہمیں اس کا بھی یقین نہیں ہی کہ ان میں سے کوئی لفظ کہا ہی — کیونکہ ممکن ہی کہ پیغمبر خدا نے ان الفاظ کا کوئی اور مرادف لفظ فرمایا ہو - پھر راویوں نے وہ لفظ نہ بیان کیا ہو اور اس کا مرادف لفظ کہدیا ہو اس لیئے کہ مطلب تو معني سے ہی - اور خاصکر جب بار بار سنا گیا اور لکہا نہ گیا اور حافظہ پر بھروسا کیا گیا — پس ضابط وہي ہی جس نے مضمون یاد رکہا اور لفظ یاد رکہنا تو مشکل ہی خاصکر لنبی حدیثوں میں - اور سفیان ثوري نے کہا ہی کہ اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے جس طرح یہہ حدیث سنی ہی اسی طرح تم سے بیان کرتا ہوں تو ہرگز یقین نکرنا بلکہ وہ صرف حدیث کا مضمون ہی - اور جو شخص ذرا بھي حدیث پر غور کریگا اُس کو یقین ہوجائیگا کہ سب بالمعني روایت کرتے ہیں — ابو حیان کہتے ہیں کہ میں نے اس مسئلہ میں زیادہ گفتگو اس لیئے کي کہ مبتدي یہہ نہ کہدے کہ نحوي عرب کے قول سے جن میں مسلم اور کافر دونوں ہیں استدلال کرتے ہیں - اور الفاظ حدیث سے جو بخاري اور مسلم وغیرہ ثقہ اور معتمد لوگوں سے روایت

وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (۱۳)

هوئي هيں — استدلال نهيں كرتے - پس جو شخص همارے پچهلے بيان كو غور سے پڑهيگا أسے معلوم هوجائيگا كه نحويوں نے حديث سے كيوں استدلال نهيں كيا .... اور ابوالحسن ابن صائغ شرح جمل ميں كهتے هيں كه روايت بالمعني كا جائز ركهنا هي ميرے نزديك اسبات كا سبب هي كه سيبويه جيسے نحويوں نے زبان كے كلوه قواعد ثابت كرنے ميں حديث سے سند نهيں لي — اور اسباب ميں قرآن اور عرب كے كلام پر اعتماد كيا هي — اور اگر علما حديث ميں روايت بالمعني كو جائز نه ركهتے تو پيغمبر خدا كا كلام زبان فصيح كے ثابت كرنے ميں زيادہ قابل اعتماد تها كيونكه پيغمبر خدا تمام عرب سے زيادہ فصيح تهے —

علامه عبدالقادر بغداديؔ نے خزانةالادبؔ ميں سيوطي كے قول كو نقل كركے اسكي تصديق كي هي *

علماء علم حديث نے جسقدر حديثوں پر كوشش كي " شكر الله سعيهم " أنكي كوشش صرف راويوں كي ثقه اور معتمد هونيكے دريافت كرنے ميں هوئي — مگر همكو نهيں معلوم هوتا كه جو حديثيں معتبر سمجهي گئي هيں أنكے مضمون كي صحت اور عدم صحت دريافت كرنے كا كيا طريقه اختيار كيا گيا تها - حديثوں كي تقسيم مرفوع متصل — مسند وغيره پر كي گئي هي — مگر وه تقسيم بهي بلحاظ اسناد راويوں كے هي - نه بلحاظ درايت يعني بلحاظ صحت يا عدم صحت يا مشتبه هونے مضمون حديث كے *

هاں بلا شبهه موضوع حديثوں كے پهچاننے كے ليئے محدثين نے چند قواعد بنائے هيں جنكے مطابق مضمون حديث پر لحاظ كركے أس حديث كو موضوع قرار ديتے هيں — هم يهه نهيں كهتے كه صحاح سبعه يا حديث كي اور معتبر كتابوں ميں كوئي موضوع حديث هي - مگر جبكه يهه بات تسليم كي گئي هي كه روايت حديثوں كي باللفظ نهيں هي بلكه بالمعني هي اور الفاظ حديث كے رسول خدا صلى الله عليه وسلم كے الفاظ نهيں هيں تو كوئي وجهه نهيں كه أن حديثوں كے مضامين كي صحت نه جانچي جاوے - تاكه ظاهر هو كه جو مضمون أس حديث ميں بيان هوا هي أس كے بيان كرنے ميں راوي سے تو كوئي غلطي نهيں هوئي - اور همارے نزديك يهه بات كهني كافي نهيں هي كه جب وه حديثيں معتبر كتابوں ميں لكهي گئي هيں تو يهه تصور كرلينا چاهيئے كه أنكے مضمونوں كي صحت بهي جانچ لي گئي هي - خصوصا اس صورت ميں كه خود

اور هر چيز هم نے اُس کو مفصل بيان کيا هی تفصيلاً کرکے (۱۲)

علماء اسلام اُن حديثوں ميں سے جو حديث کي معتبر کتابوں ميں لکھي گئي هيں متعدد حديثوں کو صحيح نهيں قرار ديتے *

تمام علما اس بات پر متفق هيں که اگر کسي حديث ميں مندرجۂ ذيل نقصوں ميں سے کوئي نقص پايا جاوے تو وہ حديث معتبر نهيں هی بلکه موضوع هی ــ چنانچه شاہ عبدالعزيز صاحب عجالۂ نافعه ميں لکهتے هيں که " علامات وضع حديث و کذب راوي چند چيزاست *

اول آنکه خلاف تاريخ مشهور روايت کند *

دوم آنکه راوي رافضي باشد و حديث در طعن صحابه روايت کند و يا ناصبي باشد و حديث در مطاعن اهلبيت باشد و علی هذالقياس *

سوم آنکه چيزے روايت کند که بر جميع مکلفين معرفت آن و عمل برآن فرض باشد واو منفرد بود بروايت *

چهارم آنکه وقت و حال قرينه باشد برکذب او *

پنجم آنکه مخالف مقتضاے عقل و شرع باشد و قواعد شرعيه آنرا تکذيب نمايند *

ششم آنکه در حديث قصه باشد از امر حسي واقعي که اگر بالحقيقت متحقق ميشد هزاراں کس آنرا نقل مي کردند *

هفتم رکاکت لفظ و معني ــ مثلا لفظي روايت کند که بر قواعد عربيه درست نشود يا معني که مناسب شاں نبوت و وقار نباشد *

هشتم افراط در وعيد شديد بر گناہ صغيرہ يا افراط در وعدۂ عظيم برفعل قليل *

نهم آنکه بر عمل قليل ثواب حج و عمرہ ذکر نمايد *

دهم آنکه کسی را از عاملان خور ثواب انبيا موعود کند *

يازدهم خود اقرار کردہ باشد بوضع احاديث *

امام سخاوي نے فتح المغيث ميں ابن جوزي سے حديث کے موضوع هونے کي يهه نشانياں لکهي هيں *

اول ــ جو حديث که عقل اُس کے مخالف هو اور اُصول کے متناقض هو *

دوم ــ ايسي حديث که حس اور مشاهدہ اُس کو غلط قرار ديتا هو *

سوم ــ وہ حديث جو که مخالف هو قرآن مجيد يا حديث متواتر يا اجماع قطعي کے *

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ

چہارم — جس میں تھوڑے کام پر وعید شدید یا اجر عظیم کا وعدہ ہو *

پنجم — رکت معنی اُس روایت کی جو بیان کی گئی *

ششم — رکت یعنی سخافت راوی کی *

ہفتم — منفرد ہونا راوی کا *

ہشتم — منفرد ہونا ایسی روایت میں جو تمام مکلفین سے متعلق ہو *

نہم — یا ایسی بڑی بات ہو جس کے نقل کرنے کی بہت سی ضرورتیں ہوں *

دہم — جس کے جھوٹ ہونے پر ایک گروہ کثیر متفق ہو *

یہہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا یہہ خلاصہ ہی اُس کا جو ابن جوزیؔ نے بیان کیا ہیؔ — لیکن ہم اس مقام پر ابن جوزی کی عبارت بعینہ جو فتح المغیث میں نقل کی گئی ہی نقل کرتے ہیں *

ابن جوزي نے کہا ہی کہ جو حدیث عقل کے مخالف ہیؔ یا اُصول کے برخلاف ہیؔ اس کو موضوع جانو اُس کے راویوں کی جرح و تعدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہی — یا حدیث میں ایسا بیان ہو جو حس و مشاہدہ کے برخلاف ہی — یا قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعي کے برخلاف ہی — جن میں سے ایک کی بھی تاویل نہیں ہوسکتی — یا تھوڑے سے کام پر بہت سے عذاب یا ثواب کا ذکر ہو — اور یہہ اخیر مضمون قصہ گویوں اور بازاریوں کی حدیثوں میں بہت کثرت سے پایا جاتا ہی — یا معنی رکیک و سخیف ہوں جیسے اسؔ حدیث میں کہ کدو کو بغیر ذبح کیئے نہ کھاؤ — اسی لیئے اس رکت معنی کو بعض نے راوی کے کذب پر دلیل گردانا ہی — اور یہہ سب قرینے تو روایت میں ہوتے ہیں اور کبھی راوی میں ایسا قرینہ

قال ابن الجوزي و كل حديث رايته يخالفه العقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع فلا يتكلف اعتباره اي لا تعتبر رواته ولا تنظر في جرحهم — او يكون مما يدفعه الحس والمشاهدة — او مباينا لنص الكتاب او السنة المتواترة او الاجماع القطعي حيث لايقبل شيء من ذلك التاويل — او يتضمن الافراط بالوعيد الشديد على الامر اليسير او بالوعد العظيم على الفعل اليسير و هذا الاخير كثير موجود في حديث القصاص والطرقية — و من ركة المعني لاتاكلوا القرعة حتى تذبحوا و لذا جعل بعضهم ذلك دليلا على كذب راويه و كل هذا من القرائن في المروي — و قد تكون في الراوي كقصة غياث مع المهدي و حكاية سعد بن طريف الماضي ذكرهما و اختلاق المامون بن احمد الهروي حين قيل له الاترے الشافعي ومن تبعه بخراسان ذاك الكلم القبيح حكاه

اور هر انسان کے ساتهه لٹکادیا هی هم نے اُسکي شامت اعمال کو اُسکي گردن میں

الحاكم في المدخل قال بعض المتاخرين وقد رايت رجلا قام يوم جمعة قبل الصلوة فابتدأ ليورده فسقط من قامته مغشيا عليه — او انفراده عمن لم يدركه بمالم يوجد عند غيرهما او انفراده بشيء مع كونه فيما يلزم المكلفين علمه وقطع العذر فيه كما قرره الخطيب في اول الكفاية — او بامر جسيم يتوفر الدواعي على نقله كحصر العدد للحاج عن البيت او بما صرح بتكذيبه فيه جمع كثير يمتنع في العادة تواطئهم على الكذب و تقليد بعضهم بعضا — (فتح المغيث صفحه ۱۱۴) —

هوتا هی جیسے غیاث کا قصه مهدي کے ساتهه اور سعد بن طریف کي حکایت جن کا ذکر هوچکا هی اور ابن احمد هروي کا وه بیهوده کلام (نسبت امام شافعي کے) گهڑلینا جب اُس سے کہا گیا که کیا تو شافعي کو نهیں دیکهتا اور اُن کو جو اُس کے تابع هیں خراسان میں — حاکم نے اسکو مدخل میں بیان کیا هی — اور متاخرین میں سے ایک نے کہا هی که میں نے ایک مرد کو دیکها که جمعه کے دن نماز سے پہلے کهڑا هوا اور چاها که اُسکو بیان کرے پهر بیهوش هوکر گر پڑا — یا راوي کا منفرد هونا ایسي حدیث میں جو اوروں کے پاس نهیں هی — اُن لوگوں سے جنهوں نے اُس حدیث کو نهیں سنا — یا اس کا منفرد هونا ایسي حدیث میں جس کے مضمون کا جاننا تمام مکلفین کو نهایت ضروري هی — یا ایسے عظیم الشان واقعه کا بیان جس کے نقل کرنے کي بہت سے لوگوں کو ضرورت هی — جیسے کعبه سے حاجیوں کے ایک گروه کا روکا جانا یا ایسا بیان جس کو اتني بڑي جماعت نے جهٹلا دیا هی جن کا جهوٹ پر اتفاق کرنا اور ایک دوسرے کي تقلید کرنا عادة ناممکن هی *

اور جو قبیح الفاظ حضرت امام شافعي کي نسبت کہے گئے تهے وه یهه هیں — که

و قيل لمامون بن احمد الهروي الا ترى الى الشافعي و من تبعه بخراسان فقال حدثنا احمد بن عبدالبر حدثنا عبدالله بن معدان الازدي عن انس مرفوعاً يكون في أمتي رجل يقال له محمد بن ادريس اضر على أمتي من ابليس — (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

مامون بن احمد هروي سے کہا گیا که کیا تونے شافعي کو نهیں دیکها اور اُنکو جو خراسان میں اُس کے تابع هیں تو اُس نے کہا هم سے احمد بن عبدالبر نے اور اُس سے عبدالله بن معدان ازدي نے انس سے مرفوعاً حدیث بیان کي هی که میري اُمت میں ایک شخص هوگا جس کو محمد بن ادریس (امام شافعي) کہینگے — وه میري اُمت کو شیطان سے زیاده نقصان پهنچائیگا *

وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور تدریب الراوي میں لکھا ہی کہ موضوع ہونے کے اُن قرینوں میں سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں — وہ قول ہی جو خطیب سے منقول ہی اور اُسنے ابوبکر بن الطیب سے نقل کیا ہی — کہ موضوع ہونیکے تمام دلایل میں سے ایک یہہ ہی کہ حدیث اس طرح عقل کے مخالف ہو کہ اسکي تاویل نہ ہو سکتي ہو اور اسي ذیل میں وہ حدیث ہی جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو — یا کتاب اللہ یا حدیث متواتر یا اجماع قطعي کے خلاف ہو *

ومما يدخل في قرينة حال المروي ما نقل عن الخطيب عن ابي بكر بن الطيب ان من جملة دلايل الوضع ان يكون مخالفا للعقل بحيث لايقبل التاويل و يلتحق به مايدفعه الحس والمشاهدة او يكون منافيا لدلالة الكتاب القطيعة او السنة المتواترة او الاجماع القطعي (تدريب الراوي صفحه ۹۹) —

اور اسي کتاب میں درباب مخالفت عقل و نقل یہہ لکھا ہی کہ اُن حدیثوں میں سے جو عقل کے مخالف ہیں — ایک وہ ہی جو ابن جوزي نے عبدالرحمن سے اور اُس نے اپنے باپ زید سے اور اُس نے اپنے باپ سالم سے مرفوعاً بیان کي ہی کہ نوح کي کشتي نے کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کیا اور مقام ابراهیم کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھي *

و من المخالف للعقل ما رواه ابن الجوزي من طريق عبدالرحمن بن زيد بن سالم عن ابيه عن جده مرفوعاً ان سفينة نوح طافت با لبيت سبعا وصلت عند المقام ركعتين — (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

اور اسي کتاب میں لکھا ہی کہ ابن جوزي کہتے ہیں کسي نے کیا اچھا کہا ہی کہ جب تو حدیث کو عقل یا نقل یا اصول کے خلاف پائے — سمجھہ لے کہ وہ موضوع ہی — اور اصول سے مخالف ہونے کے معني یہہ ہیں کہ وہ حدیث دواوین اسلام سے یعني مسانید اور حدیث کي مشہور کتابوں سے خارج ہو *

وقال ابن الجوزي ما احسن قول القايل اذا رايت الحديث يباين المعقول او يخالف المنقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع و معني مناقضة للاصول ان يكون خارجاً عن دواوين الاسلام من المسانيد والكتب المشهورة (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

ابن جوزي نے جو مناقضة للاصول کے معني میں یہہ لکھا ہی کہ وہ حدیث دواوین اسلام یعني کتب حدیث اور کتب مشہورة میں نہو اس قید کو ہم صحیح نہیں قرار دیتے — کیونکہ یہہ بات مسلم ہی ا کہ صحابہ کرام رضي اللہ تعالی عنہم اجمعین یا اُن کے بعد جو حدیث کے راوي ہیں معصوم نہ تھے — اور یہہ بھي تسلیم ہی کہ احادیث کي

اور هم نکالینگے اُس کے لیئے قیامت کے دن ایک کتاب پاویگا اُس کو کہلا ہوا ﴿١٣﴾

روایت بالمعنی هی بلفظه نهیں هی — پس اگر اُن حدیثوں میں جو حدیث کی مروجه کتابوں میں مندرج هوں منجمله مذکورهٔ بالا نقصوں کے کوئی نقص پایا جاوے تو کیا وجهه هی که هم اُس حدیث کی نسبت یهه نه خیال کریں که راوی سے بیان کرنے میں یا مضمون کے سمجهنے میں کچهه غلطی هوئی هی اور اس بات کو فرض کرلینا که جب وه حدیث کتب حدیث میں مندرج هوگئی هی تو اُس میں کچهه غلطی نهیں هی همارے نزدیک صحیح نهیں هی — اور راویوں کو معصومیت کا درجه دینا هی *

نقل اور عقل میں مخالفت

جبکه نقل اور عقل میں مخالفت هو تو ابن تیمیه کی یهه راے هی که نقل کو عقل پر مقدم کیا جاوے — کیونکه وه دلیل عقلی کا نقل کے خلاف هونا محال سمجهتا هی اور ابن رشد کا یهه خیال هی که اگر نقل پر بخوبی غور کی جاوے اور اُس کے ما سبق اور مالحق پر لحاظ کیا جاوے تو خود نقل سے ظاهر هوگا که وه مأوّل هی اور اُس کے بعد عقل اور نقل میں مخالفت نهیں رهیگی اور وه اقوال یهه هیں *

قول ابن تیمیه

فلو قال قایل اذا قام الدلیل العقلی القطعی علی مناقضة هذا (السمعی) فلا بد من تقدیم احد هما فلو قدم هذا السمعی قدح فی اصله وان قدم العقلی لزم تکذیب الرسول فیما علم بالاضطرار انه جاء به و هذا هوالکفر الصریح فلابد لهم من جواب عن هذا والجواب عنه انه یمتنع ان یقوم عقلی قطعی یناقض هذا فتبین ان کلما قام علیه دلیل قطعی سمعی یمتنع ان یعارضه قطعی عقلی — (کتاب العقل و النقل لابن تیمیه صفحه 19) نسخهٔ قلمی —

پس اگر کوئی کهے که جب یقینی دلیل عقلی سمعیؔ دلیل کے خلاف هوؔ تو دونوں میں سے ایک کو مقدم کرنا ناگزیر هوگا پس اگر سمعی دلیل مقدم کی جاوے تو اصل کے خلاف هوگا اور عقلی دلیل مقدم کی جاوے تو رسول کو جهٹلانا لازم آویگا ایسی بات میں جس کی نسبت اضطراری علم هی که رسول نے فرمایا هی اور یهه کهلا هوا کفر هی پس اسبات کا اُن کو جواب دینا چاهیئے اور جواب یهه هی که یهه بات نا ممکن هی که کوئی یقینی عقلی دلیل سمعی دلیل کے خلاف هو پس ظاهر هوگیا که جس بات پر یقینی سمعی دلیل قایم هو محال هی که یقینی عقلی دلیل اُس کے خلاف هو *

اِقْرَأْ كِتٰبَكَ

قول ابن رشد

اور همكو پورا يقين هى كه جس بات پر دليل هو اور ظاهر شرع أس كے خلاف هو

ونحن نقطع قطعا ان كل ما ادى اليه البرهان و خالفه ظاهر الشرع ان ذلك الظاهر يقبل التاويل على قانون التاويل العربى و هذه القضية لايشك فيها مسلم ولا يرتاب بها مومن وما اعظم ازديادالوقين بها عند من زاول هذا المعنى و جربه و قصد هذا المقصد من الجمع بين المعقول والمنقول بل نقول انه مامن منطوق به فى الشرع مخالف بظاهره لما ادى اليه البرهان الااذا اعتبر الشرع و تصفحت سائر اجزائه و وجد فى الفاظ الشرع مايشهد بظاهره لذلك التاويل او يقارب ان يشهد —
(كتاب فصل المقال و تقرير ما بين الشريعة والحكمة من الاتصال لابن رشد) —

تو وه ظاهر عربى كے قانون تاويل كے موافق قابل تاويل هوگا اور يهه قضيه هى جس ميں كسي مسلم اور مومن كو شك نهيں هوسكتا اور أس شخص كو أس قضيه كا يقين كتنا بڑه جاتا هى جس نے أس كي مشق اور تجربه كيا هو اور معقول اور منقول ميں جمع كرنا چاها هو — بلكه هم تو كهتے هيں كه جب كوئي ظاهر شرع أس بات كے خلاف هو جس پر دليل قايم هو چكي هى تو ايسا نهيں هى كه جب شرع كا لحاظ كيا جاوے اور أس كے تمام حصوں ميں تلاش هو تو شرع كے لفظوں ميں ايسا ظاهر نه ملے كه أس تاويل كے موافق هو جو ظاهر شرع كي تاويل كي هى اگر بعينه ايسا نه هوگا تو أس كے قريب هوگا *

اور شريف مرتضى علم الهدى كا جو شيعوں كا ايك بهت بڑا عالم هى اس باب ميں يهه قول هى كه اعتقادات ميں بس أنهي باتوں پر اعتماد كرنا چاهيئے جو دليلوں سے اثباتا

اعلم ان المعول فيما يعتقد على ماتدل الادلة عليه من نفي واثبات فاذا دلت الادلة على امر من الامور وجب ان نبني كل وارد من الاخبار اذا كان ظاهره بخلافه عليه و نسوقه اليه و نطابق بينه و بينه و نخلي ظاهرا ان كان له و نشرط ان كان مطلقا و نخصه ان كان عاما و نفصله ان كان مجملا و نوفق بينه و بين الادلة من كل طريق اقتضى الموافقة وآل الى المطابقة و اذا كنا نفعل ذلك ولا

يا نفيا ثابت هوں پس جب دليليں كسي بات پر دلالت كريں پس واجب هى كه جو خبريں ظاهر ميں أس بات كے خلاف هوں أن خبروں كو هم أس بات كي طرف كهينچ لاويں اور أس سے مطابق كرديں اور أن خبروں كے ظاهر كو چهوڑ ديں اور مطلق هو تو شرط لگاديں اور عام هوں تو خاص كرديں اور مجمل هوں تو تفصيل كرديں اور جس راه سے هو أن

پڑھ اپني کتاب کو

مصتشمه في ظواهر القرآن المقطوع على صحته المعلوم وروده فكيف نتوقف عن ذلك في اخبار آحاد لاتوجب علما ولا تثمر يقينا فمتي وردت عليک اخبار فاعرضها على هذه الجملة و ابنها عليها وافعل فيها ما حكمت به الادلة واوجبت الحجج العقلية و ان تعذر فيها بناء وتاويل و تخريج و تنزيل فليس غير الاطراح لها و ترک التصريح عليها و لو اقتصرنا على هذه الجملة لاكتفينا فيمن يتدبر و يتفكر —

(درر غرر شريف مرتضى علم الهدی)

خبروں میں اور دلیلوں میں مطابقت کردیں *

اور جب هم قرآن کے ظواهر کي نسبت جن کي صحت یقیني هی اور جن کا نازل هونا قطعي هی ایسا کرتے هیں تو اخبار احاد کي بابت جو علم اور یقین کا موجب نهیں هوتیں ایسا کرنے میں کیوں رکینگے پس جب تجهه پر خبریں وارد هوں تو اُن کو دلیلوں سے مقابله کر اور جو مقتضا دلیلوں کا هو اُن خبروں کي نسبت وهي برتاؤ کر اور اگر اُن کي تاویل اور نکالنا اور اُتارنا نه هوسکے تو سواے گرا دینے خبروں اور اُن کي تصریح چھوڑ دینے کے کیا چارہ هی اور اگر هم ان باتوں پر اقتصار کریں تو اُن لوگوں کے لیئے جو تامل اور اور فکر کرتے هیں کافي هوگا *

اس بیان سے دو باتیں ظاهر هوتي هیں اول یهه که الفاظ احادیث کے اور خصوصا احادیث طوال کے جیسیکه معراج کي حدیثیں هیں راویوں کے الفاظ هیں اور وہ لفظ بعینه نهیں هیں جو رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمائے تھے *

دوم یهه که جب نقل صحیح اور عقل قطعي میں مخالفت هو (ابن تیمیه کے نزدیک تو مخالفت هو هي نهیں سکتي اور ابن رشد کے نزدیک نقل پر غور کرنے سے ضرور ایسي بات نکلیگي جس سے مخالفت دور هو جاویگي) اور نه ابن تیمیه کے یقین کے مطابق اور نه ابن رشد کے قول کے موافق اُن میں تطبیق هو سکے تو اگر اس کے راوي نامعتمد هیں تو وہ حدیث موضوع سمجھي جاویگي اور اگرمعتمد هیں تو یقین اسبات کا هوگا که وہ قول رسول خدا صلی الله علیه و سلم کا نهیں هی اور اُس کے بیان میں راویوں سے کچھه سهو و غلطي هوئي هی اور اگر وہ قول پیغمبر مانا جاوے تو ضرور اُسکے معني اور مقصد سمجھنے میں کچھه غلطي هی *

مگر هم کو یهه بیان کرنا چاهیئے که کن امور کو هم عقل قطعي کے مخالف قرار دیتے هیں اُن میں سے ایک تو ممتنعات عقلي هیں اور دوسرے ممتنعات استقرائے جو کلیه کي حد تک پهونچ گئے هوں اور جو قانون فطرت سے موسوم هوتے هیں *

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۵﴾

مثلا جز کا کل کي برابر هونا يا مساوي کے مساوي کا مساوي نهونا يا موجود بالذات غير مخلوق کا کسيکو اپنے مثل پيدا کرنا ممتنعات عقلي سے هيں *

استقراء جس ميں تجربه اور امور بهي داخل هيں جو تحقيقات علمي سے ثابت هوئے هيں جب کلي هونے کي حد تک پهونچ جاتا هی اور جس سے قانون فطرت ثابت هوتا هی اُس کي مخالفت هونا ممتنعات استقرائي سے هی اور اُس کو بهي طردا للباب ممتنعات عقلي سے تعبير کيا جاتا هی مثلا انسان کا مستقيم القامت بادي البشرہ عريض الاظفار هونا استقراء کلي سے ثابت هوتا هی *

اسي استقراء سے جو اُمور ثابت هوئے هيں وهي قانون فطرت کهلاتے هيں اور اُن ميں تغير و تبدل نهيں هوسکتا اور جهساکه اُن ميں تغير و تبديل هونا ممتنعات عقلي سے هی اسي طرح مذهب اسلام ميں از روے نقل کے بهي اُن ميں تغير و تبديل هونا ممتنعات سے هی قرآن مجيد ميں جا بجا فرمايا هی " لا تبديل لخلق الله و لن تجد لسنة الله تبديلا " پس قانون فطرت کے بر خلاف هونا ممتنعات عقلي ميں سے هی *

اسي بنا پر حديث صلواة سفينة نوح عند المقام اور حديث ردالشمس ان کان مرادہ حقيقتا ردها اور حديث شق القمر تسليم نهيں کي جاتي خواہ اُن کو موضوع کها جاوے اگر اُن کے راوي کاذب البيان هوں يا نا سمجهي اور غلط فهمي راويوں سے تعبير کيا جاوے اگر اُن کے راوي عادل هوں *

معراج کے متعلق جسقدر حديثيں هيں اُن ميں آنحضرت صلعم کا بجسدہ جبرئيل کا هاتهه پکڑ کر خواہ براق پر سوار هوکر يا پرند جانور کے گهونسلے ميں بيٹهه کر جو درخت ميں لٹکا هوا تها بيت المقدس تک جانا اور وهاں سے بجسدہ آسمانوں پر تشريف لے جانا يا بذريعه ايک سيڑهي کے جو آسمان تک لگي هوئي تهي چڑه جانا خلاف قانون فطرت هی اور اس ليئے ممتنعات عقلي ميں داخل هی اگر هم اُن کے راويوں کو ثقه اور معتبر تصور کرليں تو بهي يهه قرار پائيگا که اُن کو اصل مطلب کے سمجهنے اور بيان کرنے ميں غلطي هوئي مگر اُس واقعه کي صحت تسليم نهيں هوسکتي کي اس لئيے که ايسا هونا ممتنعات عقلي ميں سے هی — اور يهه کهديا که خدا ميں سب قدرت هی اُس نے ايسا هي کرديا هوگا جهال اور نا سمجهه بلکه مرفوع القلم لوگوں کا کام هی نه اُن کا جو دل سے اسلام پر يقين کرتے هيں اور دوسروں کو اُس پر يقين دلانا اور اعلاے کلمة الله چاهتے هيں *

کافي هی تو آپ آج کے دن اپنے پر حساب لینے والا (۱۵)

واقعات خلاف قانون فطرت کے وقوع کا ثبوت اگر گواهان رویت بهي گواهي دیں تو محالات سے هی اس لیئے که اُس وقت دو دلیلیں جو ایک هي حیثیت پر مبني هیں سامنے هوتي هیں ایک قانون فطرت جو هزاروں لاکهوں تجربوں سے جهلا بعد جیل و زماناً بعد زمان ثابت هی — اور ایک گواهان رویت جن کا عادل هونا بهي تجربه سے ثابت هوا هی پس اس کا تصفیه کرنا هوتا هی که دونوں تجربوں میں کونسا تجربه ترجیح کے قابل هی قانون فطرت کو غلط سمجهنا یا راوي کي سمجهه اور بیان میں سهوو غلطي کا هونا — کوئي ذي عقل تو قانون فطرت پر راوي کے بیان کو ترجیح نهیں دے سکتا — قول پیغمبر بلا حجت قابل تسلیم هی مگر کلام تو اسي میں هی که قول پیغمبر هی یا نهیں *

اب هم غور کرتے هیں احادیث معراج پر جن میں صاف پایا جاتا هی که وه ایک واقعه هی جو سوتے میں آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے دیکها تها اور دلالت النص سے بهي یهي پایا جاتا هی اور صحاح کي کسي حدیث سے نهیں پایا جاتا که حالت بیداري میں آپ نے دیکها اور بجسده آپ بیت‌المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے بلکه برخلاف اس کے چند حدیثوں میں سونے کي حالت پائي جاتي هی تو همارا اور هر ذي عقل کا بلکه هر مسلمان کا فرض هی که اُس کو ایک واقعه خواب کا تسلیم کرے اور ابن رشد کے قول کو صحیح سمجهے که اگر نقل میں کوئي بات خلاف عقل معلوم هوتي هی تو خود نقل اور اُس کے ما سبق و مالحق پر غور کرنے سے وه مخالفت دور هوجاتي هی نه یهه که تاویل بعیده اور رکیکه اور دلایل فرضي دور ازکار سے اُسکو ایسا واقعه بنا دے جو حقیقت کے بهي ایسا هي مخالف هو جیساکه عقل کے اور مذهب اسلام کي بنیاد مستحکم کو توڑ کر ریت پر بلکه پاني پر اُس کي بنیاد رکهے والله یهدي من یشاء الی صراط مستقیم *

شق صدر

منجمله واقعات معراج کے شق صدر کا بهي واقعه هی جس کو هم بالتخصیص بیان کرنا چاهتے هیں کیونکه اُس کي نسبت ایسي بهي حدیثیں هیں جن سے معلوم هوتا هی که علاوه معراج کے اور دفعه بهي شق صدر هوا تها *

بخاري میں تین حدیثیں ابوذر سے اور دو حدیثیں مالک ابن صعصعه سے اور ایک حدیث مسلم میں اور ایک نسائي میں مالک ابن صعصعه سے اور بخاري میں ایک

من اهتدى فانما يهتدي لنفسه

حديث انس ابن مالک سے اور مسلم میں دو حدیثیں انس ابن مالک سے مروي هیں جن میں شق صدر کا واقعہ معراج کے واقعات کے ساتھہ بیان ہوا ہی *

علاوہ اسکے اور روایتوں سے جن میں سے مسلم کي بھي ایک حدیث ہی جو انس ابن مالک سے مروي ہی معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ معراج کے چار دفعہ اور انحضرت صلی الله علیہ وسلم کا شق صدر ہوا ہی اور یہہ اختلاف روایات اس امر کا باعث ہوا ہی کہ اُن کي تطبیق کے خیال سے لوگوں نے متعدد دفعہ شق صدر کا ہونا قرار دیا ہی مگر یہہ محض غلطي ہی — ابن قیم نے معراج کي مختلف روایات کے سبب جن لوگوں نے تعدد معراج کو مانا ہی اُن کي نسبت لکھا ہی کہ مختلف روایات سے تعدد واقعہ کا ماننا بالکل خبط ہی اور یہہ طریقہ ظاہري المذهب ضعیف راویوں کا ہی جو سارے قصہ میں روایت کے ایک لفظ کو دوسري روایت کے مخالف پاکر ایک جدا واقعہ ٹہراتے ہیں اور جتني مختلف روایتیں ملتي جاتي ہیں اُتنے ہي جدا واقعات خیال کرتے ہیں پس مناسب ہی کہ اول ہم اُن حدیثوں اور روایتوں کو اس مقام پر نقل کردیں *

و کل هذا خبط و هذه طریقة ضعفاء الظاهریة من ارباب النقل الذین اذا راوا في القصة لفظة تخالف سیاق بعض الروایات جعلوه مرة اخری فکلما اختلف علیهم الروایات عددوا الوقایع (زاد المعاد ابن قیم صفحہ ۲۰۳) —

شق صدر عند حلیمة في بني الليث

انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم لڑکوں کے ساتھہ کھیل رہے تھے جبریل آئے اور آپ کو پکڑکر زمین پر پچھاڑا اور آپ کے دل کو چیرکر نکالا اور اُس میں سے ایک پھٹکي نکالي اور کہا یہہ تجھہ میں شیطان کا حصہ تھا پھر دل کو سونے کے لگن میں آب زمزم سے دھویا اور زخم اچھا کرکے وہیں رکھدیا جہاں تھا — لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کي ماں یعني دودھ پلائي کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے لوگ آنحضرت کي طرف دوڑے دیکھا کہ آپ کے

عن انس بن مالک رضي الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاه جبریل وهو یلعب مع الغلمان فاخذه فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشیطان منک ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لایمه ثم اعاده في مکانه و جاء الغلمان یسعون الی امه یعني ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون قال انس فکنت اری اثر المخیط في صدره —

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۲)

جس شخص نے هدايت پائي پھر اسکے سوا کچھہ نهيں که اُس نے هدايت پائي اپنے بھلے کے لئے

چہرہ کا رنگ متغیر هی — انس کہتے هیں که میں حضرت کے سینه پر ٹانکوں کے نشان دیکھتا تھا *

بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے حلیمه کے قصه میں ابن عباس کي یهه روایت بیان کي هی که خدا کي قسم همارے آنے کے دو تین مهینے بعد آنحضرت همارے گھر کے پیچھے جهاں همارے جانور چرتے تھے اپنے دودہ شریک بھائي کے ساتھه کھیل رهے تھے که آپ کا رضاعي بھائي دوڑتا آیا اور اُس نے کہا که دو شخص سفید کپڑے پہنے هوئے آئے اور اُنهوں نے میرے قریشي بھائي کو زمین پر لٹاکر اُس کا پیٹ چیر ڈالا — میں اور اُس کا باپ دونوں اُن کے ڈھونڈنے کو دوڑے — هم دیکھتے هیں که وہ کھڑے هیں اور چہرے کا رنگ متغیر هی — باپ نے اُن کو گلے سے لگالیا

و اخرج البیهقي و ابن عساکر وغیرهم عن ابن عباس (في قصة حلیمة) فوالله انه لبعد مقدمنا بشهرین او ثلاثة مع اخیه من الرضاعة لفي بهم لنا خلف بیوتنا جاء اخوه یشتد فقال ذاک اخي القریشي قد جاءه رجلان علیهما ثیاب بیض فاضجعاه و شقا بطنه فخرجت انا و ابوه نشتد نحوه فنجده قايما منتقعا لونه فاعتنقه ابوه و قال اي بني ماشانک قال قدجاء ني رجلان علیهما ثیاب بیض فاضجعاني فشقا بطني ثم استخرجا منه شیئا فطرحاه ثم رداه کما کان — (مواهب لدنیه نسخه قلمي صفحه ۳۵) —

اور پوچھا بیٹا ! تمهارا کیا حال هی — کہا دو سفید پوش آدمي آئے اور اُنهوں نے مجھکو زمین پر لٹایا اور میرا پیٹ چیر ڈالا پھر پیٹ میں سے کوئي چیز نکال کر پھینک دي اور اس کو ویساهي کردیا جیسا تھا *

ابویعلي — ابو نعیم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس کي حدیث میں جو بني عامر کے ایک شخص سے مروي هی بیان کیا هی که رسول خدا نے فرمایا جب میں قبیله بني لیث میں دودہ پیتا تھا ایک دن لڑکوں کے ساتھه میدان میں کھیل رها تھا که تین شخص آئے جن کے پاس سونے کا لگن برف سے بھرا هوا تھا — اُنهوں نے لڑکوں کے درمیان سے مجھکو اُٹھالیا اور سب لڑکے بھاگ کر قبیله کي طرف چلے گئے — اُن شخصوں

وفي حدیث شداد ابن اوس عن رجل من بني عامر عند ابي یعلي و ابي نعیم و ابن عساکر ان رسول الله صلی الله علیه و سلم قال کنت مسترضعا في بني لیث بن بکر فبینما انا ذات یوم في بطن واد مع اتراب من الصبیان اذانا برهط ثلاثة معهم طست من ذهب ملیء ثلجا فاخذوني من بین اصحابي و انطلق الصبیان هرابا مسرعین الي الحي فعمد احدهم فاضجعني

وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا

الي الارض اضجاعا لطيفا ثم شق ما بين
مفرق صدري الى منتهى عانتي و انا انظر
اليه لم اجد لذلك مسا ثم اخرج احشاء
بطني ثم غسلها بذلك الثلج فانعم غسلها
ثم اعادها مكانها ثم قام الثاني فقال لصاحبه
تنح ثم ادخل يده في جوفي فاخرج قلبي
وانا انظر اليه فصدعه ثم اخرج منه مضغة
سوداء فرمي بها ثم قال بيده يمنة و يسرة
كانه يتناول شيئا فاذا بخاتم من نور يحار
الناظر دونه فختم به قلبي فامتلاء نورا وذلك
نور النبوة والحكمة ثم اعاده مكانه فوجدت
برد ذلك الخاتم في قلبي دهرا ثم قال الثالث
لصاحبه تنح فامرّ يده بين مفرق صدري الى
منتهى عانتي - فالتأم ذلك الشق باذن الله
تعالى ثم اخذ بيدي فانهضني من مكاني
انهاضاً لطيفاً ثم قال الاول زنه بعشرة من امته
فوزنوني بهم فرجحتهم ثم قال زنه بماية من
امته فرجحتهم فقال دعه فلو وزنتموه بامته
كلها لرجحهم ثم ضموني الى صدور هم وقبلوا
راسي و ما بين عيني ثم قالوا يا حبيب
لم ترع انك لو تدري ما يراد بك من الخير
لقرت عيناك -

(مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۵ و ۳۶) —

ميں سے ايک نے مجھکو آهسته زمين پر
لٹا ديا — اور ميرے پيٹ کو سينه کے سرے
سے پيڑو تک چير ڈالا — ميں ديکھه رہا تها
اور مجھکو کوئي تکليف معلوم نهيں هوتي
تهي - پهر اُس نے ميرے پيٹ کي آنتوں کو
نکالکر برف ميں اچهي طرح دهويا — اور
اُن کو اسي جگهه رکهديا - پهر دوسرا آدمي
کهڑا هوا اور اُس نے اپنے ساتهي سے کها تو
هٹ جا پهر اُس نے ميرے پيٹ ميں هاتهه
ڈال کر ميرا دل نکالا اور ميں ديکهتا تها پهر
اس کو چير کر ايک کالي پهٹکي اس ميں
سے نکالکر پهينکدي — پهر اُس نے هاتهه سے
دائيں بائيں اشاره کيا گويا کسي چيز کو ليتا
چاهتا هي — پهر ايک نور کي مهر سے جس
کو ديکهکر آنکهيں چندهيائيں ميرے دل پر
مهر کي اور اس کو نور سے بهرديا وه نور نبوت
اور حکمت کا تها پهر دل کو اُسي جگهه رکهديا -
اُس مهر کي ٹهنڈک ايک مدت تک ميرے
دل ميں محسوس هوتي رهي پهر تيسرے
شخص نے اپنے رفيق سے کها توهٹ جا پهر اُس
نے ميرے سينه کے سرے سے پيڑو تک هاتهه
پهيرا خدا کے حکم سے زخم بهر آيا — پهر آهسته هاتهه پکڑ کر مجهکو اُٹهايا - پهلے شخص
نے کها که اس کي اُمت ميں سے دس آدميوں کے ساتهه اس کو تولو — اُنهوں نے مجهکو
تولا ميں وزن ميں ان سے زياده نکلا پهر اس نے کها اب کے سو آدميوں کے ساتهه تولو —
ميں وزن ميں اُن سے بهي زياده نکلا - اس نے کها اُن کو چهوڑ دو اگر ساري اُمت کے
ساتهه ان کو تولوگے تو پهر بهي يهه وزن ميں زياده نکلينگے پهر اُنهوں نے مجهکو چهاتي

اور جو گمراہ ہوا اس کے سوا کچھہ نہیں کہ گمراہ ہوا اپنے نقصان کے لیئے

سے لگایا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیکر کہا اے عزیز اندیشہ نکرو اگر تمکو معلوم ہوتا کہ خدا تم سے کیا بھلائی کرنی چاہتا ہی تو تم ضرور خوش ہوتے *

بیہقی میں ابن عباس کی روایت میں ہی کہ حلیمہ کہتی ہیں ناگاہ میرا بیٹا ضمرہ دوڑتا ہوا خوف زدہ اور روتا ہوا آیا اس کے ماتھے سے پسینہ ٹپکتا تھا — اور پکارتا تھا اے باپ اے ماں جاؤ محمد سے ملو تم انکو مردہ پاؤگے — خدا اُنکو پناہ میں رکھے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور ہمارے درمیان سے اُن کو اُٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور اُن کے سینہ کو پیڑو تک چیر ڈالا اور اسی روایت میں ہی کہ آنحضرت نے فرمایا تین شخص آئے ایک کے ہاتھہ میں چاندی کا لوٹا اور دوسرے کے ھاتھہ میں زمرد سبز کا لگن تھا *

فی روایۃ ابن عباس عندالبیہقی قالت حلیمۃ اذ انا با بنی ضمرۃ یعد و فزعا وجبینہ یرشح با کیا ینادی یا ابت یا اماہ الحقا محمداً فما تلحقاہ الا میتا اعاذہ اللہ من ذلک اتاہ رجل فاختطفہ من او ساطنا و علابہ ذروۃ الجبل حتی شق صدرہ الی عانتہ و فیہ انہ علیہ السلام قال اتانی رھط ثلاثۃ بیداحد ھم ابریق من فضۃ و فی ید الثانی طست من زمردا خضر —

(مواہب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۳۶)

شق صدرہ فی غار حرا

ابو النعیم نے بیان کیا ہی کہ جبرئیل اور میکائیل دونوں نے آنحضرت کے سینہ مبارک کو چیرا اور دھویا پھر کہا پڑہ خدا کے نام سے — اور ایسا ہی طیالسی اور حارث نے اپنی مسندوں میں (غار حرا میں آنحضرت کے شق صدر کا) ذکر کیا ہی *

روی ابوالنعیم ان جبرئیل و میکائیل شقاصدرہ و غسلاہ ثم قال اقرا باسم ربک — و کذا روی شق صدرہ الشریف ھہنا الطیالسی والحارث فی مسندیہما —

(مواہب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۴۹ و ۵۰) —

شق صدرہ و ھوابن عشر

اور ابو نعیم نے دلایل النبوت میں ایک اور شق صدر کا بیان کیا ہی جبکہ آنحضرت کی دس برس کی عمر تھی اور عبدالمطلب کے ساتھہ اُنکا ایک قصہ بیان کیا ہی *

وروی شق ایضا وھو ابن عشر و نحوھا مع قصۃ لہ مع عبدالمطلب ابونعیم فی الدلایل

(مواہب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۳۶)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

شق صدرہ مرۃ خامسۃ

وروي خامسۃ (اي مع شق صدرہ في المعراج) ولايثبت - (مواهب لدنيہ نسخہ قلمي صفحہ ۳۶) — پانچویں دفعہ بھي شق صدر بیان کیا گیا ھی مگر ثابت نہیں ھی *

جو اختلافات کہ ان روایتوں میں ھیں وہ خود اُن سے ظاھر ھیں - مگر منجملہ ان روایتوں کے ابن عساکر - شداد ابن اوس — ابن عباس - انس کي روایتیں ایسي ھیں جن میں خاص ایک وقت اور ایک مقام اور ایک زمانہ کا قصہ شق صدر مذکور ھی - یعني جبکہ آنحضرت بني لیث میں حلیمہ کے گھر تشریف رکھتے تھے - یہہ چاروں روایتیں با جودیکہ ایک وقت اور ایک زمانہ اور ایک مقام کي ھیں ایسي مختلف ھیں کہ کسیطرح اُن میں تطبیق نہیں ھوسکتي - اور اس لیئے اُن میں سے کوئي روایت بھي قابل احتجاج کے نہیں *

۱ — اختلاف اس باب میں کہ کتنے شخص یا فرشتے شق صدر کے لیئے آئے

ابن عساکر کي حدیث میں ھی — کہ دو آدمي سفید کپڑے پہنے ھوئے آنحضرت کے پاس آئے *

شداد ابن اوس کي حدیث میں ھی - کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا *

ابن عباس کي حدیث میں ھی کہ ایک آدمي آیا اور آنحضرت کو اُٹھا لے گیا - اور یہہ بھي ھی کہ تین شخص آئے *

انس کي حدیث میں ھی کہ جبریل آنحضرت کے پاس آئے *

۲ — جو چیزیں کہ اُن شخصوں کے پاس تھیں اُنمیں اختلاف

شداد ابن اوس کي حدیث میں ھی کہ اُن کے پاس ایک طشت تھا سونے کا برف سے بھرا ھوا *

ابن عباس کي حدیث میں ھی کہ ایک کے ھاتھہ میں چاندي کي چھاگل تھي اور دوسرے کے ھاتھہ میں سبز زمرد کا طشت *

اور نہیں بوجھہ اُتھاتا کوئی بوجھہ اُتھانے والا بوجھہ دوسرے کا

ابن عساکر اور انس کی حدیث میں ان چیزوں میں سے کسی کا ذکر نہیں ہی *

۳ — اختلاف آنحضرت کے زمین پر لتانے کی نسبت

ابن عساکر اور شداد ابن اوس کی حدیث میں ہی کہ آنحضرت کو زمین پر لتایا — (یعنی حلیمہ کے گھر کے پیچھے جو میدان تھا اُس میں) *

ابن عباس کی حدیث میں ہی کہ آنحضرت کو اُتھاکر پہاڑ کی چوتی پر لے گئے اور وہاں لتایا *

انس کی حدیث میں اس کا کچھہ ذکر نہیں ہی *

۴ — اختلاف نسبت شق صدر و غسل قلب وغیرہ

ابن عساکر کی حدیث میں ہی کہ آنحضرت کا پیت چیرا اور اُسمیں سے کچھہ نکالکر پھینکدیا — اور پھر ویساهی کردیا اور اُس میں کسی چیز کا کسی چیز سے دھونے کا ذکر نہیں ہی *

ابن عباس کی حدیث میں ہی کہ آنحضرت کا سینہ پیرو تک چیرا اور کسی چیز کے نکالکر پھینکنے کا ذکر نہیں ہی *

انس کی حدیث میں ہی کہ اُن کا دل چیرا اور اُسمیں سے کوئی کالی چیز نکالکر پھینکدی اور کہا کہ یہہ حصہ ہی شیطان کا — اور اُن کے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا — اور جہاں تھا وهیں رکھدیا *

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہی کہ حلقوم سے پیرو تک آنحضرت کا سینہ چیرا *

مندرجہ ذیل امور صرف شداد ابن اوس کی حدیث میں هیں اور کسی حدیث میں نہیں

۱ — آنحضرت کے پیت کی انتریاں نکالیں *

۲ — اُن کو برف سے دھویا اور جہاں تھیں وهیں رکھدیں *

۳ — پھر دوسرے شخص نے آنحضرت کے پیت میں هاتھہ ڈالا *

۴ — اور ایک کالا ٹکرا نکالکر پھینکدیا *

۵ — پھر ایک نور کی مہر سے آنحضرت کے دل پر مہر کی — اور جہاں تھا وهاں رکھدیا *

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾

---

۶ — پھر پہلے شخص نے آنحضرت کو اُن کی اُمت سے تولا *

۷ — پھر اُن تینوں شخصوں نے آنحضرت کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا *

۵ — اختلاف درباب اطلاع واقعات بحلیمہ

ابن عساکر کی حدیث میں اس کا کچھہ ذکر نہیں *

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہی کہ قبل شق صدر جو لڑکے وہاں تھے وہ بھاگ گئے *

انس کی حدیث میں ہی کہ بعد شق صدر لڑکے دوڑتے ہوئے حلیمہ کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے *

ابن عباس کی حدیث میں ہی کہ میرا بیٹا ضمرہ میرے پاس دوڑتا ہوا آیا *

۶ — اختلاف نسبت صحت پانے شق صدر کے

شداد ابن اوس کی حدیث میں ہی کہ تین شخص جو آئے تھے اُن میں سے ایک نے حلقوم سے پیڑو تک ہاتھہ پھیرا اور زخم اچھا ہوگیا *

انس کہتے ہیں کہ میں ٹانکے لگانے کا نشان آنحضرت کے سینہ پر دیکھتا ہوں (یعنی بعد شق صدر ٹانکے لگائے گئے) *

باقی دو حدیثوں میں اس کا کچھہ ذکر نہیں ہی *

غرضکہ یہہ روایتیں ایسی مختلف ہیں کہ اُن میں تطبیق غیر ممکن ہی — جو کہ شق صدر کا ہونا نہ امر عادی ہی نہ امر عقلی اس لیئے بسبب اختلاف روایات کے اُس کا متعدد دفعہ واقع ہونا تسلیم نہیں ہوسکتا بلکہ اُس اختلاف کے سبب سے یہہ حدیثیں قابل احتجاج نہیں *

اصل یہہ ہی کہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہی " الم نشرح لک صدرک " اُس کے ٹھیک معنی یہہ ہیں " شرح اللہ صدرہ للاسلام " جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ابن عباس سے مروی ہی (بخاری صفحہ ۷۳۹) لیکن مسلم میں جو حدیث مالک بن صعصعہ کی معراج کے متعلق آئی ہی اُس میں بجاے شق صدر کے لفظ شرح صدر کا آیا ہی اس لیئے مفسرین نے سورۂ الم نشرح میں جو لفظ شرح صدر کا ہی = اس کو شق صدر سے تعبیر کیا ہی حالانکہ وہاں شق صدر سے تعبیر کرنا محض غلط ہی — اور ترمذی نے بھی غلطی سے حدیث معراج کے اُس ٹکڑے کو جس میں لفظ شرح صدر آیا ہی سورۂ الم نشرح

اور هم نهيں هيں عذاب دينے والے جب تک که هم بهيجيں كوئي پيغمبر (۱۶)

کي تفسير ميں لکهديا هی اسي بنا پر راويوں نے شق صدر کي مختلف حديثيں پيدا کرلي هيں — جن ميں اختلاف كثير واقع هوگيا هی — مگر هم اُن روايتوں ميں سے کسي روايت کو بهي قابل احتجاج نهيں سمجهتے *

علاوہ معراج کے صحاح کي کسي حديث ميں بجز مسلم کے شق صدر کا ذکر نهيں هی اور اُس حديث کو جو انس بن مالک سے مروي هی هم ابهي لکهه آئے هيں ليکن وہ حديث بهي قابل احتجاج نهيں هی کيونکه خود اُس حديث سے تعارض ظاهر هوتا هی — حضرت انس فرماتے هيں که آنحضرت کے سينهٔ مبارک پر ٹانکے لگانے کے نشان ميں ديکهتا هوں يعني شق صدر کے بعد جبرئيل نے آپ کے سينه پر جيسے جراح زخم پر ٹانکے لگاتا هی ٹانکے لگائے تهے — اور آنحضرت کے سينه مبارک پر اُس زمانه تک که انس مسلمان هوئے هوں ٹانکوں کے نشان موجود تهے اور حضرت انس اُنکو ديکهتے تهے — العجب ثم العجب !! *

ايسي حديثوں پر احتجاج نهيں هوسکتا — مولانا شاہ عبدالعزيز نے عجالهٔ نافعه ميں علامات وضع حديث ميں لکها هی که " مخالف مقتضاے عقل و شرع باشد و قواعد شرعيه آنرا تکذيب نمايد " اس حديث کا خلاف عقل هونا تو ظاهر هی اور مخالف شرع اس ليئے هی که اگر شق صدر رسول خدا کا هوا هو تو وہ بطور معجزہ کے هوا هوگا اور پهر اُس کا اندمال بهي بطور معجزہ کے هوا هوگا — اُس پر مثل جراحوں کے ٹانکے لگائے جانے اور اُن کے نشانوں کو حضرت انس کا ديکهنا خود اعجاز کے مخالف هی — جس پر اس واقعه کي بنا هی اور اس ليئے اُس حديث پر احتجاج نهيں هوسکتا *

چند حديثيں ايسي هيں جن ميں شق صدر کا هونا معراج کے ساتهه بيان هوا هی — ايسا هونا البته تسليم هوسکتا هی — اس ليئے که هماري تحقيق ميں واقعه معراج کا ايک خواب تها جو رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے ديکها تها اُسي خواب ميں يهه بهي ديکهنا که جبرئيل نے آپ کا سينه چيرا اور اُس کو آب زمزم سے دهويا قابل انکار نهيں هی — اور نه اُس سے انکار کرنے کي کوئي وجه هی *

بعض کتابيں حديث کي جيسيکه بيهقي اور دار قطني اور مثل اُن کے هيں اور کتب سير و تاريخ جيسيکه مواهب لدنيه اور سيرة ابن هشام وغيرہ هيں وہ جب تک اُن کے صحيح هونے يا غلط هونے کي کوئي وجه نهو مطلقا قابل التفات نهيں هيں اور اُن کي اکثر حديثيں اور روايتيں نا معتبر اور موضوع هيں اُن پر استدلال کرنے سے زيادہ کوئي کام ناداني

وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (١٧) وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا (١٨)
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ
ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (١٩) وَ مَنْ اَرَادَ
الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَّشْكُوْرًا (٢٠) كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ
عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا (٢١) اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا (٢٢) لَا تَجْعَلْ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا (٢٣)

و سفاهت و بلادت کا نهیں هی کیا یهه کچهه تعجب کي بات نهیں هی که ابو نعیم کي روایت میں هی که جبرئیل و میکائیل شق صدر کرنے کو آئے تھے ایک راوي نے اُس پر یهه طرہ اضافه کیا که آنحضرت نے فرمایا که میرے پاس دو سفید پرند آئے گویا که وہ نسران یعني دو گد تھے اور ایک شاذ روایت میں هی که دو کرکي یعني دو کلنگ جانور آئے تھے کہا جاتا

و في روايته فاقبل الى طيران ابيضان كانهما نسران و في رواية غريبة نزل عليه كركيان و قد يقال ان الطايرين تارة شبها بالنسرين و تارة بالكركيين و في كون مجيئي جبرئيل و

اور جبکه هم اراده کرتے هیں که هلاک کریں کسي بستي کو حکم کرتے هیں هم اُس کے سرکشوں کو (رسول کي اطاعت کا) پهر نافرماني کي اُنهوں نے اُس میں تو محقق هوگیا اُس پر وعده عذاب کا پهر تب هم نے اُس کو برباد کردیا هر طرح سے برباد کردیا ۱۷ اور بہتوں کو هم نے هلاک کیا اگلے زمانه کے لوگوں میں سے نوح کے بعد اور کافي هی تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناهوں پر خبر رکهنے والا اور دیکهنے والا ۱۸ جو کوئي چاهتا هی جلدي جانے والي (یعني آسودگي دنیا) کو جلدي دیتے هیں هم اُس کو اُسي میں جو هم چاهتے هیں جس کے لیئے چاهتے هیں پهر هم کرتے هیں اُسکے لیئے جهنم جاویگا اُس میں بد حال هوا رانده هوا ۱۹ اور جو کوئي چاهتا هی آخرت کو اور کوشش کرتا هی اُس کے لیئے پوري کوشش اُس کي اور وه ایمان والا هی پهر یهه لوگ هیں که هوگي اُن کي سعي قبول کي گئي ۲۰ هر ایک کو مدد دیتے هیں هم اُس گروه کو اور اُس گروه کو تیرے پروردگار کي بخشش سے اور نهیں هی بخشش تیرے پروردگار کي روکي گئي ۲۱ دیکهه کس طرح هم نے بزرگي دي اُن میں سے بعضوں کو بعضوں پر اور بے شبهه آخرت بہت بڑي هی درجوں میں اور بہت بڑي بزرگي دینے میں ۲۲ مت ٹههرا الله کے ساتهه دوسرے کو معبود پهر تو بیٹهه رهیگا بد حال هوا تباهي میں پڑا هوا ۲۳

میکائیل علیهما السلام علی صورة النسر هی که وه دونوں جانور کبهي تو گد کے مشابه
لطیفة لان النسر سید الطیور — هوجاتے تهے اور کبهي کلنگ کے (اور وه جبرئیل
(صفحه ۳۴ سیرة محمدیه) — و میکائیل فرشتے تهے) اور جبرئیل و میکائیل کے
گدوں کي صورت بنکر آنے میں یهه حکمت تهي که گد پرندوں میں سردار هی - کیا کوئي
با ایمان مسلمان جس کو اپنے ایمان کي کچهه بهي قدر هوگي ایسي لغو اور بیهوده روایتوں
پر جن کے راوي "فلیتبوء مقعده من النار" کے مصداق هیں- التفات کرسکتا هی حاشا و کلا *

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما
يبلغن عندك الكبر احدهما او كلهما فلا تقل لهما اف
ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما (٢٣) واخفض لهما جناح
الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيني صغيرا (٢٤)
ربكم اعلم بما في نفوسكم ان تكونوا صالحين (٢٥) فانه
كان للاوابين غفورا (٢٦) وات ذا القربى حقه والمسكين
وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا (٢٧) ان المبذرين كانوا
اخوان الشيطين وكان الشيطن لربه كفورا (٢٨) واما
تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم
قولا ميسورا (٢٩) ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك ولا
تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا (٣٠) ان ربك
يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر انه كان بعباده خبيرا
بصيرا (٣١) ولا تقتلوا اولادكم خشية املاق نحن نرزقهم و
اياكم ان قتلهم كان خطا كبيرا (٣٢)

اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ نہ عبادت کرو (کسیکی) مگر اُسی کی اور (حکم کیا)
ما باپ کے ساتھہ احسان کرنے کو اگر پہونچے تیرے ساتھہ بڑھاپے کو اُن دونوں میں کا ایک
یا دونو تو مت کہہ اُنکو اُف تک اور مت جھڑک اُنکو اور کہہ اُنکے لیئے بات تعظیم کی ۲۳
اور جھکا اُن کے لیئے باز و تواضع کے مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر اُن پر جسطرح
کہ انہوں نے پالا مجھکو چھوٹا پنے میں ۲۴ تمہارا پروردگار جانتا ہی جو کچھہ کہ تمہارے
جی میں ہی اگر تم ہوگے نیک ۲۵ پھر بیشک وہ ہی (گناہوں سے) پھرنے والوں کو بخشنے
والا ۲۶ اور (حکم کیا) دے قرابت والے کو اُس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور مت
خرچ کر بیجا خرچ کرنا ۲۷ بے شک بیجا خرچ کرنے والے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہی
شیطان اپنے پروردگار کے لیئے نا شکری کرنے والا ۲۸ اور اگر تو موںھہ پھیرے اُن سے خواہش
میں کسی رحمت کی اپنے پروردگار سے جس کی تو اُمید رکھتا ہی (یعنی بالفعل تیرے
پاس اُن کے ساتھہ سلوک کرنے کو کچھہ نہو اور تجھکو خدا کی رحمت سے کشایش کی
اُمید ہو) تو کہہ اُن کو بات نرمی سے ۲۹ اور مت کر اپنے ہاتھہ کو بندھا ہوا ساتھہ اپنی
گردن کے اور مت کھول اُس کو بالکل کھول دینا پھر بیٹھہ رھیگا تو ملامت کیا گیا اور
پچتاتا ہوا ۳۰ بے شک تیرا پروردگار فراخ کرتا ہی رزق کو جس کے لیئے چاہتا ہی اور
تنگ کرتا ہی ۔ بے شک وہ ہی اپنے بندوں پر خبر رکھنے والا دیکھنے والا ۳۱ اور مت مار
ڈالو اپنی اولاد کو ڈرسے افلاس کے ۔ ہم اُن کو رزق دیتے ہیں اور تمکو بے شک اُن کا مارڈالنا
ہی خطا بہت بڑی (یعنی بہت بڑا گناہ) ۳۲

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا
تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿٣٤﴾
وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿٣٦﴾
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا
تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾
اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ
لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

اور نه پاس پهٹکو زنا کے بے شک وہ هی بےحیائي اور بري راہ ۳۲ اور مت مار ڈالو اُس جان کو جس کو (مار ڈالنا) حرام کیا هی الله نے مگر ساتهه حق کے (یعني بحق قصاص) اور جو کوئي مارا جاوے مظلوم هوکر تو بے شک هم نے کیا هی اُس کے ولي کے لیئے غلبه پهر نه زیادتي کرے (کوئي) مار ڈالنے میں بیشک وہ (یعني اُس کا ولي) هی مدد دیا گیا ۳۳ اور نه پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریق سے که وهي زیادہ اچها هی (یعني اُس کي حفاظت کے لیئے) یهاں تک که وہ پهونچے اپني جواني کو اور پورا کرو عهد کو بے شک عهد پوچها جاویگا ۳۴ اور پورا کرو پیمانه کو جسوقت که تم ناپو اور تولو ترازو سیدهي سے یهه بهتر هی اور زیادہ اچها هی بلحاظ عاقبت کے ۳۵ اور نه پیروي کر اُس چیز کي که نهیں هی تجهکو اُس کا علم بے شک کان اور آنکهه اور دل هر ایک اُن میں کا هی که اُس سے پوچها جاویگا ۳۶ اور مت چل زمین میں اکڑتا هوا بے شک تو هرگز نه پهاڑیگا زمین کو اور هرگز نه پهونچیگا پهاڑ کے لمبان کو ۳۷ یهه سب باتیں هیں بري تیرے پروردگار کے نزدیک نا پسند ۳۸ یهه (نصیحتیں) اُن میں سے هیں جو وحي بهیجي هی تیرے پاس تیرے پروردگار نے حکمت (کي باتوں) سے اور مت ٹهیرا الله کے ساتهه دوسرے کو معبود تو ڈالا جاویگا جهنم میں ملامت کیا گیا راندہ هوا ۳۹ کیا پسند کیا هی تمکو تمهارے پروردگار نے بیٹوں کے ساتهه اور اپنے لیئے لیں هیں فرشتوں میں سے بیٹیاں بیشک تم کهتے هو بات بڑي ۴۰

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤٣﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٤﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٤٥﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٦﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿٤٧﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ﴿٤٨﴾ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿٤٩﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿٥٠﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٥٢﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا

اور هاں بے شک همنے هر طرح سے بیان کیا اس قرآن میں تاکه وہ نصیحت پکڑیں اور
نہیں زیادہ کرتا اُن کے لیئے (کچھہ) بجز نفرت کے ۴۳ (کہدے) اے پیغمبر اگر هوتے
اُس کے ساتھہ (یعني خدا کے ساتھہ) بہت سے معبود جیساکه وہ کہتے هیں تو اُسوقت
البتہ ڈھونڈہ نکالتے عرش والے کي طرف کوئي رستہ (یعني جھگڑا کرنے کا) ۴۴ پاک هی
وہ اور برتر هی اُس سے جو وہ کہتے هیں برتر هونا بہت بڑا ۴۵ تسبیح کرتے هیں اُس کے
لیئے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئي ان میں هي اور نہیں کوئي چیز مگر تسبیح کرتي
هی ساتھہ اُس کي تعریف کے لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کي تسبیح کو بے شک وہ هی
برد بار بخشنے والا ۴۶ اور جس وقت تو قرآن کو پڑھتا هی تو کردیتے هیں هم تیرے
درمیان میں اور اُن لوگوں کے درمیان میں جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ایک پردہ
چھپا هوا ۴۷ اور کردیتے هیں هم اُن کے دلوں پر ڈھکن ایسا نہو که اُس کو سمجھہ سکیں
اور اُن کے کانوں میں ٹھینٹھي ۴۸ اور جس وقت تو یاد کرتا هی اپنے رب کو قرآن میں اکیلا
تو وہ پیٹھہ کے بل پھر جاتے هیں بھاگتے هوئے ۴۹ هم خوب جانتے هیں اُس چیز کو جسے وہ
سنتے هیں جس وقت که کان رکھتے هیں تیري طرف اور جس وقت که وہ بھید کي باتیں
کرتے هیں جس وقت که کہتے هیں ظالم که تم نہیں پیروي کرتے مگر ایک آدمي جادو کیئے
گئے کي ۵۰ دیکھہ کسطرح وہ گھڑتے هیں تیرے لیئے مثالیں پھر وہ گمراہ هوئے پھر نہیں پاسکتے
رستہ ۵۱ اور اُنہوں نے کہا که کیا جب هم هو جاوینگے هڈیاں اور گلي هوئي کیا هم پھر
اُٹھائے جاوینگے نئي پیدایش میں ۵۲ کہدے (اے پیغمبر) که تم پتھر هو جاو یا لوها

او خلقا مما یکبر فی صدورکم فسیقولون من یعیدنا قل
الذی فطرکم اول مرة فسینغضون الیک رءوسهم و
یقولون متی هو قل عسی ان یکون قریبا (۵۳) یوم
یدعوکم فتستجیبون بحمده و تظنون ان لبثتم الا قلیلا (۵۴)
و قل لعبادی یقولوا التی هی احسن ان الشیطن ینزغ
بینهم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبینا (۵۵) ربکم اعلم
بکم ان یشا یرحمکم او ان یشا یعذبکم وما ارسلنک علیهم
وکیلا (۵۶) وربک اعلم بمن فی السموت والارض ولقد
فضلنا بعض النبین علی بعض و اتینا داود زبورا (۵۷)
قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر
عنکم ولا تحویلا (۵۸) اولئک الذین یدعون یبتغون الی
ربهم الوسیلة ایهم اقرب و یرجون رحمته و یخافون
عذابه ان عذاب ربک کان محذورا (۵۹) وان من قریة
الا نحن مهلکوها قبل یوم القیمة

يا اور كوئي پيدايش اُس طرح كي كه بڑي معلوم هو تمهارے دلوں میں پهر بهي
كهينگے كه كون پهر پيدا كريگا هم كو كهدے وه جس نے پيدا كيا تم كو پهلي دفعه پهر
هلاوينگے تمهاري طرف اپنے سروں كو اور كهينگے كه كب وه هوگا كهدے كه شايد يهه هووے
نزديك ۵۳ جسدن كه خدا تم كو بلاويگا تو جواب دوگے اُس كي تعريف كركے اور گمان
كروگے كه تم نهيں ٹهيرے مگر تهوڑا سا ۵۴ اور كهدے ميرے بندوں كو كه كهيں وه بات
جو وهي اچهي هے بے شك شيطان وسوسه ڈالتا هے اُن ميں بے شك شيطان هے واسطے
انسان كے دشمن كهلا هوا ۵۵ تمهارا پروردگار خوب جانتا هے تم كو اگر چاهے تم پر
رحم كرے اور اگر چاهے تمكو عذاب دے اور نهيں بهيجا هم نے تجهكو اُن پر ذمه دار ۵۶
اور تيرا پروردگار خوب جانتا هے اُن كو جو آسمانوں ميں هيں اور زمين ميں اور
بے شك هم نے بزرگي دي بعض نبيوں كو بعض پر اور هم نے دي هے داؤد كو زبور ۵۷
كهدے (اے پيغمبر) كه بلاؤ اُن لوگوں كو جن پر تم گهمنڈ ركهتے هو اُس كے (يعني
خدا كے) سوا پهر وه كچهه اختيار نهيں ركهتے دور كرنے برائي كا تم سے اور نه بدل
دينے كا ۵۸ يهه لوگ جو پكارتے هيں (يعني الله كے سوا اور كو) ڈهونڈهتے هيں اپنے
پروردگار كي طرف وسيله كه كونسا اُن ميں سے زياده نزديك هے اور اُميد ركهتے هيں اُس
كي رحمت كي اور ڈرتے هيں اُس كے عذاب سے بے شك عذاب تيرے پروردگار كا هے خوف
كيا گيا ۵۹ اور نهيں كوئي بستي مگر هم اُس كو هلاك كرنے والے هيں قبل دن قيامت كے

أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٦٠﴾
وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ
وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ
إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٦١﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

(۶۰ و ۶۱) اس سے پہلی آیتوں میں خدا تعالی نے کافروں کے عقیدوں کا ذکر کیا ہی کہ وہ خدا کے ساتھہ اور خدا بھی ٹھہراتے تھے اور حشر کو اور قیامت کو نہیں مانتے تھے - پھر اُن کے اس عقیدہ کا ذکر کیا ہی کہ سختی اور مصیبت دور ہونے کے لئے خدا کے سوا اوروں کو وسیلہ ٹھہراتے تھے اور اُن کے وسیلہ سے خدا کی مہربانی چاہتے تھے - اُن کا یہہ بھی عقیدہ تھا کہ ہر شہر و قریہ کی حفاظت خدا کے سوا کسی دوسرے کے سپرد ہوتی ہی - اور اُس شہر اور قریہ کے لوگ اُس کو پوجتے تھے جیسے کہ اس زمانہ کے مشرکین بھی کسی دیوی یا دیوتا کو اُس کا محافظ سمجھتے ہیں یا جیسے جاہل مسلمان کسی ولی یا شہید کو اُس جگہہ کا صاحب ولایت قرار دیکر افعال شرکیہ اُسکی قبر کے ساتھہ کرتے ہیں — اس عقیدہ کی تردید میں خدا نے فرمایا کہ جن قریوں کو ہم ہلاک کرتے یا کوئی عذاب اُن پر نازل کرتے ہیں وہ پہلے سے مقدر ہوچکا ہی - اور مشرکین جنکو اُن قریوں کا محافظ سمجھکر اُنکی پرستش کرتے ہیں - بے فائدہ ہی *

ثمود کی قوم جو الحجر میں رہتی تھی اور جسکی ہدایت کے لیئے حضرت صالح پیغمبر مبعوث ہوئے تھے - بت پرست تھی اور اُن کے بھی اسی قسم کے اعتقادات تھے — جب اُنہوں نے حضرت صالح سے نشانی چاہی اور حضرت صالح نے خداکے حکم سے ایک اونٹنی خدا کے نام پر چھوڑدی - جسطرح کہ اس ملک میں دیوتاؤں کے نام پر سانڈ چھوڑا جاتا ہی اور عرب والے اونٹنی چھوڑتے تھے مگر ان لوگوں نے اونٹنی کو مارڈالا اور اُس کے بعد سخت بھونچال آنے سے وہ قوم تباہ ہوگئی *

عرب کے لوگ جو نشانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہتے تھے اُسکی نسبت خدا نے ثمود کے قصہ پر اشارہ کرکے بتلایا کہ اگلوں نے نشانی مانگی اور پھر جھٹلایا

يا أس كو عذاب كرنے والے هيں عذاب بهت سخت كتاب ميں هى يهه لكها هوا (۶۰) اور

همكو نهيں روكا كه هم بهيجيں نشانيوں كو مگر يهه كه جهتلايا أن كو پهلوں نے اور دي

هم نے ثمود كو اونٹني دكهائي ديتي هوئي پهر انهوں نے ظلم كيا اسپر نهيں بهيجتے هم نشانيوں

كو مگر واسطے ڈرانے كے (۶۱) اور جبوقت همنے كها تجهكو كه بيشك تيرے پروردگا نے گهير ليا

هى آدميوں كو

اسليئے أنكي خواهش سے كوئي نشان مقرر كرنا بيفائده هى † پس يهي مطلب اس آيت كا هى كه همكو كسي نشاني يا احكام خاص كے بهيجنے سے بجز اس كے اور كسي چيز نے منع نهيں كيا كه باوجوديكه اگلوں كے مانگنے پر جو نشان ديئے گئے تهے أس كو بهي أنهوں نے نهيں مانا — پس ايسي خواهشيں لغو اور بيفائده هيں - اور نشانيوں يا احكام خاص كا بهيجنا صرف ڈرانے كے ليئے هى وہ كوئي ايسا امر نهيں هى جو ذريعه ايمان لانے كا هو *

آيت اور آيات كا لفظ جو اس آيت ميں هى أس كے معني احكام كے بهي هوسكتے هيں جو أس اونٹني كے متعلق حضرت صالح نے بتائے تهے اور نشاني كے معني بهي هوسكتے هيں — مگر معجزہ يا معجزات كے معني نهيں هوسكتے اور اسپر هم پهلے بحث كر آئے هيں ‡ *

(۶۲) مفسرين نے اور نيز تفسير ابن عباس ميں لكها هى كه اس آيت ميں تقديم و تاخير هى - تفسير ابن عباس ميں أس تقديم و تاخير كو اسطرح بيان كيا هى — اذ قلنالك ان ربك احاط بالناس - وما جعلنا الرويا التي اريناك والشجرة الملعونة في القرآن الا فتنة للناس — ونخوفهم فلا يزيدهم الا طغيانا كبيرا *

اس آيت سے پهلے خدانے فرمايا تها كه نشانيوں كا بهيجنا صرف ڈرانے كے ليئے هى — أسي كے ساتهه خدانے فرماديا كه هم نے تجهه سے كهديا هى كه بيشك تيرے پروردگار نے سب آدميوں كو گهير ليا هى — پس نشانيوں كا بهيجنا نه بهيجنا برابر هى - اس كے بعد خدا فرماتا هى كه جو خواب هم نے تجهكو معراج ميں دكهايا تها اور شجرة ملعونه

---

† ديكهو هماري تفسير كي تيسري جلد صفحه ۱۹۴ — ۲۰۲

‡ ديكهو هماري تفسير كي پهلي جلد صفحه ۱۳۸ و ۱۳۹

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا کَبِیْرًا ﴿۶۲﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ﴿۶۳﴾

یعنی زقوم کا جو ذکر قرآن میں هی وہ لوگوں کی آزمایش کے لئے هی که کون معراج کی تصدیق کرتا هی اور کون زقوم سے خوف کھاتاهی مگر ابوجهل اور اُس کے ساتهیوں نے اُس کے دوسرے معنی لیکر زقوم کی هنسی اُڑائی اور کہا وہ تو کهجور کو مکهن سے ملاکر کهانا هی — جو نهایت مزیدار هی — پیغمبر هم کو اس سے کیا ڈراتا هی — اُس پر خدا نے فرمایا که هم تو اُن کو زقوم سے ڈراتے هیں — ان کو ڈر تو نهیں هوتا بلکه سر کشی بڑہ جاتی هی *

لسان العرب میں لکها هی که جب زقوم کی آیت نازل هوئی که زقوم گنهگاروں کا کهانا هی — قریش نے زقوم کے معنی نهیں سمجهے — اور ابو جهل نے کہا یهه درخت تو همارے ملک میں پیدا نهیں هوتا — کیا تم میں سے کوئی زقوم کو جانتا هی — ایک شخص نے جو افریقه سے قریش کے هاں آیا هوا تها — کہا که افریقه کی زبان میں زقوم کهجور کے ساتهه مکهن ملاکر کهانے کو کهتے هیں — ابو جهل نے اپنی کنیز سے کہا که مکهن اور کهجور لے آ تاکه هم کهائیں — اور وہ سب

لما نزلت آیة الزقوم ان شجرة الزقوم طعام الاثیم لم یعرفه قریش فقال ابوجهل ان هذا الشجر ما ینبت فی بلادنا فمن منکم من یعرف الزقوم فقال رجل قدم علیهم من افریقیة الزقوم بلغة افریقیة الزبد بالتمر فقال ابو جهل یا جاریة هاتی لنا تمرا و زبدا نزدقمه فجعلوا یاکلون منه و یقولون افبهذا یخوفنا محمد فی الآخرة —

(لسان العرب مادة زقم)

ملکر کهاتے تهے اور کهتے تهے کیا آخرت میں محمد صلعم هم کو اسی چیز سے ڈراتا هی — اسی هنسی اُڑانے پر جو ابو جهل اور اُس کے ساتهیوں نے زقوم کی نسبت اُڑائی خدا تعالی نے سورۂ صافات میں زقوم کا پهر ذکر کیا اور فرمایا انا جعلنا ها فتنة للظالمین انها شجرة تخرج فی اصل الجحیم طلعها کانه رؤس که هم نے اِس کو (یعنی زقوم کو) ظالموں کے

اور همنے نهين كيا خواب كو جو دكهايا تجهكو مگر آزمايش لوگوں كے ليئے اور درخت لعنت كيا گيا (يعني اُس كا ذكر) هى قرآن ميں اور هم اُن كو ڈراتے هيں تو نهيں زيادہ كرتا اُن كو (ڈرانا) مگر سركشي بہت بڑي ۶۲ اور جس وقت هم نے كها فرشتوں كو سجدہ كرو آدم كو پهر اُنهوں نے سجدہ كيا مگر ابليس نے كها كيا ميں اُسے سجدہ كروں جسے تونے پيدا كيا هى مٹي سے ۶۳

الشياطين فانهم لا كلون منها فمالئون منها البطون ثم ان لهم عليها لشوباً من حميم —

واسطے فتنہ بنايا هى — وہ ايک درخت هى جو قعر دوزخ سے پيدا هوگا اس كي خوشے شيطانوں كے سروں كي مانند هيں وہ اسي ميں سے كهائينگے — اور اُس سے اپنا پيٹ بهرينگے — پهر اس كے اوپر گرم پاني ملاكر اُنكو ديا جائيگا *

اور اس آيت سے خدانے بتايا كہ زقوم كا وہ مطلب نهيں هى جو كفار عرب نے بتايا هى بلكہ وہ منجملہ عذابهاے آخرت كے ايک قسم كا عذاب هى — اور چونكہ تمام عذاب دوزخ كے اُن چيزوں كي تمثيل ميں بيان كيئے جاتے هيں جو دنيا ميں تكليف دہ پائي جاتي هيں اس ليئے اُس عذاب كو بهي زقوم كے استعارہ ميں بيان كيا هى *

زقوم حقيقت ميں ايک درخت هى جسكي نسبت حاشيہ تفسير جلالين ميں لكها هى كہ تهامہ ميں هوتا هى اور لسان العرب ميں لكها هى كہ ابوحنيفہ (دينوري) كهتے هيں

قال ابو حنيفة اخبرني اعرابي من ازد السراة قال الزقوم شجرة غبراء صغيرة الورق مدورتها لا شوک لها ذفرة مرة لها كعا برفي سوقها كثيرة ولها وريد ضعيف جدا يجرسها النحل ونورتها بيضاء وراس ورقها قبيح جدا

(لسان العرب مادہ زقم)

كہ قبيلہ ازد كے ايک اعرابي نے مجهہ سے بيان كيا كہ زقوم ايک خاكي رنگ كا درخت هى — اس كے چهوٹے چهوٹے گول اور بے خار پتے هوتے هيں — بو تيز — مزہ كڑوا اور اس كي ٹهنيوں ميں بہت سي گرهيں هوتي هيں اور پهول بہت نازک اور نرم هوتا هى جس كو شهد كي مكهي چاٹتي هى — اُسكا شگوفہ سفيد هوتا هى اور پتوں كے كنارے بہت بدصورت هوتے هيں پس عذاب دوزخ كو اسي خبيث ترين درخت كے ساتهہ جو دنيا ميں پايا جاتا هى تشبيہہ ديكر بيان كيا هى *

قَالَ أَرَءَيْتَكَ هَٰذَا ٱلَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ
يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۶۴﴾ قَالَ ٱذْهَبْ فَمَن
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿۶۵﴾ وَ
ٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَ أَجْلِبْ عَلَيْهِم
بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَوْلَٰدِ وَعِدْ
هُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۶۶﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ وَ كَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿۶۷﴾ رَبُّكُمُ ٱلَّذِي
يُزْجِي لَكُمُ ٱلْفُلْكَ فِي ٱلْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِۦٓ إِنَّهُۥ كَانَ
بِكُمْ رَحِيمًا ﴿۶۸﴾ وَ إِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فِي ٱلْبَحْرِ ضَلَّ مَن
تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّىٰكُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ ٱلْإِنسَٰنُ
كَفُورًا ﴿۶۹﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ ٱلْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿۷۰﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن
يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ ٱلرِّيحِ
فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِۦ تَبِيعًا ﴿۷۱﴾

کہا کیا تونے دیکھا ہی اِس شخص کو جسے بزرگی دی تونے اوپر میرے اگر تو مجھکو مہلت دے قیامت کے دن تک البتہ ستیاناس کردونگا میں اُس کی اولاد کو مگر تھوڑوں کو ۶۲ کہا خدا نے دور ہو پھر جو کوئی تیری پیروی کریگا اُن میں سے پھر بیشک جہنم ہی سزا تم سب کی سزا پوری ۶۳ اور بہکا جس کو بہکا سکے اُن میں سے اپنی آواز سے اور چڑھائی کر اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے اور اُن کا شریک ہو مال میں اولاد میں اور وعدہ دے اُن کو (یعنی خدا سے بیخوف ہونے کا) اور نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان بجز فریب کے ۶۴ بیشک میرے بندے نہیں ہی تجھکو اُن پر کچھہ حکومت اور کافی ہی تیرا پروردگار کام سنوارنے والا ۶۵ تمہارا پروردگار وہ ہی جو رواں کرتا ہی تمہارے لیئے کشتی کو دریا میں تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل (یعنی اُس کے رزق) سے بیشک وہ ہی تمپر مہربان ۶۶ اور جب تمکو پہونچے سختی دریا میں تو کھوئے جاتے ہیں جن کو پکارتے ہو مگر وہی (یعنی خدا) پھر جب تمکو بچا لیجاتا ہی خشکی کی طرف تو مونہہ پھیرلیتے ہو اور ہی انسان نا شکر گذار ۶۷ پھر کیا تم نڈر ہو اِس سے کہ دھنسا دیوے تمکو خشکی ہی کے کسی کونہ میں یا بھیجے تمپر کنکر برسانے والی سخت آندھی پھر نپاوگے تم اپنے لیئے کوئی بچانے والا ۶۸ کیا تم نڈر ہوگئے ہو اِس سے کہ پھر لے جاوے تمکو اُس میں (یعنی دریا میں) دوسری دفعہ پھر بھیجے تمپر کشتی کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے والی ہوا کو پھر ڈبو دیوے تم کو اُس سبب سے کہ تمنے کفر کیا پھر نہ پاوو اپنے لیئے ہمپر اُس کے بدلہ کوئی پیچھا کرنے والا (یعنی مواخذہ کرنے والا) ۶۹

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٢﴾
يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولٰٓئِكَ يَقْرَءُونَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٣﴾ وَمَنْ كَانَ
فِي هٰذِهِ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٤﴾ وَ
إِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ
عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٥﴾ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنٰكَ
لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ إِذًا لَّأَذَقْنٰكَ
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا
نَصِيرًا ﴿٧٧﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ
لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلٰفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٨﴾ سُنَّةَ
مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٩﴾
أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ
إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٨٠﴾

اورؔ بے شک همنے بزرگي دي بني آدم کو اور هم نے اُن کو چڑھایا سواریوں پر خشکي میں اور دریا میں اور هم نے اُن کو روزي دي پاکیزہ چیزوں سے اور هم نے اُن کو بزرگي دي بهتوں پر اُن میں سے جن کو هم نے پیدا کیا هر طرح سے بزرگي دینا ﴿۷۰﴾ (جس دن هم بلاوینگے هر فرقے کے لوگوں کو اُن کے پیشواؤں سمیت پھر جو کوئي که دي گئي اُس کي کتاب اُس کے دائیں هاتھه میں پھر وہ لوگ پڑھینگے اپني کتاب کو اور نہ ظلم کیئے جاوینگے ایک تاگے کي برابر ﴿۷۱﴾ اور جو هی اس دنیا میں اندھا تو وہ آخرت میں بھي اندھا هی اور رستہ بھٹکا هوا ﴿۷۲﴾ اور بیشک قریب تھا که فریب دیکر باز رکھیں تجھکو اُس چیز سے که وحي بھیجي هم نے تیرے پاس تاکه تو افترا کرلیوے هم پر اُس کے سوا — اور اُسوقت وہ تجھکو کرلیتے گهرا دوست ﴿۷۳﴾ اور اگر یہه نہوتا که هم نے ثابت رکھا تجھکو تو البتہ قریب تھا که تو جھک جاوے اُن کي طرف کچھہ تھوڑا سا ﴿۷۴﴾ اور اُسوقت البتہ هم مزا چکھاتے تجھکو دو گنا عذاب زندگي کا اور دوگنا عذاب موت کا پھر نپاتا تو اپنے لیئے همپر کوئي مدد دینے والا ﴿۷۵﴾ اور بیشک قریب تھا که هلادیں تجھکو زمین سے (یعني مدینہ سے) تاکه نکالدیں تجھکو اُس سے اور اُس وقت نرهینگے تیرے پیچھے مگر تھوڑا سا ﴿۷۶﴾ طریقہ پر اُن کے جن کو بھیجا هم نے تجھہ سے پهلے اپنے رسولوں میں سے اور نهیں پاوے گا تو همارے طریقہ میں تبدیلي ﴿۷۷﴾ قایم کر نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے هو جانے تک اور (قایم کر) قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قران پڑھنا فجر کا هی گواهي دیا گیا ﴿۷۸﴾

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۸۱) وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (۸۲) وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (۸۳) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (۸۴) وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا (۸۵) قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا (۸۶)

---

۸۶ خدا نے اس سے پہلي آیت میں فرمایا تھا کہ جب هم انسان پر نعمت بھیجتے هیں تو وہ منهہ پھیرلیتا هی اور جب اُس کو برائي پهونچتي هی تو نا اُمید هوتا هی — اس کے بعد خدا نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو کهدے کہ هر ایک اپني جبلت یا خلقت پر کام کرتا هی *

جس لفظ کا هم نے " جبلت " یا خلقت " ترجمہ کیا هی وہ لفظ " شاکلہ " هی —

الشاكلة — الناحية و الطريقة والجديلة و شاكلة الانسان شكله و ناحيته و طريقته و فى التنزيل العزيز " قل كل يعمل على شاكلته " اى على طريقته و جديلته و مذهبه و قال الاخفش " على شاكلته " اى على ناحيته و جهته و خليقته —

(لسان العرب مادة شكل)

لسان العرب میں لکھا هی کہ شاکلہ کے معني هیں طرف — طور و طریقہ اور انسان کے شاکلہ سے اُس کي شکل — اس کي طبیعت کا میلان جس طرف هو اور اس کا طریقہ مراد هی — قرآن میں هی کہ اے پیغمبر کهدے هرشخص اپني " شاکلہ " پر کام کرتا هی یعني اپنے طور و طریقہ پر اور اپنے مذهب پر اور

اور تھوڑی سی رات کو پھر کوشش کر اُس کے ساتھہ (یعنی قرآن پڑھنے کے ساتھہ) زیادہ ہوا ہی تیرے لیئے قریب ہی کہ کھڑا کرے تجھکو تیرا پروردگار مقام محمود میں ۸۱ اور کہہ اے پروردگار داخل کر مجھکو داخل کرنا سچا اور نکال مجھکو نکالنا سچا اور کر میرے لیئے اپنے پاس سے غلبہ مدد دینے والا ۸۲ اور کہہ آیا حق (یعنی قرآن) اور مٹگیا باطل (یعنی شرک) بے شک باطل تھا مٹ جانے والا ۸۳ اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں سے وہ چیز کہ وہ شفا ہی اور رحمت ہی واسطے ایمان والوں کے اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر خسارہ ۸۴ اور جب ہم نعمت بھیجتے ہیں انسان پر مونھہ پھیر دیتا ہی اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہی اور جب پہونچتی ہی اُس کو برائی تو ہوتا ہی نا اُمید ۸۵ کہدے کہ ہر ایک کام کرتا ہی اپنی جبلت پر پھر تمہارا پروردگار جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ بہت ٹھیک پانے والا ہی رستہ کو ۸۶

اخفش نے یہہ معنی لیئے ہیں کہ اپنی طبیعت کے میلان پر جس طرف ہو اور اپنی خلقت پر *

تاج‌العروس شرح قاموس میں لکھا ہی کہ شاکلہ کے معنی شکل و صورت کے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ یہہ شخص اپنے باپ کی شاکلہ پر ہی یعنی اُس کا ہم شکل ہی اور شاکلہ میلان کی سمت اور جہت کو بھی کہتے ہیں — اخفش نے آیت قل کل یعمل الخ کی تفسیر میں شاکلہ کے یہی معنی لیئے ہیں — شاکلہ کے معنی نیت کے بھی ہیں — قتادہ نے آیت مذکور کے یہہ معنی بیان کیئے ہیں کہ ہر شخص اپنی طبیعت کے رخ اور نیت پر عمل کرتا ہی شاکلہ کے ایک معنی

الشاکلة — الشکل یقال هذا علی شاکلة ابیه اے شبهه والشاکلة الناحیة والجهة و به فسرت الایة "کل یعمل علی شاکلته" عن الاخفش وایضا النیة قال قتادة فی تفسیر الایة اے علی جانبه و علی ماینوی و ایضا الطریقة والجدیلة و به فسرت الایة و ایضا المذهب والخلیقة و به فسرت الایة عن ابن عرفه و قال الراغب فی تفسیر الایة اے علی سجیته التی قیدته و ذلک ان سلطان السجیة علی الانسان قاهر بحسب ما یثبت فی

وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَ مَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۸۵﴾

الذریعة الی مکارم الشریعة و هذا کما قال علیه السلام " کل میسر لما خلق له "۔
(تاج العروس مادہ شکل)

طور و طریقہ کے بھی ہیں — آیت مذکورہ بالا کی تفسیر ان معنوں پر بھی کی گئی ہی — ایک معنی شاکلہ کے مذہب اور خلقت کے ہیں ابن عرفہ نے اسی معنی پر آیت کی تفسیر کی ہی — اور راغب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہی کہ ہر شخص اپنی سجیہ یعنی طبیعت پر عمل کرتا ہی جس کا وہ مقید ہی — سجیہ ہی انسان پر ایسا حاکم غالب ہی جو مکارم شریعت تک لیجانے میں وسیلہ ہوجاتا ہی — اور یہہ آنحضرت کے اس قول کے مطابق ہی کہ ہر شخص آسانی دیا گیا ہی اُس کام کے لیئے جس کے لیئے وہ پیدا ہوا ہی *

محیط المحیط میں ہی کہ شاکلہ کے معنی ہیں — شکل — طرف — گوشۂ ران —

الشاکلة — الشکل والناحیة والخاصرة والنیة والطریقة والمذهب و فی سورة بنی اسرائیل " قل کل یعمل علی شاکلته " اے علی سجیته و خلقته —
(محیط المحیط مادہ شکل) —

نیت — طریقہ اور مذہب اور سورہ بنی اسرائیل میں آیت قل کل یعمل الخ کے معنی یہہ ہیں کہ ہر شخص اپنی سجیہ یعنی طبیعت اور خلقت پر عمل کرتا ہی *

لغات القرآن مصنفہ علامہ محمد بن ابی بکر رازی میں ہی کہ " علیٰ شاکلته " کے معنی ہیں اپنے طریقہ اور میلان طبعی کے رخ پر — اور بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں اپنی خلقت اور طبیعت پر — اور پوری آیت سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہی *

قوله علی شاکلته اے علی طریقته وجهته و قول علی خلیقته و طبیعته و تمام الایة یفهد القول الاول — و علی حاشیة الکتاب نسخة اي " علی جبلته " —

اور امام محی الدین ابن العربی کی تفسیر میں لکھا ہی کہ ہر شخص اپنی شاکلہ پر عمل کرتا ہی یعنی اپنی خلقت اور ملکہ پر جو اس کے مقام اور مرتبہ کے موافق اس پر غالب ہوتا ہی — پس جس کا مقام نفس ہی اور ملکہ وہ ہی جو نفس

" قل کل یعمل علی شاکلته " اے خلیقته و ملکته الغالبة علیه من مقامه فمن کان مقامه النفس و شاکلته مقتضی طباعها عمل ما ذکرنا من الاعراض والیاس و من کان مقامه

اور پوچهتے هيں تجهكو روح سے كهدے كه روح ميرے پروردگار كے حكم سے هى تم نهيں

ديئے گئے هو علم سے مگر تهوڑا سا (۸۵) †

القلب و شاكلته السجية الفاضلة عمل بمقتضاها الشكر والصبر —
(تفسير ابن العربي جلد اول صفحه ۳۸۴)

كے اقتضا كے موافق هى — وه خدا سے منهه پهيرتا هى اور نا اُميد هوتا هى اور جس كا مقام قلب هى اور ملكه نيك عادت هى وه اس كے مقتضا كے موافق شكر و صبر كرتا هى *

• معالم التنزيل ميں علامه بغوي نے لكها هى كه آيت قل كل يعمل الخ كي تفسير ميں

"قل كل يعمل على شاكلته" قال ابن عباس على ناحيته قال الحسن و قتادة على نيته قال المقاتل على جديلته قال الفراء على طريقته التي جبل عليها وقال القيتبي على طبيعته و خليقته —
(معالم التنزيل جلد ثاني صفحه ۲۰۳)

ابن عباس نے شاكله كے معني ليئے هيں طبيعت كا ميلان جس طرف هو اور حسن بصري اور قتاده نے نيت كے معني ليئے هيں — اور مقاتل نے طور و طريقه كے معني قرار ديئے هيں اور فراء نحوي نے وه طريقه مراد ليا هى جس پر انسان مجبول هى اور قيتبي نے طبيعت اور خلقت كے معني بيان كيئے هيں *

تفسير بيضاوي ميں — آيت مذكوره بالا كي تفسير ميں لكها هى — اے پيغمبر كهدے

"قل كل يعمل على شاكلته" قل كل احد يعمل على طريقته التي تشاكل حاله في الهدى والضلالة او جوهر روحه و احواله التابعة لمزاج بدنه ...... وقد فسرت الشاكلة بالطبيعة والعادة والدين — (بيضاوي جلد اول صفحه ۴۷۰)

كه هر شخص ايسے طريقه پر عمل كرتا هى جو هدايت اور گمراهي ميں اُس كے حال كے مشابه هو يا اُس كے جوهر روح اور اُن حالات كے موافق هو جو اس كے مزاج بدني كے تابع هيں — اور شاكله كي تفسير ميں طبيعت — عادت اور مذهب كے معني بهي ليئے گئے هيں *

مذكوره بالا اقوال سے ظاهر هى كه علما نے " شاكله " كے متعدد معني اختيار كيئے هيں — اگرچه هر ايك معني كا ما حصل قريب قريب هى — ليكن هم " شاكله " كے معني خلقت اور جبلت كے اختيار كرتے هيں اور وجه اس كي يهه هى كه پهلي آيت ميں

---

† روح كي نسبت هم نے پوري بحث اپني تفسير كي تيسري جلد ميں صفحه ۱۱۷ سے ۱۳۱ تك كي هى —

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿۸۸﴾

خدا تعالی نے انسان کی ایک فطرت کا بیان کیا ہی جس پر تمام انسان مجبول ہیں اور اس آیت کو اُسی آیت پر متفرع کیا ہی — اور اس لیئے اس آیت میں " شاکلہ " کے وہی معنی لیئے ضرور ہیں جو انسان کی فطرت اور جبلت پر دلالت کرتے ہوں — پس الفاظ جبلت یا خلقت سے " شاکلہ " کو تعبیر کرنا نہایت صحیح اور موافق سیاق قرآن کے ہی — چنانچہ ابن عرفہ نے شاکلہ کے معنی خلقت کے لیئے ہیں — راغب نے سجیہ کے معنی لیئے ہیں — اُس کا قول ہی کہ سجیہ ہی انسان پر حاکم غالب ہی اور مکارم شریعت تک لے جانے کا وہی وسیلہ ہوتی ہی اور اُسیکی نسبت آنحضرت کا فرمانا ہی کہ ہر شخص آسانی دیا گیا ہی اُس چیز کے لیئے جس کے لیئے وہ پیدا کیا گیا ہی — محیط المحیط میں بھی شاکلہ کے معنی سجیہ اور خلقت کے لکھے ہیں — اور محمد بن ابی بکر رازی نے بھی لغات قرآن میں شاکلہ کے ایک معنی طبیعت — خلقت اور جبلت کے بیان کیئے ہیں اور امام محی الدین ابن العربی نے اس کے معنی لیئے ہیں خلقت اور ملکہ جو انسان پر غالب ہی — اور فراء نحوی نے جبلت — خلقت اور طبیعت کے معنی لیئے ہیں — اور صاحب بیضاوی نے اس کے معنی عادت اور طبیعت کے بیان کیئے ہیں — پس ہم نے جو شاکلہ کے معنی خلقت اور جبلت یعنی فطرت کے قرار دیئے ہیں — اُس کی تائید میں علماے مذکورہ بالا کے اقوال ہیں *

اس آیت سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر ایک انسان ایک فطرت یا جبلت پر پیدا ہوا ہی جس کو انگریزی زبان میں نیچر کہتے ہیں اور ان الفاظ سے جو قران مجید میں ہیں " کل یعمل علی شاکلتہ " صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جو جبلت یا فطرت یا خلقت خدا نے جس انسان کی پیدا کی ہی — اُسیکے مطابق عمل کرتا ہی — اور دوسری بات ان الفاظ سے " فربکم اعلم بمن ہو اہدی سبیلا " یہہ ثابت ہوتی ہی کہ جو کچھہ انسان کرتا ہی یا کریگا اچھا یا برا قبل اس کے کہ وہ کرے خدا کو اُس کا علم ہی — اور خدا جانتا ہی کہ یہہ کریگا *

اب ہم کو یہہ دیکھنا باقی ہی کہ خدا نے انسان کو کس خلقت یا جبلت یا فطرت پر پیدا کیا ہی *

اور اگر هم چاهيں تو البتہ لے جاويں وہ چيز جو وحي بهيجي هى هم نے تيرے پاس

پهر نپاوے گا تو اپنے ليئے اُس کے بدلے هم پر کارساز ۸۸

يعني اُس کے نيچر ميں کيا باتيں پيدا کي گئي هيں — کيونکہ برخلاف اُس فطرت کے اُس سے کوئي امر ظهور ميں نهيں آ سکتا هى قرآن مجيد ميں بهي خدا نے يهي فرمايا هى " فطرت الله التي فطرالناس عليها لا تبديل لخلق الله " اور يهہ بات ظاهر هى کہ خدا نے ايک حد معين تک انسان کو قدرت عطا کي هى جس سے وہ اُس حد تک اپنے افعال کا مختار هى اور يهہ سمجهنا کہ ايسا اختيار دينے سے خدا کي قدرت ميں نقصان لازم آتا هى محض غلط هى کيونکہ اُس نے وہ قوت کسي اضطرار يا مجبور هونے کے سبب سے نهيں دي تهي بلکہ اپني خوشي اور اپني مرضي سے دي تهي اور وہ مختار تها چاهي ديتا چاهے نہ ديتا اور اس قدرت کا دينا نهايت حکمت پر مبني هى جس کي طرف خدا نے اشارہ کيا هى جهاں فرشتوں کي طرف مخاطب هوکر فرمايا هى " اني اعلم مالا تعلمون " *

يهہ کهنا کہ خدا نے جس فطرت پر جس کو بنايا هى اُس کے تبديل نہ کرنے سے خد کا عجز ثابت هوتا هى جهلا کا کلام هى کيونکہ کسي صاحب قدرت اور اختيار کا اپني بنائي هوئي فطرت يا قانون فطرت کو قايم رکهنا اُس کي قدرت کي دليل هى نہ اُس کے عجز کي *

خدا نے اپني تمام مخلوقات کے پيدا کرنے ميں اور اُن کو ايک فطرت عطا کرنے ميں هر ايک کے ساتهہ نهايت عدل کيا هى اُس کا ثبوت اسبات سے هوتا هى کہ هرايک مخلوق کو ايک بهنگے سے ليکر انسان تک جس کو اشرف المخلوقات کها جاتا هى جو چيزيں کہ بلحاظ اُس کي خلقت کے اُس کے ليئے ضروري تهيں سب عطا فرمائي هيں کوئي مخلوق ايسا نهيں هى جس کي نسبت کها جا سکے کہ بلحاظ اُس کي خلقت کے اُس کو فلاں چيز ضرور تهي اور اُس کو عطا نهيں هوئي — پس يهہ ايسا بے نظير عدل هى جو خدا کے سوا اور کسي سے هو هي نهيں سکتا — اور جو فطرت جس ميں پيدا کي هى بلحاظ اُس کي خلقت کے اُس فطرت کا اُس ميں هونا بهي مقتضاے عدل تها — انسان کو جب اُس نے مکلف بنايا تو اُس فطرت کا بهي جس سے وہ مکلف هوسکے عطا کرنا عين انصاف تها اور وہ فطرت اُسکا ايک حد مناسب تک مختار

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا (۸۹)

هونا هى اور اُس فطرت کا بدلنا اور اُس کو بدستور مکلف رکهنا عدل و حکمت دونوں کے برخلاف تها اسي لیئے خدا نے فرمایا که " لا تبدیل لخلق الله " پس اُس فطرت کو قایم رکهنا عین دلیل اُس کے کمال قدرت اور عدل کي هى نه عجز و ظلم کي *

اب هم کو فطرت انساني کا دریافت کرنا هى - اسبات کو تو کوئي تسلیم نهیں کرنے کا که انسان حي کو مثل جماد بیجان کے پیدا کیا هى اور وه بذاته لایعقل اور غیر متحرک بالارادہ هى — کیونکه هم اُس کو دیکهتے هیں که وه ذي عقل اور متحرک بالارادہ هى — جس کام کو وه چاهتا هى کرتا هى — جس کو چاهتا هى نهیں کرتا — بعض کاموں کے کرنے کا اراده کرتا هى اور پهر اُن کے کرنے سے رک جاتا هى اور نهیں کرتا *

اس میں کچهه شک نهیں که انسان میں دو قوتیں موجود هیں ایک کسي کام کے کرنے پر آماده کرتي هى اور دوسري اُسي کام کے کرنے سے اُس کو روکتي هى اور اُنهي قوتوں کے مطابق وه عمل کرتا هى اور اُسي کي نسبت خدا نے فرمایا هى " کل یعمل علی شاکلته " اور اُنهي قوتوں کے سبب جو خدا نے عطا کي هیں خدا نے فرمایا هى " فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر " *

اس غرض سے که مطلب اچهي طرح سمجهه میں آ جاوے هم ان دونوں قوتوں میں سے ایک کو بنام قوت تقوی اور ایک کو بنام قوت فجور تعبیر کرتے هیں یهه دونوں قوتیں هر ذي عقل انسان میں موجود هیں اور پهلي سے دوسري کو مغلوب کرنا انسان کي سعادت هى اور دوسري سے پهلي کو مغلوب کرنا انسان کي شقاوت هى *

بعض انسان ایسے پیدا هوئے هیں که اُن میں قوت تقوی قوت فجور پر فطرتا غالب هى جس سے وه از روے فطرت کے قوت فجور کو مغلوب رکهتے هیں جیسیکه انبیاء معصومین اور ائمه اهل بیت معصومین علیهم السلام اور دیگر بزرگان دین رضي الله عنهم اجمعین هیں *

اور بعضے ایسے هیں جن میں قوت فجور غالب هى مگر جس درجه تک قوت تقوی اُن میں هى اُس کا کام میں لانا اُن کا فرض هى خواه قوت فجور مغلوب هوسکے یا نهیں اور اُس کا کام میں نه لانا معصیت هى اور اسي رمز کي طرف اشاره هى که " التایب من الذنب کمن لا ذنب له " توبه کیا هى اپنے فعل پر نادم اور شرمندہ هونا اور خدا سے اُس کي معافي چاهنا اور مصمم اراده آینده اُس کے مرتکب نهونے کا کرنا هى اور یهه کیا هى اُسي قوت تقوی کو کام میں لانا هى *

مگر (اُس کا نہ لے جانا) بسبب رحمت کے ہی تیرے پروردگار کے بے شک اُس کا

فضل ہی اوپر تیرے بہت بڑا (۸۹)

جس طرح کہ انسان کے اور قوی ضعیف اور قوی ہوجاتے ہیں اسي طرح قوت تقوی بزرگوں کي صحبت اور اعمال نیک اور توجہ الی اللہ اور خوف و رجا سے قوي ہوجاتي هي اور قوت فجور نہایت ضعیف اور مضمحل کالمعدوم ہوجاتي ہی کما قیل —

صحبت صالح ترا صالح کند　*　صحبت طالح ترا طالح کند

اسي طرح افعال شنیعہ کے اشتغال سے قوت فجور قوي اور قوت تقوی ضعیف اور مضمحل اور بعضي دفعہ کا المعدوم ہوجاتي ہی نعوذ باللہ منہا *

تقوی اور فجور ایسے امر ہیں جو مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں میں مختلف طرح پر قرار دیئے جاسکتے ہیں مگر ایک امر یعني خدا کے خالق واحد ہونے کا یقین ایک ایسا امر ہی کہ ادنی تامل میں ہر ذي عقل اُس پر یقین کرسکتا ہی *

دلایل اور مباحث فلسفي کو علاحدہ رکھو کیونکہ عام لوگوں کي سمجھہ کے قابل نہیں بلکہ ایک سیدھے اور عام امر پر خیال کرو کہ جب کوئي شخص ایک متي کے برتن یا ایک متي کے کھلونے کو یا ایک پتھر کو کسي جگہہ پڑا ہوا یا پتھروں کو بہ ترتیب چنا ہوا دیکھتا ہی تو فی الفور اُس کے دل میں خیال آتا ہی کہ کوئي ان برتنوں اور کھلونوں کا بنانے والا اور اس پتھر کو ڈالنے والا یا پتھروں کو بہ ترتیب چننے والا ہی — پس جبکہ ہم اس کائنات کو عجیب خوبي اور عمدگي اور عجیب انتظام سے بنا ہوا دیکھتے ہیں تو ممکن نہیں ہی کہ ہمارے دل میں یہہ خیال نہ آوے کہ اُن کا کوئي بنانے والا ہی پس احمق سے احمق از روے فطرت کے وجود ذات باري پر یقین لا سکتا ہی اور اُس کي وحدت پر بھي اُس انتظام سے جو کائنات کا ہی ہر شخص یقین کرسکتا ہی — اسي عام سمجھہ کے لایق دلایل کو خدا نے فرمایا " لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا " یعني اگر آسمان و زمین میں کئي خدا ہوتے تو تمام انتظام بگڑ جاتا پس تمام انسان کسي فطرت پر پیدا ہوئے ہیں خدا کے وجود اور اُس کے وحدہ لا شریک لہ ماننے پر مکلف ہیں — غرضکہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ انسان ایک فطرت پر پیدا ہوا ہی اور اُسي فطرت کے مطابق عمل کرتا ہی *

جب ہم یہاں تک پہونچتے ہیں تو ایک اور امر خدا کي ذات میں ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہی جس کو ہم اُس کي صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ کسي صانع نے جو کسي چیز کو بنایا ہو اُس کي نسبت یہہ گمان نہیں ہوسکتا کہ اُس صنعت کي

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۹۰﴾
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۱﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى
تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۲﴾

حقیقت کو اور اس بات کو کہ اس سے کیا کیا امر ظہور میں آوینگے نجانتا ہو — کیونکہ اگر وہ نجانتا ہو تو اس سے اُس کا بنانا غیر ممکن ہی مثلاً ایک گھڑی ساز قبل بنانے اُس گھڑی کے جانتا ہی کہ اسقدر پرزے اُس میں ہونگے اور وہ پرزے فلاں فلاں کام دینگے — اور اس قدر عرصہ تک وہ گھڑی چلیگی اور اسقدر عرصہ کے بعد بند ہوجائیگی — پس وہ علۃالعلل جس نے انسان کو مع اُس کے قوی اور اُس کی فطرت کے پیدا کیا ہی — بخوبی جانتا ہی کہ یہہ پتلا کیا کیا کریگا اور اسی جاننے کو ہم اُس علۃالعلل کی صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں اور جو کچھہ اُس کے علم میں ہی — ممکن نہیں کہ اُس کے برخلاف وہ پتلا کرسکے *

اس بیان سے یہہ سمجھنا نہ چاہیئے کہ ایسی حالت میں وہ پتلا اس بات پر مجبور ہو جاتا ہی کہ خواہ مخواہ وہی کرے یا وہی کریگا جو اُس علۃالعلل کے علم میں ہی اور اُس کے برخلاف کرنا نا ممکن ہی کیونکہ یہہ بات کہ وہ پتلا کیا کیا کریگا ایک جدا امر ہی اور اس بات کا علم کہ وہ پتلا یہہ یہہ کریگا ایک جدا امر ہی — اُس کے علم سے اُس پتلے کی مجبوری اُس کے افعال میں لازم نہیں آتی — اس کی مثال اس طرح پر بخوبی سمجھہ میں آسکتی ہی کہ فرض کرو — ایک نجومی ایسا کامل ہی کہ جو کچھہ آیندہ کے احکام بتاتا ہی اُس میں سرمو فرق نہیں ہوتا اب اُس نے ایک شخص کی نسبت بتایا کہ وہ ڈوب کر مریگا — اُس کا ڈوب کر مرنا تو ضرور ہی اس لیئے کہ نجومی کا علم واقعی ہی مگر اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ اُس نجومی نے اُس شخص کو ڈوبنے پر مجبور کردیا تھا پس جو علم الہی میں ہی یا یوں کہو کہ جو تقدیر میں ہی وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر خدا کی طرف سے مجبوری نہیں ہی بلکہ خدا

کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر اکٹھے ہوں انس اور جن اس بات پر کہ لاویں مثل اس قرآن کے نلا سکینگے مثل اس کے اگرچہ ہوویں اُن میں سے بعضے بعضوں کے مددگار ﴿۹۰﴾ اور بیشک ہم نے طرح طرح سے بیان کیا لوگوں کے لیئے اس قرآن میں ہر ایک مثل سے پھر انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر نا شکري سے ﴿۹۱﴾ اور اُنھوں نے کہا ہرگز ہم نمانینگے تجھکو جبتک تو پھاڑکر نکالدے ہمارے لیئے زمین سے ایک چشمہ ﴿۹۲﴾

کے علم کو اس کے جاننے میں یا تقدیر کو اُس کے ہونے میں مجبوري ہی *

امام احمد بن یحیی المرتضی زیدي نے اپني کتاب ملل و نحل میں لکھا ہی کہ

وقال لعبدالله بن عمر بعض الناس یا ابا عبدالرحمن ان اقواما یزنون ویشربون الخمر ویسرقون و یقتلون النفس و یقولون کان في علم الله فلا نجد بدا منه فغضب ثم قال سبحان الله العظیم قد کان ذلک في علمه انهم یفعلونها ولم یحملهم علم الله علی فعلها حدثني ابي عمر بن الخطاب انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مثل علم الله فیکم کمثل السماء التي اظلتکم و الارض التي اقلتکم فکما لاتستطیعون الخروج من السماء والارض کذلک لاتستطیعون الخروج من علم الله و کمالا تحملکم الارض والسماء علی الذنوب کذلک لا یحملکم علم الله علیها۔

عبدالله بن عمر سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن بعض قوموں کے لوگ زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور چوري کرتے ہیں اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ خدا کے علم میں تھا — ہم کو اُس سے کوئي چارہ نہیں ہی عبدالله بن عمر غصہ ہوئے پھر کہا سبحان الله !! بے شک اُس کے علم میں تھا کہ وہ ایسے کام کرینگے مگر خدا کے علم نے اُن کو اُن کاموں کے کرنے پر مجبور نہیں کیا — مجھہ سے میرے باپ عمر بن خطاب نے ذکر کیا کہ اُنھوں نے رسول الله صلی الله علیه وسلم کو یہہ کہتے سنا کہ علم الهي کي مثال تم میں مانند آسمان کے ہی جس نے تم پر سایہ کر رکھا ہی اور مانند زمین کے ہی جس نے تمکو اُٹھا رکھا ہی پس جس طرح تم آسمان و زمین سے باہر نہیں جا سکتے اسي طرح تم خدا کے علم سے باہر نہیں ہو سکتے اور جسطرح آسمان و زمین تم کو گناہوں پر مایل نہیں کرتے اسي طرح خدا کا علم بھي تم کو اُن گناہوں پر مجبور نہیں کرتا *

اوتكون لك جنة من نخيل و عنب فتفجر الانهر خللها تفجيرا ﴿۹۳﴾ او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا او تاتى بالله والملئكة قبيلا ﴿۹۴﴾ او يكون لك بيت من زخرف او ترقى فى السماء و لن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتبا نقرؤه قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا ﴿۹۵﴾ وما منع الناس ان يؤمنوا اذ جاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا ﴿۹۶﴾ قل لو كان فى الارض ملئكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا ﴿۹۷﴾ قل كفى بالله شهيدا بينى و بينكم انه كان بعباده خبيرا بصيرا ﴿۹۸﴾ و من يهد الله فهو المهتد و من يضلل فلن تجد لهم اولياء من دونه و نحشرهم يوم القيمة على وجوههم عميا و بكما و صما ماوىهم جهنم كلما خبت زدنهم سعيرا ﴿۹۹﴾ ذلك جزاؤهم بانهم كفروا بايتنا وقالوا ءاذا كنا عظاما و رفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جديدا ﴿۱۰۰﴾

یا ہووے تیرے لیئے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو پھاڑ کر نکالے نہریں اُس کے بیچ میں اچھی طرح پھاڑکر ۹۳ یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تونے گمان کیا ہی (کہ خدا چاہے تو اُس کو گرادے) ہم پر ٹکرے ٹکرے یا لے آوے تو اللہ کو اور فرشتوں کو آمنے سامنے ۹۴ یا ہو تیرے لیئے ایک گھر سنہری یا تو چڑہ جاوے آسمان میں اور ہرگز ہم نمانینگے تیرے (آسمان پر) چڑہ جانے کو بھی یہاں تک کہ اوتار لاوے تو ہم پر ایک کتاب کہ پڑہ لیں ہم اُس کو کہدے (اے پیغمبر) پاک ہی میرا پروردگار نہیں ہوں میں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا (یعنی رسول) ۹۵ اور نہیں منع کیا آدمیوں کو اسبات سے کہ ایمان لائیں جبکہ آئی اُن کے پاس ہدایت مگر یہہ کہ انہوں نے کہا کہ کیا بھیجا اللہ نے ایک آدمی کو رسول کرکے ۹۶ کہدے (اے پیغمبر) اگر ہوتے زمین میں فرشتے (اُسپر) چلتے (اُس میں) رہتے تو البتہ ہم بھیجتے اُن پر آسمان سے فرشتہ رسول کرکے ۹۷ کہدے (اے پیغمبر) کافی ہی اللہ گواہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے بے شک وہ ہی اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا ۹۸ اور جسکو ہدایت کرے اللہ پھر وہی ہی ہدایت پانے والا اور جسکو گمراہ کرے پھر نہیں پانے کا تو اُن کے لیئے دوست اُس کے (یعنی خدا کے) سوا اور اٹھاوینگے ہم اُن کو اپنے مونہوں پر پڑے ہوئے اندھے اور گونگے اور بہرے - اُن کی جگہہ ہی جہنم جب وہ بجھنے لگے زیادہ کرینگے ہم اُنپر دھکنے کو ۹۹ یہہ ہی سزا اُنکی بسبب اس کے کہ انہوں نے کفر کیا ہماری نشانیوں سے اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہوجاوینگے ہڈیاں اور گلی ہوئی کیا ہم البتہ اُٹھائے جاوینگے ایک نئی پیدایش میں ۱۰۰

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ
عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى
الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا (١٠١) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ
رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (١٠٢)
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ
اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى
مَسْحُوْرًا (١٠٣) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (١٠٤)
فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
جَمِيْعًا (١٠٥) وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ
وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (١٠٦)
وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ
تَنْزِيْلًا (١٠٧) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک الله وہ ہیؔ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو
قدرت رکھتا ھی اسبات پر کہ پیدا کرے مثل اُن کے اور کي ھی اُس نے اُن کے لیئے ایک
میعاد نہیں شک اُس میں پھر انکار کیا ظالموں نے مگر نا شکري سے ۱۰۱ کہدے (اے
پیغمبر) کہ اگر تم مالک ہوتے میرے پروردگار کي رحمت کے خزانوں کے اُسوقت البتہ تم
کنجوسي کرتے خوف خرچ ھو جانے کے سے اور ھی انسان تنگي کرنے والا ۱۰۲ اور بے شک
ہم نے دیں موسی کو نو نشانیاں ظاہر پھر پوچھہ بني اسرائیلؑ سے جبکہ وہ آیا اُن کے پاس
تو اُس سے کہا فرعون نے کہ بے شک میں گمان کرتا ھوں تجھکو اے موسیؑ جادو کیا ھوا ۱۰۳
موسی نے کہا کہ بے شک تونے جان لیا کہ نہیں بھیجا ھی ان نشانیوں کو مگر آسمانوں اور
زمین کے پروردگار نے دکھلائي دینے والي اور بیشک میں گمان کرتا ھوں اے فرعون تجھکو
بھلائي سے پھرا ھوا ۱۰۴ پھر ارادہ کیا فرعون نے کہ نکالدے اُن کو اُس زمین سے پھر ڈبودیا ھم
نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھہ تھے سب کو ۱۰۵ اور ھم نے کہا اس کے بعد بني اسرائیلؑ
کو کہ آباد ھو اُس زمین پر پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا تو لے آوینگے ھم تمکو اکھٹا کرکر
اور ھم نے اُس کو (یعني قرآن کو) اُتارا ھی برحق اور اُترا ھی برحق اور ھم نے تجھکو
نہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ۱۰۶ اور قرآن ھمنے اُس کو ٹکرے ٹکرے بھیجا
ھی تو کہ پڑھے تو اُس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہرکر (یعني وقتا فوقتا) اور ھم نے اُس کو اُتارا
ھی ٹکرے ٹکرے کرکے اُتارنا ۱۰۷ کہدے (اے پیغمبر) ایمان لاؤ اُس پر یا تم نہ ایمان لاؤ
بے شک وہ لوگ جن کو دیا گیا ھی علم

من قبله اذا يتلى عليهم يخرون للاذقان سجدا
و يقولون سبحن ربنا ان كان وعد ربنا لمفعولا (١٠٨)
و يخرون للاذقان يبكون و يزيدهم خشوعا (١٠٩) قل
ادعوا الله او ادعوا الرحمن ايا ما تدعوا فله الاسماء
الحسنى ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين
ذلك سبيلا (١١٠) و قل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا
و لم يكن له شريك في الملك و لم يكن له ولي من الذل
و كبره تكبيرا (١١١)

اُس کے پهلے سے جس وقت که پڑها جاویگا اُن پر گر پڑینگے اپني ٹهوڑیوں (یعني مونهه) کے بل سجده کرتے هوئے اور کهینگے که پاک هی همارا پروردگار بے شک هی وعده همارے پروردگار کا البته مقدور کیا گیا ۱۰۸ اور گر پڑینگے ٹهوڑیوں (یعني مونهه) کے بل روتے هوئے اور زیاده کریگا اور عاجزي کرنا ۱۰۹ کهدے (اے پیغمبر) که پکارو الله کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے که تم پکارو پهر اُس کے لیئے هیں نام بهت اچهے اور نه پکار کر پڑه اپني نماز کو اور نه آهسته پڑه اُس کو اور ڈهونڈه اُس کے درمیان میں طریقه ۱۱۰ اور کهه سب تعریف هی الله کے لئے جس نے نهیں پکڑا کسیکو بیٹا اور نهیں هی اُس کے لیئے کوئی شریک بادشاهت میں اور نهیں هی اُس کے لیئے کوئي مددگار بسبب عاجزي کے اور بڑائي کر اُس کي بڑائي کرنا ۱۱۱

جلد ششم تمام هوئي